قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے

یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا

کہہ کر جو کچھ ارشاد فرمایا ہے

مع تشریح و تفصیل

خالدہ تنویر

پین اسلامک پبلشرز

العزیز مارکیٹ، ۱۷، اردو بازار، لاہور-۲

بسم اللہ الرحمن الرحیم

❀❀❀ توجہ فرمائیں! ❀❀❀

کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب............

- عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد آپ لوڈ (UPLOAD) کی جاتی ہیں۔
- متعلقہ ناشرین کی اجازت کے ساتھ پیش کی گئی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹو کاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات کی نشرواشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

❀❀❀ تنبیہ ❀❀❀

- کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔
- ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی وشرعی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر
تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

نشرواشاعت، کتب کی خرید وفروخت اور کتب کے استعمال سے متعلقہ کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں

ٹیم کتاب وسنت ڈاٹ کام

webmaster@kitabosunnat.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے

یَآیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا

کہہ کر جو کچھ ارشاد فرمایا ہے

معہ تشریح و تفصیل

خالدہ تنویر

عطیہ

پین اسلامک پبلشرز
۱۲-۱۳-اے، شاہ عالم مارکیٹ، لاہور (پاکستان)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

23014
خ ال ب ی

(جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں)

طابع:- محمد عثمان شمسی

ناشر:- پین اسلامک پبلشرز
۱۲-۱۳ اے، شاہ عالم مارکیٹ، لاہور

مطبع:- شرکت پرنٹنگ پریس لاہور

اشاعت:-

پہلی ۱۰۰۰ نومبر ۱۹۷۵ء

۵۹ جے ماڈل ٹاؤن۔ لاہور
نمبر 17374
21-00

قیمت:- [redacted] روپے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تعارف

قرآن مجید کے مطالعہ کے دوران جب بھی "یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا" نظر سے گزرا تو خیال آیا کہ جو باتیں اس طرح خطاب کر کے کہی گئی ہیں وہ یقیناً بہت اہم باتیں ہوں گی۔ یوں تو قرآن پاک مکمل ہدایت ہے ہی لیکن جب اللہ تعالیٰ اپنے مومن بندوں کو خاص طور سے مخاطب کر کے کوئی بات کہتا ہے تو اس سے ایک طرح کی محبت کا اظہار ہوتا ہے اور دل خود بخود متوجہ ہوتا ہے کہ دیکھیں کیا بات کہی جا رہی ہے۔ اور یہ تو ہم اکثر دیکھتے ہیں کہ اگر کوئی یوں ہی سرسری بات کہہ رہا ہو تو سننے والا کسی وقت توجہ نہیں بھی کرتا، لیکن بات کہتے کہتے اگر وہ اس کا نام لے کر پکارے تو سننے والا فوراً پوری توجہ اور دھیان سے اس کی بات سننے کو تیار ہو جاتا ہے اور نام لے کر پکارنے سے پیار، شفقت اور محبت معلوم ہوتی ہے اور خاص طور پر متوجہ کرنے کے لیے یہی انداز اختیار کیا جاتا ہے۔ چنانچہ جب قرآن میں کہا جاتا ہے یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا۔ اے ایمان لانے والو تو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ یہ بات ہم سے ہی کہی جا رہی ہے۔ کہنے والا بڑے پیار سے ہمیں پکار رہا ہے اور ہمارے لیے ہدایت کا ایک راستہ کھولا جا رہا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہی احساس تھا جس نے مجھے متوجہ کیا کہ ایسے تمام احکام جو یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کہہ کر دیئے گئے ہیں انہیں ایک جگہ جمع کر لیا جائے۔ اور پھر ان کو یکجا کر کے دیکھا جائے کہ ہمیں مخاطب کر کے اور ہمارا نام لے کر ہمیں کون کون سی ہدایات دی گئی ہیں۔ چنانچہ میں نے اپنی بے بضاعتی کے باوجود یہ ارادہ کر لیا۔ ان آیتوں کو جمع کرنے سے مجھے اندازہ ہوا کہ ایک ایک آیت اسلامی تعلیمات کا نچوڑ ہے۔ اتنی کامیاب ہدایات خاص ہمارے ہی لیے رب دوجہاں نے نازل فرمائی ہیں۔ یوں تو ہم ان ہدایات کو پڑھتے ہی ہیں لیکن ایک جگہ ان سب ہدایات کے مجموعے کو پڑھنا انشاء اللہ ضرور مفید ہوگا۔ اور ان کی اہمیت اور افادیت بھی محسوس ہوگی۔

اس موقع پر ایک خاص بات جو مجھے محسوس ہوئی وہ یہ کہ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کہہ کر صرف مدنی سورتوں میں خطاب کیا گیا ہے۔ مکی سورتوں میں خطاب کا یہ انداز کہیں نظر نہیں آیا۔ یہ دیکھ کر ذہن میں یہ سوال اٹھا کہ اس کی وجہ کیا ہے! کیا مکے کے مسلمان اس خطاب کے اہل نہیں تھے۔ صرف مدنی مسلمانوں کے لیے اسے خاص کیوں کیا گیا؟ اس بات کی مصلحت سمجھ میں نہ آئی تو میں نے اپنے محترم استاذ جناب جلیل احسن صاحب ندوی سے رجوع کیا اور اپنی یہ الجھن اُن کے سامنے رکھی۔ انہوں نے جواب میں جو لکھا اس سے مجھے بڑی رہنمائی ملی۔ وہ فرماتے ہیں:۔

"مکی زندگی میں جو لوگ دعوت حق کی طرف کھنچے ان میں نفاق کی بیماری نہیں پائی جاتی تھی، جو بھی آیا وہ اپنے قلب ودرع کے لحاظ سے خالص سونا تھا۔ دنیا کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محبت کی آلائش سے پاک ہو کر آیا۔ وہ لوگ پہلے اپنے جاہلی دین کے لیے مخلص تھے اور جب ادھر آئے تو پہلے سے زیادہ مخلص بن کر آئے۔ ان کی تربیت کے لیے یہ بات کافی ہوئی کہ انہیں خدا کے محبوب بندوں کی صفات بتا دی جائیں۔ اس کے برعکس مدنی زندگی میں حب دنیا اور اس کے نتیجے میں پیدا ہونے والی بیماریاں لیے ہوئے بھی بہت سے لوگ آ گئے تو انہیں سمجھانے کے لیے زجر و توبیخ کی ضرورت محسوس ہوئی۔ سوال یہ ہے کہ انہیں کس طرح خطاب کیا جاتا؟ کیا یہ کہا جاتا "اے منافقو! اے کچے لوگو!"؟ نہیں، بلکہ یوں خطاب کیا گیا "اے لوگو! جو ایمان لاتے ہو" اس اسلوب خطاب کا فائدہ یہ ہوا کہ سچے لوگ سچائی میں بہت آگے گئے اور کچے لوگوں کی عظیم اکثریت سچے لوگوں میں جا شامل ہوئی۔"

آج کے مسلمان بھی کچے پن اور نفاق کی بیماریوں میں بہت آگے بڑھ چکے ہیں۔ اس لحاظ سے دیکھا جائے تو ان کے لیے بھی ان ہدایات پر توجہ دینا اور اس آئینہ میں اپنی شکل دیکھنا ضروری ہے تاکہ ان کے ایمان کی کمزوری دور ہو، اور وہ سچے مومن بن سکیں۔

ایک اور صاحب علم مولانا صدر الدین صاحب اصلاحی نے بھی اس سلسلے میں بالواسطہ رہنمائی فرمائی۔ انہوں نے اس سوال کے جواب میں فرمایا کہ جب کسی کو اس کا نام لے کر یا مقام یاد دلا کے پکارا جاتا ہے تو یہ کہنا مقصود ہوتا ہے کہ تم ہو تو اس حیثیت کے آدمی یا تمہاری ذات، نسل یا مذہب میں تو یہ بڑائی اور یہ شان ہے لیکن تمہارے اعمال ایسے ہیں، گویا شرم دلائی جاتی ہے کہ تم اپنا مقام بھول گئے ہو۔ چنانچہ یٰبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اور یٰٓاَھْلَ الْکِتٰبِ کہہ کر مختلف گروہوں کو ان کی اصل

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حیثیت یاد دلا کر مختلف انداز میں تنبیہ کی گئی ہے، مراد یہی ہے کہ جب تم یہ اور یہ ہو تو پھر کام ایسے اور ایسے کیوں کرتے ہو؟

مکی زندگی میں تو مسلمان سچے اور پکے مسلمان تھے۔ اسلام جو کردار بنانا چاہتا ہے یہ لوگ حقیقت میں اس کا نمونہ تھے اس لیے وہاں غالباً اس طرح خطاب کرنے کی کوئی ضرورت نہ تھی۔ اس کے برخلاف مدنی زندگی میں کچھ ایسے لوگ بھی مسلمانوں میں شامل ہو گئے تھے جن کا ایمان کمزور تھا۔ ان کے اعمال میں وہ خلوص نہیں تھا جو اسلام کو مطلوب ہے۔ یہی موقع تھا اس بات کا کہ انہیں ان کا مومن ہونا یاد دلایا جائے۔ ان کو اس بات کی یاد دہانی کرائی کہ وہ ایمان لائے ہیں۔ اسی لیے یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کہہ کر انہیں ہدایات دی گئیں، انہیں ان کا مقام یاد دلا کر ہدایت فرمانے کا مطلب ہی یہ تھا، کہ انہیں اپنے ایمان کے تقاضے پورے کرنا چاہئیں اور ایسے تمام کاموں سے بچنا چاہیے جو ان کے دعوائے ایمان سے میل نہیں کھاتے۔ اس لیے اس طرح دیکھا جائے تو یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کے الفاظ سے خطاب کرنے کی مصلحت اور اہمیت سمجھ میں آتی ہے۔

یہی وہ سب اسباب ہیں جن کی بنا پر آج کل کے ہم جیسے مسلمانوں کو ان تمام احکامات کو نہایت توجہ سے سننا چاہیے جو یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کہہ کر دیئے گئے ہیں۔

ایک خاص بات یہ ضرور سامنے رہے کہ قرآن مجید میں یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کے الفاظ سے کہیں تو سچے اہل ایمان کو مخاطب کیا گیا ہے، کہیں مجموعی حیثیت سے سارے مسلمانوں کو خطاب کیا گیا ہے جس میں مومن، منافق اور ایمان کے کمزور مسلمان

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سب شامل ہیں۔ کہیں تو بات صرف منافقوں سے کی جاتی ہے اور انہیں اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کہہ کر خطاب کیا جاتا ہے۔ اس سے مقصد یہ ہوتا ہے کہ انہیں شرم دلائی جائے کہ تم لوگ دعویٰ تو ایمان کا کرتے ہو اور حرکتیں یہ ہیں۔ یہ بات مضمون پر غور کرنے سے سمجھ میں آجاتی ہے کہ کس وقت روئے سخن کس طرف سے ہے۔

اس کتاب میں جن آیتوں کا ترجمہ اور مطلب پیش کیا گیا ہے یہ کوئی تفسیر نہیں ہے اور میں اس کی اہل بھی نہیں ہوں، یہ تو اہل علم کا کام ہے۔ یہاں تو صرف یہ کوشش کی گئی ہے کہ ان آیات کو پڑھ کر جو کچھ سمجھ میں آتا ہے اُسے پڑھنے والوں کے سامنے رکھ دیا جائے اور جہاں تک ممکن ہو ان کی اہمیت اور تفصیل سے ان پڑھنے والوں کو باخبر کیا جائے جو قرآن کی بڑی بڑی تفسیروں سے فائدہ نہیں اُٹھا سکتے، یہاں تو ایسے تشریحی نوٹ جمع کرنے کی کوشش کی ہے کہ اگر انہیں خواتین کی محفلوں میں تذکیر کے طور پر پڑھا جائے یا معمولی استعداد کے لوگ فائدہ اٹھانا چاہیں تو وہ ان کے لیے مفید ہو اور وہ ان باتوں کو آسانی سے سمجھ لیں جو خاص اُنہی سے کہی گئی ہیں۔

اس کتاب کی تیاری میں تفہیم القرآن (مولانا مودودی صاحب) سے مجھے بہت مدد ملی ہے، بلکہ جہاں تک مل سکا ہے لفظی ترجمہ میں تو زیادہ فرق بھی نہیں کیا ہے۔ اور سورۂ بقرہ کی حد تک مولانا صدرالدین صاحب کے تیسیر القرآن، اور مولانا عبدالوہاب خاں صاحب کے تقریب القرآن سے بھی فائدہ اٹھایا ہے۔ کشف الرحمٰن (سحبان الہند مولانا احمد سعید صاحب) اور ترجمان القرآن (ابوالکلام آزاد) بھی میرے سامنے رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ میری کوتاہیوں سے درگزر فرمائے، اور اس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس مجموعے کو پڑھنے والوں کے حق میں مفید اور میرے لیے باعثِ اجر و رحمت بنائے۔ اور یہ بات اس کے فضل سے بعید نہیں۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّآ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ○

خالدہ تنویر

۱۲ر صفر ۱۳۸۸ھ شنبہ

۱۱ر مئی ۱۹۶۸ء

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یٰاَیُّہَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا

ایمان ۱۹

اے ایمان لانے والو! ایمان لاؤ۔ ۱۹

ایمان کا تعلق باپ بھائی کے تعلق سے بالا ہے۔ ۲۲

عذاب سے بچانے والی تجارت۔ ۲۳

تقویٰ ۲۷

اللہ سے ڈرو جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے۔ ۲۹

سچائی اور انصاف پر قائم رہو۔ ۳۲

اللہ کی نعمتیں یاد کرو۔ ۳۵

اللہ کی جناب میں باریابی کا ذریعہ تلاش کرو۔ ۳۷

خدا ترسی اختیار کرو۔ ۴۰

اللہ کا تقویٰ اختیار کرو۔ ۴۲

اللہ کو کثرت سے یاد کرو۔ ۴۳

اللہ سے ڈرو اور ٹھیک بات کیا کرو۔ ۴۵

اللہ سے ڈرو اور رسولؐ پر ایمان لاؤ۔ ۴۶

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اطاعت وعظمت رسولؐ ______ ۴۹

"راعنا" نہ کہا کرو۔ ۵۱

اہل کتاب کی اطاعت کفر تک لے جاسکتی ہے۔ ۵۲

اسلام کا نظام اطاعت۔ ۵۵

رسولؐ کی اطاعت کرو۔ ۵۸

رسولؐ کی پکار پر لبیک کہو۔ ۶۱

رسولؐ کے ساتھ خیانت نہ کرو۔ ۶۳

نبیؐ کے گھروں میں بلا اجازت نہ چلے آیا کرو۔ ۶۵

نبیؐ پر درود و سلام بھیجو۔ ۶۹

نبیؐ کو نہ ستاؤ۔ ۷۳

اللہ کی اطاعت کرو اور رسولؐ کی اطاعت کرو۔ ۷۴

اللہ اور رسولؐ سے آگے نہ بڑھو۔ ۷۵

اپنی آواز نبیؐ کی آواز سے بلند نہ کرو۔ ۷۶

رسولؐ سے علیحدگی میں بات کرنے سے پہلے صدقہ دو۔ ۷۸

انفاق فی سبیل اللہ ______ ۸۱

اللہ کی راہ میں خرچ کرو۔ ۸۳

اپنے صدقات کو احسان جتا کر ضائع نہ کردو۔ ۸۵

اللہ کی راہ میں اپنے مال کا بہتر حصہ خرچ کرو۔ ۸۹

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صبر واستقامت ——— ۹۳

صبر اور نماز سے مدد لو۔ ۹۵

صبر سے کام لو۔ ۹۷

دشمن کے مقابلے کے لیے تیار رہو۔ ۹۸

دوست دشمن میں تمیز کرو۔ ۹۹

پیٹھ پھیر کر نہ بھاگو۔ ۱۰۱

ثابت قدم رہو۔ ۱۰۴

رکوع اور سجدہ کرو۔ ۱۰۹

اللہ کی مدد کرو۔ ۱۱۱

اللہ کے مددگار بن جاؤ۔ ۱۱۲

دعوتِ اِلی الحق ——— ۱۱۵

پورے کے پورے اسلام میں داخل ہو جاؤ۔ ۱۱۷

دین سے نہ پھرو۔ ۱۱۸

اللہ کی راہ میں کیوں نہیں نکلتے؟ ۱۲۱

شیطان کی پیروی نہ کرو۔ ۱۲۳

حُسنِ معاملات ——— ۱۲۷

مال باطل طریقوں سے نہ کھاؤ۔ ۱۲۹

انصاف کے علمبردار بنو۔ ۱۳۱

اہل کتاب کے اکثر علماء و درویش حرام مال کھاتے ہیں۔ ۱۳۲

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بلاتحقیق بات نہ مان لیا کرو۔ ۱۳۴

حسنِ معاشرت ۱۳۷

زبردستی عورتوں کے وارث نہ بنو۔ ۱۳۹

بلا اجازت دوسروں کے گھروں میں نہ جاؤ۔ ۱۴۱

گھروں میں جانے کے لیے اجازت لینے کے تین اوقات۔ ۱۴۳

ایک دوسرے کا مذاق نہ اڑاؤ۔ ۱۴۵

گمان کرنے سے پرہیز کرو۔ ۱۴۸

گناہ کی باتوں پر آپس میں کانا پھوسی نہ کرو۔ ۱۵۴

اپنی مجلس میں کشادگی پیدا کرو۔ ۱۵۶

احکام ۱۵۹

قصاص لیا کرو۔ ۱۶۱

تمہارے اوپر روزے فرض کیے گئے۔ ۱۶۳

اللہ سے ڈرو، جو سود باقی ہے اسے چھوڑ دو۔ ۱۶۵

کسی کو قرض دو تو لکھ لیا کرو۔ ۱۶۹

سود مت کھاؤ۔ ۱۷۵

نشے کی حالت میں نماز نہ پڑھو۔ ۱۷۷

بندشوں کی پابندی کرو۔ ۱۷۹

خدا پرستی کی نشانیوں کی بے حرمتی نہ کرو۔ ۱۸۱

وضوء اور تیمم کا طریقہ۔ ۱۸۷

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حلال کو حرام نہ کر لو۔ ۱۸۹
شراب، جوئے اور پانسے سے بچو۔ ۱۹۱
شکار کے ذریعے ایمان کا امتحان۔ ۱۹۲
احرام کی حالت میں شکار نہ کرو۔ ۱۹۴
وصیت کے احکام۔ ۱۹۶
عدت کے احکام۔ ۱۹۸
عام ہدایات ۲۰۱
پاکیزہ چیزیں کھاؤ۔ ۲۰۳
غیروں کو اپنا رازدار نہ بناؤ۔ ۲۰۴
کافروں کی اطاعت نہ کرو۔ ۲۰۷
مسلمان کافروں کی سی باتیں نہ کریں۔ ۲۰۹
مومنوں کو چھوڑ کر کافروں کو دوست نہ بناؤ۔ ۲۱۱
دین کا مذاق بنانے والوں کو اپنا رفیق نہ بناؤ۔ ۲۱۲
خواہ مخواہ سوالات نہ کیا کرو۔ ۲۱۴
اپنی فکر کرو۔ ۲۱۶
مشرکوں کو مسجدِ حرام کے قریب نہ آنے دو۔ ۲۱۷
منکرین حق سے جنگ کرو۔ ۲۱۹
اللہ کا احسان یاد کرو۔ ۲۲۱
ہر انسان جو کچھ کر رہا ہے اسے وہ کل ضرور دیکھ لے گا۔ ۲۲۵

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ کے اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ۔ ۲۲۷

جو عورتیں ہجرت کر کے آئیں ان کا امتحان کر لیا کرو۔ ۲۳۰

ان لوگوں سے دوستی نہ کرو جن پر اللہ کا غضب ہے۔ ۲۳۲

ایسی بات کہتے کیوں ہو جو کرتے نہیں؟ ۲۳۴

جمعہ کی اذان دی جائے تو اللہ کے ذکر کی طرف دوڑو۔ ۲۳۵

مال اور اولاد کی محبت تم کو اللہ کے ذکر سے غافل نہ کر دے ۲۳۶

بعض بیویاں اور بعض اولادیں تمہاری دشمن ہیں۔ ۲۳۷

اپنے آپ کو، اپنے گھر والوں کو دوزخ کی آگ سے بچاؤ۔ ۲۳۹

اللہ کے سامنے سچی توبہ کرو۔ ۲۴۰

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا

WWW.KITABOSUNNAT.COM

"اے وہ لوگو! جو ایمان لائے"

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایمان

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جو ایمان لائے وہ خلقِ خدا میں سب سے بہتر لوگ
ہیں انہوں نے حقیقت کو پا لیا ہے۔
فلاح و نجات اور خیر و برکت انہی کے لیے ہے
وہ علم کی روشنی میں ہیں اور سیدھے راستے پر ہیں
اللہ ان کا سرپرست، آقا اور نگہبان ہے
وہ خدا کی رحمت کی آغوش میں ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اے ایمان لانے والو! ایمان لاؤ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِيْ نَزَّلَ عَلٰي رَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ ۭ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِاللّٰهِ وَمَلٰۗىِٕكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًۢا بَعِيْدًا ۝ (النساء: ۱۳۶)

"اے ایمان لانے والو! ایمان لاؤ اللہ پر اور اُس کے رسولوں پر اور اس کتاب پر جو اللہ نے اپنے رسولؐ پر نازل فرمائی اور ہر اس کتاب پر جو اس سے پہلے نازل فرمائی گئی جس نے اللہ، اور اس کے فرشتوں اس کی کتابوں، اس کے رسولوں اور آخرت کے دن سے انکار کیا وہ گمراہی میں بھٹک کر دُور نکل گیا۔"

بظاہر انداز بیان بڑا عجیب ہے۔ ایمان لانے والوں سے یہ کہا جا رہا ہے کہ تم ایمان لاؤ۔ یہاں خطاب عام ہے لیکن اصل میں انہی لوگوں کو پکارا جا رہا ہے جن کا شمار تو مومنوں میں ہے لیکن ان کا یہ ایمان کا دعویٰ صرف زبانی ہے۔ یہاں ایمان دو الگ معنوں میں استعمال ہُوا ہے۔ ایمان لانے کا ایک مطلب تو یہ ہے کہ آدمی انکا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے بجائے اقرار کرلے ورنہ ماننے والوں سے الگ ہو کر ماننے والوں میں شامل ہو جائے اور خدا، اس کے فرشتوں، اس کی کتابوں اور آخرت کے دن کو سچ سمجھ کر تسلیم کرلے۔ اور اس کا دوسرا اور اہم مطلب یہ ہے کہ آدمی جس چیز کو مانے سچے دل سے مانے، سوچ سمجھ کر مانے، اور یہ ایمان اس کے دل میں ایسا پختہ ہو کہ اس کی پوری زندگی پر حاوی ہو جائے وہ اپنا مزاج، خیالات، اپنی پسند، اپنے طور طریقے، اپنے تعلقات سب اس عقیدے کے تحت بنالے جس پر وہ ایمان لایا ہے۔ بہت سے مسلمان اور خاص طور سے آج کے مسلمان "ایمان لانے والوں" کی فہرست میں تو ہیں لیکن دوسرے معنیٰ کے لحاظ سے وہ پورے مومن نہیں ہیں۔ اسی لیے مومنوں سے ایمان لانے کا یعنی سچا مومن بننے کا مطالبہ کیا جارہا ہے اور ان سے کہا جا رہا ہے کہ جن چیزوں پر ایمان لاکر تم مومن بنے ہو انہی پر پھر سوچ سمجھ کر ایمان لاؤ۔ سب سے پہلے اللہ پر ایمان لاؤ۔ اس کے حاضر و ناظر ہونے کا یقین دل میں پیدا کرو، اس سے جزا کا لالچ اور سزا کا خوف رکھو اور اسی طرح تم ہر بدی اور بے حیائی سے بچ سکو گے۔ پھر اللہ کے رسولؐ کو سچا سمجھو۔ اس کی بتائی ہوئی ہدایات پر عمل کرو، اس کی تعلیمات کو سامنے رکھو تاکہ تمہاری زندگی سدھرے اور آخرت بگڑنے نہ پائے۔ اور پھر اس کتاب پر ایمان لاؤ جو رسولؐ پر نازل کی گئی ہے یعنی قرآن، اور ساتھ ہی اس کتاب پر بھی ایمان رکھو جو اس سے پہلے نازل کی گئی۔ اس کتاب سے مراد بعض لوگوں کے نزدیک توراۃ ہے کیونکہ قرآن سے پہلے اصل کتابِ الٰہی کی حیثیت توراۃ کو حاصل ہے کیونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد تمام انبیاء اصل میں توراۃ کے داعی بن کر آئے۔ بہر حال یہاں تو اس حقیقت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی طرف توجہ دلائی جارہی ہے کہ جو لوگ کچھ ظاہری باتوں کو بنیاد بنا کر رسولوں میں فرق کرتے ہیں وہ ایسا نہ کریں، وہ خدا کی نازل کی ہوئی کتاب کو خدائی ہدایت سمجھیں، زندگی کے تمام معاملات میں اس سے رہنمائی حاصل کریں تاکہ سچے مومن بن سکیں۔ اور آخرت میں اس اجرِ عظیم کے مستحق ہوں جس کا اس کتاب میں وعدہ کیا گیا ہے۔ اور جس نے بھی اللہ، اس کے فرشتوں، اس کی کتابوں، اس کے رسولوں اور آخرت کے دن سے کفر کیا وہ گمراہی میں بھٹکتا چلا جائے گا۔

جس طرح ایمان لانے کے دو مطلب ہیں اسی طرح کفر کرنے کے بھی دو مطلب ہیں، ایک تو یہ کہ آدمی صاف صاف انکار کر دے، اور دوسرا یہ کہ زبان سے تو مان لے مگر دل سے نہ مانے یا اس کے طور طریقوں سے یہ ظاہر ہو کہ اس نے جس چیز کو ماننے کا دعویٰ کیا ہے اُسے دل سے نہیں مانا ہے۔ یہاں کفر سے یہ دونوں معنیٰ نکلتے ہیں۔ اس آیت میں ایسے تمام لوگوں کو مخاطب کیا جارہا ہے جو یا تو صاف انکار کر دیں یا اقرار کرتے ہوئے بھی طور طریقوں کے لحاظ سے سچے مومن نہ ہوں۔ ان میں سے دوسری قسم کے لوگوں کی آج بھی کثرت ہے، جن کا مومنوں میں شمار بھی ہے۔ خدا اس کے رسولوں، کتابوں، فرشتوں اور آخرت کے دن پر ایمان بھی ہے لیکن زندگی کسی اور ہی رنگ میں گزر رہی ہے جس ایمان کا دعویٰ کیا ہے وہ کہیں بھی نظر نہیں آتا۔ اسی قسم کے لوگوں کے متعلق یہ فرمایا جارہا ہے کہ یہ تو گمراہی میں بھٹک کر دُور نکل گئے ہیں، یہ ہدایت اور ایمان کی روشنی سے دُور ہوتے جا رہے ہیں۔ اگر یہی حال رہا تو اندیشہ ہے کہ کبھی یہ بالکل ہی کفر میں نہ جا پہنچیں، اور وہ ایمان بھی ہاتھ سے جاتا رہے جس کا صرف زبانی دعویٰ ہو رہا ہے۔ اگر ایسا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوا تو یہ بڑی بدنصیبی اور نامرادی ہوگی۔

ایمان کا تعلق باپ، بھائی کے تعلق سے بالا ہے

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْۤا اٰبَآءَكُمْ وَ اِخْوَانَكُمْ اَوْلِیَآءَ اِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الْاِیْمَانِؕ وَ مَنْ یَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاُولٰٓىٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ۝ (التوبہ: ۲۳)

"اے ایمان لانے والو! اپنے باپوں اور بھائیوں کو بھی اپنا رفیق نہ بناؤ اگر وہ کفر کو ایمان پر ترجیح دیں تم میں سے جو ان کو رفیق بنائیں گے وہی ظالم ہوں گے۔"

مومن کو ایمان اور اسلام سے زیادہ کسی سے محبت نہ ہونا چاہیے۔ اس کے وہ رشتہ دار جو ایمان رکھتے ہیں وہ تو اس کے رفیق ہو سکتے ہیں لیکن وہ رشتہ دار جو ایمان پر کفر کو ترجیح دیں، ان کی زندگی ایمان سے زیادہ کفر کے رنگ میں رنگی ہو تو پھر چاہے وہ باپ، بھائی ہی کیوں نہ ہوں ان سے مومن کو کوئی دلی تعلق اور لگاؤ نہ ہونا چاہیے۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ مومن کسی سے محبت کرتا ہے تو اللہ کے لیے رشتہ داری نبھاتا ہے تو اللہ کی خاطر۔ چاہے اس کا کتنا ہی قریبی عزیز ہو لیکن اگر وہ اللہ کے احکام سے باہر ہے تو پھر اسے اپنا وہ دلی تعلق بھی توڑ دینا چاہیے جو سچے مومنوں سے ہوتا ہے۔

لیکن آج ایسا بہت کم ہوتا ہے مسلمان رشتہ داری نبھانے میں اس کا خیال ہی نہیں کرتے کہ ان کا رشتہ دار ایمان کے لحاظ سے کتنا کمزور ہے، وہ چاہے خدا کا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نافرمان ہی ہو لیکن چونکہ رشتہ دار ہے اس لیے رشتہ داری نبھائی جاتی ہے۔

یہاں واضح لفظوں میں ہدایت موجود ہے، اللہ اپنے مومن بندوں کو پکارتا ہے۔

"اے مومنو! تم تو اپنے باپ اور بھائیوں کو بھی چھوڑ دو جو ایمان کی باتیں نہ مان کر کفر کی روش اختیار کریں۔ تم تو بس اس سے تعلق رکھو جس کا تعلق اللہ سے مضبوط ہو۔ تمہاری محبت، تمہارا تعلق، تمہاری دوستی اور تمہاری رشتہ داری صرف اللہ کی خاطر ہونی چاہیے۔ اب اگر اس حکم کو سن لینے کے بعد بھی تم نے ان لوگوں کو اپنا رفیق بنایا تو تم ظالم ہو گے۔ خدا کا حکم نہ مان کر یہ ظلم تم اپنے آپ پر کرو گے۔

اس کے بعد والی آیت اس بارے میں اور زیادہ واضح ہے، اس میں تو اللہ تعالیٰ نے صاف صاف فرما دیا ہے کہ اگر اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت اور اس کے راستے میں جدوجہد کرنے کے مقابلے میں تمہیں اپنے ماں باپ، بھائی، بیویاں، مال و دولت، کاروبار، مکان اور جائدادیں زیادہ عزیز ہوں تو پھر تمہیں انتظار کرنا چاہیے کہ کب اللہ کا فیصلہ تمہارے سامنے آ جائے۔ یعنی کب تم اس کے عذاب کا شکار ہو جاؤ۔ حقیقت یہی ہے کہ مومن کے لیے ایمان کا تعلق سب سے پہلا اور بنیادی تعلق ہے۔ باقی تمام تعلقات اس کے بعد اور اس کے ماتحت ہیں۔

عذاب سے بچانے والی تجارت

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا هَلْ أَدُلُّكُمْ عَلَىٰ تِجَارَةٍ تُنجِيكُم مِّنْ عَذَابٍ أَلِيمٍ ۝ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَتُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنْفُسِكُمْ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝

(الصف: ۱۰ و ۱۱)

"اے ایمان لانے والو! کیا میں تمہیں ایسا سودا بتاؤں جو تمہیں دردناک عذاب سے محفوظ رکھے؟ وہ یہ کہ تم اللہ اور اس کے رسولؐ پر ایمان لاؤ۔ اللہ کے راستے میں مال اور جان لڑا دو اور اگر تم سمجھو تو یہی تمہارے لیے بہتر ہے۔"

اللہ تعالیٰ نے مومنوں سے فرمایا، کیا میں تمہیں ایسی سوداگری بتاؤں جو تمہیں دردناک عذاب سے بچالے۔ ایسی تجارت جو تمہیں دوزخ کے عذاب سے نجات دلادے اور جہنم کی سختیوں سے محفوظ رکھے؟ ——— اس سوالیہ انداز بیان کی خوبی یہ ہے کہ اتنا سنتے ہی سننے والوں کے دلوں میں ذوق شوق پیدا ہوگا، وہ اور زیادہ متوجہ ہو جائیں گے، ان کی بے چینی بڑھ جائے گی، انہیں یہ جاننے کا اشتیاق ہوگا کہ وہ کون سا سودا ہے جو ہمیں عذاب سے بچا دے گا۔

اب فرمایا کہ تم اللہ اور رسول پر ایمان لاؤ، اس کے راستے میں مال اور جان سے جہاد کرو اسی میں تمہارے لیے بہتری ہے۔ مومنوں سے یہ کہنا کہ اللہ اور رسول پر ایمان لاؤ بظاہر عجیب سی بات ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ مومن ہوتے ہوئے بھی اگر اس کے طور طریقے اسلام کے مطابق نہیں ہیں اس کا مطلب ہے کہ ابھی ایمان بھی پختہ نہیں ہے اسی لیے تاکید کی جارہی ہے کہ تم ایمان لاؤ یعنی اپنے عمل سے ثابت کرو کہ تم واقعی مومن ہو۔

یہاں مومنوں کو اللہ کے راستے میں جہاد کرنے کی ترغیب دی جارہی ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرمایا جو کچھ جان اور مال تمہارے پاس ہے تم اس کی پروا نہ کرو سب کچھ اللہ کی راہ میں قربان کردو یہ تمہاری بہتری کا سبب ہے۔ اس سے تمہاری خطائیں معاف ہوں گی، درجات بلند ہوں گے، اور تم خدا سے قریب ہوسکوگے، اس میں تمہارا اپنا ہی فائدہ ہے۔

اور نہ صرف یہ کہ خطائیں معاف ہوں گی، تم پر مزید فضل یہ ہوگا کہ تم ایسے باغوں میں داخل کیے جاؤ گے جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی اور جہاں تمہاری آسائش کا ہر سامان مہیا کیا جائے گا۔ یہ تمہاری سب سے بڑی کامیابی ہوگی، اور اس کے علاوہ تمہارے لیے ایک اور نعمت بھی ہے۔ اور وہ نعمت ہے اللہ کی مدد اور قریب حاصل ہونے والی فتح۔ یہ تمہارے لیے بڑی خوشخبری ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

WWW.KITABOSUNNAT.COM

تقویٰ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تقویٰ دل میں پیدا ہونے والی اس کیفیت
کا نام ہے جس میں خدا کا خوف بھی ہو اور اس
سے محبت بھی ہو خدا کا تقویٰ مومن کو ہر طرح
کی نافرمانی سے روکتا ہے اور اطاعت و
فرمانبرداری کی راہوں پر اس کے قدم بڑھتے
چلے جاتے ہیں۔

خدا کے نزدیک وہی سب سے زیادہ باعزت
ہے جس کے دل میں تقویٰ ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ سے ڈرو جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ○ وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَیْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖۤ اِخْوَانًا ۚ وَكُنْتُمْ عَلٰی شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا ؕ كَذٰلِكَ یُبَیِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰیٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ○ (آل عمران: ۱۰۲، ۱۰۳)

"اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے۔ تم کو موت نہ آئے مگر اس حال میں کہ تم سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑ لو اور تفرقہ میں نہ پڑو، اللہ کے اس احسان کو یاد رکھو جو اس نے تم پر کیا ہے۔ تم ایک دوسرے کے دشمن تھے اس نے تمہارے دل جوڑ دیئے اور اس کے فضل و کرم سے تم بھائی بھائی بن گئے۔ تم آگ سے بھرے ہوئے ایک گڑھے کے کنارے کھڑے تھے اللہ نے تم کو اس سے بچا لیا۔ اس طرح اللہ اپنی نشانیاں تمہارے سامنے روشن کرتا ہے شاید کہ ان علامتوں سے تمہیں اپنی فلاح کا سیدھا راستہ نظر آجائے۔"

یہاں مومنوں کو حکم دیا گیا کہ وہ اللہ سے ڈریں اور اس طرح ڈریں جیسا کہ ڈرنے کا حق ہے۔ یہ بات بڑی اہم ہے۔ جب دل میں یہ یقین اچھی طرح پیدا ہو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جائے کہ ہر چھوٹی بڑی بات اور ہر کام اللہ کے علم میں ہے۔ یہاں تک کہ دل میں پیدا ہونے والے خیالات سے بھی اللہ باخبر ہے ہر جگہ اور ہر وقت اللہ انسان کو دیکھتا ہے، تو زندگی کا رُخ ہی بدل جائے گا، پھر انسان کبھی بھی جان بوجھ کر خدا کی نافرمانی نہیں کرسکتا ہر وقت اپنے مالک سے ڈرتا رہے گا۔ اسے ہمیشہ یہ خیال رہے گا کہ اس کی ہر چھوٹی بڑی حرکت پر اللہ کی نظر ہے۔ جب یہ یقین پختہ ہو جائے گا تو وہ ہر قدم پر بڑی احتیاط سے کام لے گا۔ ہر کام کرنے سے پہلے یہ سوچ لے گا کہ اس بارے میں خدا کا حکم کیا ہے۔ وہ اس بات سے ڈرتا رہے گا، کہ کہیں کوئی کام اللہ کی مرضی کے خلاف نہ ہو جائے اور کہیں مالک ناراض نہ ہو جائے۔ بس یہی تقویٰ ہے۔ اسی کو کہا گیا کہ ڈرو جیسا کہ ڈرنے کا حق ہے پھر فرمایا گیا کہ تم مرتے دم تک اسلام پر یعنی اللہ کی فرماں برداری اور وفاداری پر قائم رہو۔

اب مومنوں کو دین کی اہمیت بتانے کے لیے حکم دیا جا رہا ہے کہ وہ اللہ کی رسی کو پکڑ لیں۔ اللہ کے دین پر مضبوطی کے ساتھ قائم رہیں۔ تمام ایمان لانے والوں کے لیے دین ہی وہ رشتہ ہے جو ان کا تعلق اللہ سے بھی مضبوط کرتا ہے اور آپس میں متحد کر کے ایک جماعت بنا دیتا ہے۔ اس لیے مومنوں کا فرض یہ ہے کہ وہ اس کو قائم کرنے کی کوشش کرتے رہیں اور اسی کی خدمت کے لیے مل جل کر ایک دوسرے کی مدد کریں آپس میں تفرقہ نہ ڈالیں۔ یعنی اگر دین سے اُن کی دلچسپیاں کم ہوئیں، اور اسے قائم کرنے میں بے توجہی کی تو آپس میں پھوٹ پڑ جائے گی۔

اب اللہ تعالیٰ نے اپنے احسان کو یاد دلایا ہے۔ فرمایا جب تم ایک دوسرے کے دشمن تھے تو اس نے تمہیں بھائی بھائی بنایا، تمہارے دل جوڑے اور تمہیں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک جماعت کر دیا۔ یعنی جس جس نے اسلام قبول کیا وہ آپس میں ایک دوسرے سے ملتا گیا، چاہے اس سے پہلے وہ دشمن ہی کیوں نہ رہ چکا ہو، لیکن اسلام لانے کے بعد سارے مسلمان بھائی بھائی بن گئے۔ ان کے درمیان دین کا رشتہ قائم ہو گیا، ان کے دل ایک ہو گئے۔ ان میں کوئی نسلی، قومی اور وطنی فرق باقی نہ رہا۔ یہ اللہ کا فضل ہی تو ہے کہ اس نے سب کو ایک جماعت بنا دیا۔ اب تمہارا کام یہ ہے کہ تم اس جماعت میں پھوٹ نہ پڑنے دو، اور یہ اسی وقت ہو سکتا ہے جب تم دین پر اچھی طرح جم چکے ہو۔

اللہ کا ایک اور احسان یہ ہے کہ اُس نے تمہیں آگ سے بھرے ہوئے گڑھے میں گرنے سے بچا لیا جس کے کنارے پر تم کھڑے تھے۔ اشارہ اس حالت کی طرف ہے جس میں اسلام سے پہلے اہل عرب مبتلا رہتے تھے۔ آپس کی لڑائیاں، دشمنی، قتل و غارتگری جیسی خرابیاں اتنی بڑھ چکی تھیں کہ ساری قوم تباہ و برباد ہو رہی تھی۔ اس تباہی سے انہیں اسلام نے بچایا، یہ ان کے حق میں بہت بڑی نعمت تھی اور اس کی جو جو برکتیں ان پر ہو رہی تھیں سب جانتے تھے۔

اللہ نے اسی لیے تو یہ ساری باتیں بیان فرمائی ہیں کہ ہو سکتا ہے اب بھی مسلمان اپنی فلاح کا سیدھا راستہ پا سکیں۔

اب اگر کوئی مسلمان ذرا بھی سوجھ بوجھ رکھتا ہے تو وہ یہ اچھی طرح سمجھ لے گا کہ اس کی فلاح اس دین کو مضبوطی کے ساتھ تھامنے میں ہے یا اسی گمراہی کی طرف لوٹ جانے میں ہے جس میں وہ پہلے مبتلا رہتا تھا، اور دنیا و آخرت کی بھلائیاں خدا اور اس کے رسول کی ہدایتوں میں ہیں، یا ان مشرک و منافق لوگوں کی باتوں میں، جو ایمان سے کفر کی طرف پلٹانے کی کوشش کر رہے ہیں؟

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کے بعد کی آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ تم میں ایسے لوگ ضرور ہونا چاہئیں جو مومنوں کو بھی ایمان کی یاد دہانی کراتے رہیں، انہیں نیکی پر ابھارتے رہیں اور برائی سے روکتے رہیں۔ ایسے لوگ اور ایسی امت فلاح پائے گی۔ پھر تنبیہ کی گئی ہے کہ اگر واضح ہدایتیں ملنے کے باوجود لوگ آپس میں اختلاف رکھیں تو وہ آخرت میں سزا پائیں گے۔ ان سے یہ سوال کیا جائے گا کہ اسلام کی نعمت ملنے کے باوجود کافروں کی سی راہ کیوں اختیار کی؟ کفرانِ نعمت کے جرم میں انہیں عذاب دیا جائے گا۔ اور وہ لوگ جو ان ہدایتوں پر عمل کریں گے ان کے چہرے چمک رہے ہوں گے اور خدا کی رحمتیں ان پر ہو رہی ہوں گی۔ اللہ دنیا والوں پر کوئی ظلم نہیں کرنا چاہتا، وہ تو صاف الفاظ میں احکام سنا دیا کرتا ہے، ان پر عمل نہ کرنے والے خود ہی عذاب کے مستحق ہوتے ہیں۔

سچائی اور انصاف پر قائم رہو

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا قَوَّامِينَ لِلَّهِ شُهَدَاءَ بِالْقِسْطِ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ عَلَىٰ أَلَّا تَعْدِلُوا اعْدِلُوا هُوَ أَقْرَبُ لِلتَّقْوَىٰ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ ۝ (مائدہ: ۸)

"اے ایمان لانے والو! اللہ کی خاطر سچائی پر قائم رہو اور انصاف کی گواہی دینے والے بنو کسی گروہ کی دشمنی تمہیں اتنا نہ بھڑکا دے کہ انصاف سے پھر جاؤ، عدل کرو یہ خدا ترسی سے زیادہ قریب ہے۔ اللہ سے ڈرتے رہو بے شک تم جو کچھ کرتے ہو اللہ اسے پوری طرح جانتا ہے۔"

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مومنوں کو ہدایت کی جارہی ہے کہ وہ سچائی پر قائم رہیں اور انصاف کی گواہی دیں اس اللہ کی خاطر جس پر وہ ایمان لائے ہیں۔ فرمایا، تم انصاف اور عدل کی روش پر چلو۔ تم چونکہ مومن ہو، اس لیے یہ تمہارا ہی کام ہے کہ ظلم مٹاؤ، انصاف اور سچائی کا بول بالا کرو، عدل دنیا میں قائم ہو تو اس کے سہارے کی ضرورت پڑتی ہے۔ تم ہی وہ سہارا بن جاؤ۔ یعنی بے انصافی اور ظلم تو دنیا میں عام ہے ہی۔ آج بھی ہر طرف کمزوروں کے حق مارے جاتے ہیں، طاقتور اور سرمایہ دار لوگ غریبوں سے چھین چھین کر اپنے لیے دولت کے ڈھیر جمع کر رہے ہیں، کمزوروں کی جان اور مال کسی طرح بھی محفوظ نہیں ہے، اور پھر اس ظلم پر کوئی فریاد بھی نہیں ہے کوئی انصاف بھی نہیں ہے تو ایسے میں مومنوں کو یہ ہدایت اپنے سامنے رکھنی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ نے خود انہیں خطاب فرمایا ہے کہ تم انصاف اور عدل قائم کرو، اللہ کی خاطر سچائی پر قائم رہو، اس کا مطلب یہ کہ سچائی پر قائم رہنے میں تمہیں مشکلات کا سامنا ضرور کرنا پڑے گا لیکن اسے اس لیے برداشت کرو کہ یہ تمہارے رب کا حکم ہے جس پر تم ایمان لائے ہو، تم ہمیشہ انصاف کی گواہی دو، چاہے اس سلسلے میں تمہیں کسی کی دشمنی مول لینا پڑے یا اپنا کوئی نقصان ہو رہا ہو، چاہے سچی گواہی دینے میں تمہارے تعلقات اور تمہاری رشتہ داری چھوٹ رہی ہو، مگر انصاف اور عدل کے ساتھ سچی گواہی دو، اور تمہاری یہ گواہی صرف خدا کے لیے ہونی چاہیے کسی کی رو رعایت اس میں نہ ہو، کوئی ذاتی غرض، قومی یا ملکی فائدہ شامل نہ ہو اور خدا کے سوا کسی کی خوشنودی تمہارے سامنے نہ ہو۔

اور پھر کہیں ایسا نہ ہو کہ اگر کسی گروہ سے تمہاری دشمنی ہے، اور اس کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خلاف گواہی دینے کا کوئی موقع آئے تو تم اپنے ذاتی بغض کی وجہ سے انصاف سے پھر جاؤ، اور جھوٹ بول کر اسے پھانسنے کی کوشش کرنے لگو۔ اور ایسا تو وہی کرے گا جس کے دل میں خدا کا ڈر نہ ہو، ایسے ہی موقعے امتحان کے ہوتے ہیں، اور ہر وہ شخص جس کا ایمان پختہ نہ ہو اس کے قدم ایسے موقعے پر لڑکھڑا جاتے ہیں۔ مثال کے طور پر کسی گروہ سے ایک شخص کی دشمنی چل رہی ہے اور کسی واقعہ کو بنیاد بنا کر دل ابھی تک صاف نہیں ہے۔ غم و غصہ دل میں بھرا ہوا ہے، بس نہیں چلتا کہ کس طرح بدلہ لیا جائے، اب اگر اس گروہ کے کسی شخص پر قتل، چوری یا اور کسی بات کا الزام آجائے اور وہ عدالت میں لایا جائے پھر اس شخص سے بھی گواہی لی جائے جس سے اس کی دشمنی ہے، موقع ایسا ہو کہ حقیقت میں وہ مجرم تو نہیں لیکن اگر یہ شخص اس کے خلاف گواہی دے دے تو اس کو سزا ہو سکتی ہے، اسے بھی یہ معلوم ہے کہ یہ شخص بے گناہ ہے، یہ بات معلوم ہوتے ہوئے بھی اگر وہ انصاف اور عدل کی خاطر اپنی پرانی دشمنی کو چھوڑ کر صرف اللہ کی خاطر سچی گواہی دے دے تو یہ بڑے حوصلے اور ایمان کی پختگی کا کام ہے آپس کے تعلقات پر تو اس کا اثر پڑے گا ہی، دشمنی دوستی میں بدل ہی جائے گی لیکن اللہ کے یہاں اس کا بہترین اجر ملے گا جس کا ہر مومن خواہشمند ہوتا ہے۔

جس کا ایمان پختہ ہوگا اور جو زندگی کے تمام معاملات میں خدائی ہدایتوں سے رہنمائی حاصل کرے گا۔ پہلی بات تو یہ کہ اس کے تعلقات کسی سے خراب ہی نہ ہوں گے اور دشمنی پیدا ہی نہ ہوگی لیکن اگر کسی وجہ سے ایسا ہو بھی جائے تو سچائی اور عدل کی راہ اختیار کرنے سے یہ دشمنی جلد ہی ختم بھی ہو جائے گی۔ اس طرح

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دنیا کی زندگی میں بھی سکون اور اطمینان میسر ہو گا اور پھر آخرت میں تو خیر ہی خیر ہے۔

انصاف کی ہدایت دینے کے بعد اس نیکی کی تعریف یہ کی گئی کہ یہ خدا ترسی سے زیادہ قریب ہے۔ ظاہر ہے دل میں خدا کا تقویٰ ہو اس سے اجر کی توقع اور سزا کا ڈر ہو تو انسان نیکی کی طرف بڑھے گا ——— اور پھر آخر میں اس حقیقت کا یقین دلایا گیا کہ اللہ تو ان سارے کاموں سے باخبر ہے جو تم لوگ کر رہے ہو۔ اس سے یہ بات اور واضح ہو جاتی ہے کہ جب یہ یقین پیدا ہو جائے کہ اللہ حاضر وناظر ہے، ہر کام کی اسے خبر ہے تو انسان ہر وقت یہ خیال رکھے گا کہ اس کے حکم کے خلاف کوئی قدم نہ اٹھائے اور یہی خیال اسے جھوٹ سے بچائے گا۔ ظلم اور بے انصافی سے روکے گا اور بدی کے راستے سے ہٹ کر نیکی کی راہوں کی تلاش پر مجبور کرے گا۔

اللہ کی نعمت یاد کرو

يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ هَمَّ قَوْمٌ اَنْ يَّبْسُطُوْٓا اِلَيْكُمْ اَيْدِيَهُمْ فَكَفَّ اَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ (المائدہ: ۱۱)

"اے ایمان لانے والو! اللہ کے اس احسان کو یاد کرو جو اُس نے (ابھی حال میں) تم پر کیا ہے جب کہ ایک گروہ نے تم پر چڑھائی کا ارادہ کر لیا تھا مگر اللہ نے ان کے ہاتھ تم پر اُٹھنے سے روک دیئے۔ اللہ سے ڈر کر کام کرتے رہو ایمان رکھنے والوں کو اللہ ہی پر بھروسہ کرنا چاہیے"

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس آیت میں اس واقعہ کی طرف اشارہ ہے جسے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے کہ یہودیوں میں سے ایک گروہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے خاص خاص صحابہؓ کو کھانے پر بلایا اور پہلے سے چپکے چپکے سازش کر لی تھی کہ جب لوگ آجائیں گے تو اچانک ان پر ٹوٹ پڑیں گے اور اس طرح اسلام کی جان ہی نکل جائے گی۔ لیکن ٹھیک وقت پر اللہ کے فضل سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوگیا اور وہ تشریف نہ لے گئے۔ اسی واقعہ کو یاد دلاتے ہوئے فرمایا کہ یہ تمہارے اوپر اللہ کا احسان ہی تو تھا کہ اس ظالم گروہ کے ہاتھ تم پر اُٹھنے سے روک دیئے۔ یہ تو ایک واقعہ ہے لیکن احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ کتنی ہی بار ایسا ہُوا کہ مسلمانوں کو کفار نے نقصان پہنچانے کی کوشش کی۔ کیونکہ وہ اپنے دل کی بھڑاس نکالنے کو تیار رہتے تھے لیکن ایسے موقعوں پر مسلمانوں کو اللہ کی رحمت ڈھانپ لیتی اور وہ محفوظ رہتے۔ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت بھی اللہ نے بار بار کی ہے اور حضورؐ معجزانہ طریقہ پر کفار کے حملوں سے محفوظ رہے ہیں۔ حضورؐ تو بہر حال نبیؐ تھے لیکن یہاں یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ ایمان لانے والوں پر اللہ کی خاص رحمت رہتی ہے اُن پر اللہ کا یہ احسان ہوتا ہے کہ وہ دشمنوں اور مخالفوں کی دشمنی سے اپنے مومن بندوں کو محفوظ رکھتا ہے، اس کی رحمت مومنوں پر چھائی رہتی ہے۔ یہ اور بات ہے کہ اپنی کوتاہیوں اور غلط اعمال کی وجہ سے وہ اس کی رحمت سے دُور ہوتے جائیں۔ وہ اُن پر اپنا فضل کرتا رہے لیکن وہ قدر نہ جانیں، اُن کے اعمال بگڑتے رہیں، ان کا ایمان کمزور ہوتا رہے وہ اللہ کی رحمت اور اس کے فضل کے امیدوار ہی نہ رہیں، اور ان کے ہر عمل سے یہ ظاہر ہورہا ہو کہ انہیں اس رحمت کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ گویا ع "وہ تو مائل بہ کرم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں کوئی سائل ہی نہیں۔" پھر آخر کار ایک دن ایسا آتا ہے کہ خدا اپنی رحمت اور کرم سے انہیں دُور کر دیتا ہے، اور تباہی اُن پر چھا جاتی ہے، اور یہ تباہی اُن کی اپنی لائی ہوئی ہوتی ہے۔

ایمان لانے والوں کو چاہیے کہ وہ اپنے اللہ سے ہر وقت ڈرتے رہیں اور اسی پر بھروسہ رکھیں۔ اس کی رحمت کے امیدوار اور اس کے فضل کے طلبگار رہیں اور اس کی ہدایات کے مطابق زندگی بسر کرنے کی راہیں پیدا کریں۔

اللہ کی جناب میں باریابی کا ذریعہ تلاش کرو

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ وَجَاهِدُوا فِي سَبِيلِهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۝ (المائدہ: ۳۵)

"اے ایمان لانے والو! اللہ سے ڈرو اور اس تک پہنچنے کا ذریعہ تلاش کرو اور اُس کی راہ میں جدوجہد کرو امید ہے تمہیں کامیابی حاصل ہو۔"

کامیابی کی کتنی راہیں قرآن نے ہمارے لیے کھول دی ہیں۔ ارشاد فرمایا کہ تم خدا سے ڈرتے رہو، اس کا تقویٰ اختیار کرو اور پھر وہ ذریعے تلاش کرو جس سے تم اس تک پہنچ سکو۔ ہر اس ذریعے کے طالب رہو جس سے تم اللہ سے قریب ہو سکو اور اس کی رضا حاصل کر سکو، اور یہ تمام ذریعے اللہ نے قرآن میں بیان فرما دیئے ہیں، انسان کو اپنی طرف سے انہیں تجویز کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ ذریعے وہ تمام ہدایتیں ہیں جو مومنانہ زندگی کے لیے قرآن میں تفصیل سے دی گئی ہیں، جو کامیابی حاصل کرنا چاہتا ہے اس کے لیے ضروری ہے کہ ان آیتوں کو پڑھے، سمجھے اور ان پر عمل کرے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ تک پہنچنے اور اس کی خوشنودی حاصل کرنے کا ذریعہ بھی یہی ہدایتیں ہیں۔ یہ تمام ذریعے اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو بتا دیئے ہیں، اور اسے بتا دینا ہی چاہیے، ورنہ ہر انسان اپنے اپنے ذریعہ تلاش کرنے لگتا، اور کسی کا کوئی ایک راستہ نہ ہوتا، اپنی اپنی مرضی کے مطابق وہ خدا تک پہنچنے کا کوئی ذریعہ تلاش کرتا۔ اس لیے یہ ضروری تھا کہ مومنوں کے لیے کچھ راستے اور قاعدے مقرر کر دیئے جائیں۔ لیکن جن لوگوں نے ان ذریعوں کو کافی نہیں سمجھا ہے وہ الگ الگ راہوں پر ہیں، خدا کے مقرر کیے ہوئے قاعدے اور راستے سے ہٹ کر وہ اپنی مرضی سے نئے راستے بناتے ہیں اور خدا تک پہنچنے کے نئے نئے ذریعے تلاش کرتے ہیں۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ بہک جاتے ہیں اور گناہ و شرک کی حدوں تک پہنچ جاتے ہیں۔ سوچتے یہ ہیں کہ ایسا کرنے سے ہم خدا سے قریب ہو رہے ہیں، اور جو ذریعے ہم نے تلاش کیے ہیں یہی ہمیں عذاب سے نجات دلا دیں گے، لیکن ایسا نہیں ہوتا۔ یہ لوگ خدا کو ناراض کر دیتے ہیں اور پھر اپنے کو سزا اور عذاب کا مستحق ٹھہراتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے تو اپنے بندوں کی ہدایت اور رہنمائی کے لیے کامیابی کے تمام طریقے ان کے سامنے رکھ دیئے ہیں، پھر تاکید فرمائی ہے کہ اللہ سے ڈرو اور آخرت کے برے انجام سے ڈرو، اللہ تک پہنچنے کی کوشش کرو۔ اس کی ہدایتوں پر عمل کر کے اس کے قریب ہو جاؤ تاکہ تمہاری آخرت خراب نہ ہونے پائے۔ ہمیں بار بار نصیحت کی گئی ہے، بتایا اور سکھایا گیا ہے اور پھر ڈرایا گیا ہے۔ کامیابی کے تمام راستے ہمارے سامنے روشن ہیں۔ خدائی ہدایات ہمارے ساتھ ساتھ ہیں پھر بھی اگر ہم ناکامی کے اندھیروں میں بھٹکتے رہیں تو یہ ہماری بدقسمتی اور بدنصیبی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھر فرمایا، اس کی راہ میں جدوجہد کرو۔ یہاں لفظ "جَاہِدُوْا" استعمال کیا گیا ہے جس کا پورا مطلب یہ ہے کہ جو قوتیں تمہیں اللہ کی راہ پر چلنے سے روکتی ہیں اور جو تمہیں خدا کی مرضی کے مطابق چلنے نہیں دیتیں بلکہ اس کی راہ سے ہٹاتی ہیں اور خود تمہیں خدا کا بندہ نہیں بلکہ اپنا یا اللہ کے سوا کسی اور کا بندہ بننے پر مجبور کرتی ہیں تم ان کے خلاف اپنی کوششیں جاری رکھو، یہی کوششیں تمہیں فلاح اور کامیابی بخشیں گی، اور تم خدا سے قریب ہو جاؤ گے۔

اس طرح اس آیت کا مفہوم یہ سمجھ میں آتا ہے کہ مومن بندے کو ہر محاذ پر تیار رہنا چاہیے۔ ایک طرف شیطان اور اس کا لشکر اس کی راہ روک رہا ہے، دوسری طرف اس کا اپنا نفس اور اس کی خواہشات اللہ کی راہ پر بڑھنے میں رکاوٹ ڈالتی ہیں، اور تیسری طرف خدا سے پھرے ہوئے وہ انسان ہیں جن سے اُس کا ہر وقت کا ساتھ ہے۔ چوتھی طرف وہ غلط نظام ہے جو اللہ کا قانون رائج کرنے نہیں دیتا اور اسے مجبور کرتا ہے کہ وہ حق کی بندگی کے بجائے باطل کی بندگی کرے۔ یہ سب مختلف طریقے سے حملے کرتے ہیں لیکن ان کی کوشش یہی ہے کہ انسان خدا کی بندگی کو چھوڑ دے، اور ان کی بندگی کرے۔ ان کے نزدیک انسان کی ترقی یہی ہے، حالانکہ انسان کی ترقی اور اس کے خدا سے قریب ہونے کا راز اسی میں ہے کہ وہ مکمل طریقے سے خدا کا مطیع ہو جائے اور ظاہر سے باطن تک اسی کا بندہ بن جائے۔ اب مومن کو اپنے مقصد تک پہنچنے میں ان تمام قوتوں کا مقابلہ کرنا پڑتا ہے۔ اس کا کام یہ ہے کہ وہ ہر وقت ہر حال میں ان سے مقابلہ کرتا ہوا، ان کا سر کچلتا ہوا ساری رکاوٹوں کو روندتا ہوا راہ خدا میں بڑھتا چلا جائے۔ اگر اس نے ایسا کیا تو کامیابی کی توقع کی جا سکتی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خدا ترسی اختیار کرو

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن تَتَّقُوا اللَّهَ يَجْعَل لَّكُمْ فُرْقَانًا وَيُكَفِّرْ عَنكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۗ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ ۝

(الانفال: ۲۹)

"اے ایمان لانے والو! اگر تم اللہ سے ڈرو گے تو اللہ تمہارے کسوٹی بہم پہنچا دے گا اور تمہاری برائیوں کو تم سے دور کر دے گا اور تمہاری غلطیوں کو معاف کرے گا۔ اللہ تو بڑا فضل فرمانے والا ہے۔"

زندگی میں ہر کام کرتے وقت اللہ کی ناخوشی سے ڈرنا اور اس کام کے کرنے میں وہ طریقہ اختیار کرنا جو اللہ کو پسند ہو۔ بس یہی تقویٰ کی جان ہے یہ بات جس انسان میں جتنی زیادہ ہوگی اس کی زندگی اتنی ہی تقویٰ کی زندگی ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ہر مومن کو زندگی کے تمام کاموں میں اسی راہ کو اختیار کرنا چاہیے۔ اللہ پر ایمان لانے، اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول مان لینے اور آخرت پر پکا یقین کر لینے کے بعد ہر شخص سے یہی امید کی جا سکتی ہے کہ وہ زندگی میں کوئی کام ایسا نہیں کرے گا جس میں اللہ کی ناخوشی کا ڈر ہو۔ وہ ہر ہر قدم پھونک پھونک کر رکھے گا اور ہر آن اللہ کے قانون اور اس کی مقرر کی ہوئی حدوں کا لحاظ رکھے گا ایسا ہی شخص متقی ہے۔

یہاں تقویٰ کی ہدایت دیتے ہوئے فرمایا، اگر تم اللہ سے ڈرتے رہے تو یہ تمہارے لیے بڑے فائدے کا کام ہوگا۔ اللہ تمہارے لیے کسوٹی بہم پہنچا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دے گا۔ کسوٹی اس چیز کو کہتے ہیں جو کھرے کھوٹے کا فرق بتاتی ہے "فرقان" کا یہی مفہوم ہے۔ تقویٰ کی راہ اختیار کرنے سے مومن میں اللہ تعالیٰ ایسی صلاحیت پیدا فرما دیتا ہے کہ وہ صحیح اور غلط میں تمیز کرنے لگتا ہے، برائی اور بھلائی کو پہچاننے لگتا ہے۔ ہر بری بات اسے کھٹکنے لگتی ہے، اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی طرف جانتے بوجھتے اس کے قدم نہیں اُٹھتے۔ وہ یہ پہچاننے لگتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو کون سے کام پسند ہیں اور کون سے ناپسند۔ یہ صلاحیت قدم قدم پر اس کی رہنمائی کرتی ہے اور اللہ کے فضل سے وہ ان غلط راہوں پر بھٹکنے سے بچ جاتا ہے جن پر اللہ کے نافرمان اور اس کو بھول جانے والے اکثر بھٹکا کرتے ہیں۔ اللہ کا ڈر دل میں ہو اور ہر وقت یہ دھیان رہے کہ کہیں کوئی ایسا کام تو نہیں ہو رہا ہے جو اللہ کی مرضی کے خلاف ہے اور دل میں خود بخود یہ خواہش پیدا ہو کہ ہم اپنا ہر کام خدا کے بتلائے ہوئے طریقے کے مطابق کریں گے اور ہر چھوٹے بڑے معاملے میں اسی کی رہنمائی طلب کریں گے تو پھر اللہ تعالیٰ امتیاز کی وہ قوت عطا فرما دیتا ہے جس سے صحیح اور غلط کا فرق معلوم ہونے لگتا ہے۔ قوتِ تمیز خود یہ بتانے لگتی ہے کہ کیا کرنا چاہیے، کس راہ پر قدم اُٹھانا چاہیے، کون سی راہ حق ہے اور خدا کی طرف جاتی ہے اور کون سی راہ باطل ہے اور شیطان سے ملاتی ہے۔

زندگی کے ہر موڑ پر برائیاں، قدم قدم پر شیطان کے پھندے اور نفس کے دھوکے ہیں۔ اگر کوئی شخص پورے ارادے اور پوری کوشش کے ساتھ ان سے بچنے کی فکر نہ کرے اور ہر وقت اللہ کی رضا اور اس کی ہدایت کی پیروی کو سامنے نہ رکھے تو یہ ڈر ہے کہ کہیں اس کا قدم پھسل نہ جائے اور کسی موقع پر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ شیطان یا نفس کا شکار نہ ہو جائے ۔ جو لوگ تقویٰ کی راہ اختیار کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو برائیوں سے محفوظ رکھتا ہے اور ان کے لیے سخت حالات میں بھی نیکی کی راہ پر چلنا آسان ہو جاتا ہے ۔ تقویٰ کی صفت سے بھلے اور برے میں تمیز پیدا ہوتی ہے اور پھر جب حق و باطل کا فیصلہ انسان کرلے تو یقیناً اچھے ہی کام کرے گا اور خدا کی مرضی تلاش کرنے کی فکر میں رہے گا اور یہ بڑے فائدے کی بات ہوگی ، دنیا میں بھی غلبہ نصیب ہوگا اور آخرت میں بھی ہمیشہ رہنے والی نعمتیں ملیں گی ۔اس فائدے کے ساتھ ساتھ ایک اور فائدہ یہ بھی ہوگا کہ برائیوں کو دُور کر دیا جائے گا اور غلطیوں کو معاف کر دیا جائے گا اور یہ غلطیاں اور برائیاں ہر شخص سے ہوتی ہی ہیں چاہے انسان برائیوں سے بچنے کا کتنا ہی اہتمام کرے ۔ جو لوگ اپنی حد تک اللہ کی رضا پر چلنے کی پوری کوشش کرتے ہیں اور جانتے بوجھتے اس کی نافرمانی سے ڈرتے اور بچتے رہتے ہیں ، اللہ تعالیٰ ان کی ایسی غلطیوں کو معاف فرما دیتا ہے۔

پھر جو شخص اپنی زندگی کا کچھ حصہ غفلت اور نادانی کی وجہ سے ، یا بے خبری اور جہالت کی وجہ سے اللہ کی نافرمانی میں گزار چکا ہو اس کے لیے بھی ایمان اور تقویٰ کی یہی راہ نجات کی راہ ہے ۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ وہ ایسے لوگوں کے گناہ معاف کر دیتا ہے اور ان کو اپنے فضل و کرم سے نوازتا ہے ۔ اب جو یہ فضل حاصل کرنا چاہے اس کے لیے پہلا اور ضروری کام یہ ہے کہ وہ تقویٰ کی صفت پیدا کرے۔

اللہ کا تقویٰ اختیار کرو

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ ○ (التوبہ : ۱۱۹)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اے ایمان لانے والو! اللہ سے ڈرو اور سچے لوگوں کا ساتھ دو۔"

اس آیت سے پہلے حضرت کعبؓ اور اُن کے دو ساتھیوں کی توبہ قبول کرنے کا ذکر آیا ہے۔ یہ لوگ غزوۂ تبوک میں شریک نہ ہو سکے تھے جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ سے واپس آئے تو ۸۰ منافقوں نے ان کے سامنے آکر جھوٹے عذر بیان کر دیئے۔ لیکن یہ تینوں چونکہ منافق نہ تھے اس لیے انہوں نے سچی بات کہہ دی اور اور کوئی عذر گڑھ کر بیان نہیں کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تینوں کا معاملہ خدا پر چھوڑا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے ان کا بائیکاٹ کر دیا گیا۔ پچاس دن بعد معافی کا حکم خدا کی طرف سے آیا جس میں بڑی شفقت اور محبت سے ان کو معافی دی گئی ہے۔ اس معافی کے انداز میں جو رحمت اور شفقت ٹپک رہی ہے اس کی وجہ ان کا وہ اخلاص بھی ہے جو انھوں نے پچاس دن کی سخت سزا کے دوران دکھایا، اور وہ تقویٰ بھی ہے جس کی وجہ سے وہ سچ بولے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جس کے دل میں اللہ کا ڈر ہو وہی سچ بولتا ہے۔ اس لیے پہلے اللہ سے ڈرنے کی ہدایت دی گئی، پھر سچ بولنے اور سچے لوگوں کا ساتھ دینے پر ابھارا گیا تاکہ جس طرح ان سچے بزرگوں پر اللہ کی عنایتیں اور اس کی رحمتیں ہوئیں وہی انعام دوسرے سچ بولنے والوں کے حصے میں بھی آئے۔ جھوٹی باتیں بنانا تو منافقوں کا کام ہے۔ اور سچ ہی مومنوں کو ان سے ممتاز کرتا ہے۔

اللہ کو کثرت سے یاد کرو

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا اللَّهَ ذِكْرًا كَثِيرًا ۝ وَسَبِّحُوهُ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بُكْرَةً وَّ اَصِيْلًا ۝ (الاحزاب: ۴۱، ۴۲)

"اے ایمان لانے والو! اللہ کو کثرت سے یاد کرو اور صبح شام اس کی تسبیح کرتے رہو۔"

یہ آیت اس موقع پر نازل ہوئی جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کے حکم سے اپنے منہ بولے بیٹے حضرت زید کی مطلقہ بیوی سے نکاح کر لیا تھا۔ حالانکہ یہ بات ناجائز نہ تھی لیکن اس وقت معاشرے میں اسے حرام سمجھا جاتا تھا۔ منہ بولے رشتوں کے بارے میں بہت سی غلط رسوم رائج ہو گئی تھیں اس لیے انہیں توڑنے کی صورت یہی تھی کہ اللہ کا رسول عملاً ان کو توڑے۔ چنانچہ اللہ کی طرف سے اشارہ پا کر رسولؐ نے ایسا کر لیا اب دشمنوں کو موقع مل گیا اور وہ خوب خوب اعتراضات کرنے لگے طعن و تشنیع کی بوچھاڑ کر دی، اور اللہ کے دین پر باتیں بنانے کے لیے رسولؐ کو ہدف بنایا اور پروپیگنڈے کا ایک طوفان برپا کر دیا۔ ایسی حالت میں یہ ہدایت فرمائی گئی کہ ان لوگوں کی باتوں پر قطعاً دھیان نہ دیں، اپنے اللہ کو زیادہ سے زیادہ یاد کریں، یہی ان کے لیے مفید ہے۔

یہاں اہل ایمان کو یہ نصیحت کی جا رہی ہے کہ حالات چاہے کیسے ناسازگار ہوں اور دشمن کتنی ہی مخالفت کر رہے ہوں وہ اس کی پروا نہ کریں، نہ ان کی باتوں پر دھیان دیں اور نہ مقابلے پر اتر آئیں۔ ان کا کام تو یہ ہے کہ ایسے حالات میں عام دنوں سے بڑھ کر اللہ کو زیادہ سے زیادہ یاد کریں، اور یہ کیفیت اسی وقت پیدا ہو سکتی ہے جب دل میں خدا کا خیال رچ بس جائے۔ ایسی حالت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں ہر وقت اور ہر کام میں خدا ہی کا نام اس زبان پر رہے گا۔ یہ ایسی عبادت ہے جس میں انسان ہر وقت مشغول رہے گا۔ خاص اعمال کے وقت ہی نہیں بلکہ ہر وقت اسے خدا کا دھیان رہے گا اور اس کا اثر اس کی زندگی پر پڑے گا، وہ اللہ کی طرف بڑھتا چلا جائے گا اور اس کا ایمان پختہ ہو گا۔

اللہ سے ڈرو اور ٹھیک ٹھیک بات کیا کرو

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا ۝ يُصْلِحْ لَكُمْ أَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَمَنْ يُطِعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا ۝ (الاحزاب: ۷۰، ۷۱)

”اے ایمان لانے والو! اللہ سے ڈرو اور ٹھیک ٹھیک بات کیا کرو اللہ تمہارے اعمال درست کر دے گا اور تمہارے قصور معاف فرما دے گا۔ جس نے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی اس نے بڑی کامیابی حاصل کر لی ہے۔“

اس سے پہلے کی آیت جو اطاعت و عظمت رسول کے باب میں آرہی ہے اس میں مومنوں کے لیے ہدایت ہے کہ موسیٰؑ کی قوم کی طرح تم اپنے نبیؐ کو نہ ستاؤ اس طرح نبی کا تو کچھ نہیں بگڑتا، ستانے والے خود ہی ذلیل ہوتے ہیں، اور سزا بھگتتے ہیں، اللہ کے نبی تو باعزت ہیں، وہ ان کی برأت فرما دیتا ہے۔

اس لیے اے مومنو! تم اللہ سے ڈرو۔ تم تو ایمان لائے ہو، اس کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسولؐ پر ایمان لانے کا دعویٰ رکھتے ہو، اس لیے سوچ سمجھ کر ٹھیک بات کہا کرو کہیں تمہاری زبان سے رسولؐ کے خلاف کوئی ایسی بات نہ نکل جائے جس کی تمہیں سزا بھگتنا پڑے، اور ذلیل ہونا پڑے۔ اگر تمہارے دل میں تقویٰ ہوگا تو تم دوسرے جاہلوں کی طرح اپنے نبیؐ کے خلاف باتیں نہ کروگے۔ اگر تم اللہ سے ڈرتے رہے اور کوئی غلط بات زبان سے نہ نکالی تو اللہ تمہارے اعمال درست کر دے گا، تمہیں سیدھے سچے مسلمانوں میں شامل فرمالے گا، اور گناہوں کو بخش دے گا، تم پر اپنی رحمت نازل فرمائے گا اور دنیا اور آخرت کی بہترین کامیابیوں سے نوازے گا۔

اللہ سے ڈرو اور رسولؐ پر ایمان لاؤ

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَآمِنُوا بِرَسُولِهِ يُؤْتِكُمْ كِفْلَيْنِ مِن رَّحْمَتِهِ وَيَجْعَل لَّكُمْ نُورًا تَمْشُونَ بِهِ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۚ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ (الحدید:۲۸)

"اے ایمان لانے والو! اللہ سے ڈرو اور اس کے رسولؐ پر ایمان لاؤ وہ تمہیں اپنی رحمت کا دُہرا حصہ عطا فرمائے گا اور تمہیں وہ نور بخشے گا جس کی روشنی میں تم چلوگے اور تمہارے قصور معاف کر دے گا، اللہ تو معاف کرنے والا مہربان ہے۔"

مومنوں سے یہ ارشاد فرمایا جا رہا ہے کہ تم محض زبان سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا اقرار کر کے نہ رہ جاؤ بلکہ سچے دل سے ایمان لاؤ، اور ایمان لانے کا حق ادا کرو، اس پہ تمہیں دُہرا اجر ملے گا۔ ایک اجر تو اس بات کا کہ تم کفر سے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلام کی طرف آئے ہو اور دوسرا اجر اس بات کا کہ تم پورے خلوص سے اسلام کے تقاضے پورے کر رہے ہو اور اس پر ثابت قدم ہو۔ وہ لوگ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول مان کر اسلام میں داخل ہوئے تھے اس پوری سورۃ میں انہیں یہ دعوت دی گئی ہے کہ وہ صرف زبان کے مومن نہ بنیں بلکہ اخلاص کے ساتھ سچے دل سے ایمان لائیں۔ پھر انہیں یہ خوشخبری سنائی گئی کہ اگر سچے مومن بن کر انہوں نے زندگی گزاری تو اللہ ان لوگوں کو علم و بصیرت کا وہ نور عطا فرمادے گا جس کی روشنی میں وہ ٹیڑھی اور سیدھی راہوں میں خود ہی تمئیز کر لیں گے۔ انہیں قدم قدم پر یہ محسوس ہوتا رہے گا کہ کون سا عمل جاہلیت کی ٹیڑھی ترچھی راہوں پر لے جاتا ہے اور کون سا کام اسلام کے سیدھے سچے راستے پر لا کھڑا کرتا ہے۔

ایمان کے تقاضے پورے کرنے کی پوری کوشش کے باوجود اگر تم سے کوئی غلطی ہو گئی تو اللہ معاف فرمادے گا۔ وہ قصور بھی درگزر کر دے گا جو ایمان لانے سے پہلے تم سے سرزد ہو چکے ہیں کیونکہ اللہ تو بڑا بخشش کرنے والا اور مہربان ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اِطاعت و عظمتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مومن کا کام صرف یہ ہے کہ رسولؐ جس بات کا حکم دیں اسے دل وجان سے بجالائے۔ وہ شخص مومن نہیں جس کی خواہشات اس تعلیم و ہدایت کے تابع نہ ہوں جو رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش کی ہے۔

رسولؐ اللہ کی اطاعت میں زندگی گزارنے والے قیامت کے دن انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین کے ساتھ ہوں گے۔

رسولؐ کی عظمت اور احترام کرنا مومن کا تقاضۂ ایمان ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رَاعِنَا نہ کہا کرو

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقُولُوا رَاعِنَا وَقُولُوا انْظُرْنَا وَاسْمَعُوا وَلِلْكَافِرِينَ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝ (البقرہ: ۱۰۴)

"اے ایمان لانے والو! رَاعِنَا نہ کہا کرو بلکہ اُنْظُرْنَا کہو اور (توجہ سے) بات کو سنو، اور یہ کافر تو دردناک عذاب کے مستحق ہیں۔"

یہ آیت ان آیتوں میں سے ہے جن میں مسلمانوں کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے احترام کے آداب سکھائے گئے ہیں۔ پہلے اور بعد کی آیتوں کو پڑھ کر یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہاں مسلمانوں کو ان شرارتوں سے باخبر کیا جا رہا ہے جو اسلام اور مسلمانوں کے خلاف کی جا رہی تھیں۔ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ پہنچے اور اسلام کی دعوت وہاں پھیلنے لگی تو اب یہودیوں کو تشویش ہوئی اور وہ سیدھے سچے مسلمانوں کو مذہبی بحثوں میں الجھانے لگے جس طرح خود مذہب کی باتوں میں حیل حجت کرتے۔ نبیؐ کی مجلس میں بیٹھ کر اعتراضات کرتے، شک اور بحث مباحثہ کرتے، سوال میں سوال نکالتے۔ یہی بیماری وہ ان مسلمانوں کو لگا دینا چاہتے تھے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی باتیں دھیان سے سنا کرتے تھے۔ ان یہودیوں کا طریقہ یہ تھا کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں آتے تو اپنے سلام کلام میں ہر ممکن طریقے پہ دل کا بخار نکالتے، طنزیہ باتیں کرتے اور کچھ اس طرح

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے الفاظ بولتے کہ ظاہری مطلب تو کچھ ہو مگر چوٹ نبیؐ پر پڑتی ہو۔ زور سے کچھ کہتے اور چپکے چپکے کچھ بڑبڑاتے۔ ظاہری آداب تو برقرار رکھتے، لیکن درپردہ توہین کرتے۔ ان کا مقصد یہ ہوتا کہ کسی نہ کسی طرح نبیؐ کی دل آزاری کریں۔ قرآن میں جگہ جگہ ان کی اس گھٹیا درجے کی ذہنیت کو مثالوں سے پیش کیا گیا ہے۔ یہاں جس خاص لفظ کے استعمال سے مسلمانوں کو روکا گیا ہے یہ ایک ایسا لفظ تھا جس کے دو معنیٰ تھے۔ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بات چیت کے دوران یہودیوں کو یہ کہنا ہوتا کہ ذرا ٹھہریئے تو وہ رَاعِنَا کہا کرتے تھے۔ اس لفظ کا ظاہری مطلب تو یہ تھا کہ ذرا ہماری رعایت کیجیے یا ہماری بات سن لیجیے۔ مگر صرف یہی مطلب نہ تھا، عبرانی میں اس سے ملتے جلتے لفظ کے معنیٰ تھے "سن تو بہرا ہو جائے" اور عربی میں بھی اگر اس کا آخری الف نہ پڑھا جائے تو معنیٰ جاہل اور احمق کے آتے ہیں اور اگر یہ لفظ زبان کو ذرا دبا کر یعنی رَاعِیْنَا کر کے بولا جاتا تو اس کے معنیٰ ہوتے "اے ہمارے چرواہے" اس لیے مسلمانوں کو یہ حکم دیا گیا کہ تم یہ لفظ نہ بولا کرو، اس کے بجائے تمہیں "اُنْظُرْنَا" کہنا چاہیے جس کا مطلب ہے' ہماری طرف توجہ فرمائیے یا ہمیں ذرا سمجھ لینے دیجیے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ گفتگو کے دوران ایسے الفاظ بولنے سے پرہیز کرنا چاہیے جس سے کچھ اور معنیٰ بھی لیے جا سکتے ہوں اور جن سے کسی کی توہین بھی ہو سکتی ہو —— پھر فرمایا کہ "توجہ سے بات کو سنو" مطلب یہ کہ بار بار ٹھہرنے کے لیے کہنے کی ضرورت تو اُن یہودیوں کو پیش آتی ہے جو دھیان سے بات نہیں سنتے۔ اور نبیؐ کی تقریر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سننے وقت اپنے خیالات اور سوال میں سوال نکالنے کی فکر میں اُلجھے رہتے ہیں۔
تمہیں تو چاہیے کہ بات کو غور سے سنو۔ تاکہ یہ کہنے کی ضرورت ہی پیش نہ آئے۔
ان کافروں کو سخت عذاب ملنے والا ہے یہ اپنی حرکتوں کی سزا ضرور پائیں گے۔

بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ بہت ہی معمولی ہدایت ہے جو نبیؐ کے احترام کے سلسلے میں مسلمانوں کو دی جارہی ہے، مگر حقیقت یہ ہے کہ یہ ایک اصولی ہدایت ہے۔ ایک سچا اور خداپرست مومن کھلی ہوئی غلط باتوں اور نامناسب انداز گفتگو سے تو بچتا ہی ہے لیکن اس کا فرض یہ بھی ہے کہ وہ گفتگو میں ایسا انداز بھی استعمال نہ کرے جس کے معنیٰ میں کچھ شبہ ہو یا اس لفظ کے ایسے دو معنیٰ ہوں جن کا مطلب کوئی غلط سمجھے چاہے اس لفظ کو وہ خود کتنا ہی اچھا سمجھ کر استعمال کرے۔ لیکن اگر سننے والے لوگوں میں کسی کے بھی نزدیک اس کا مطلب کچھ اور ہوسکتا ہو تو اس کا استعمال ہرگز نہ کرنا چاہیے۔ اس کے بدلے ایسا لفظ بولے جس میں اس طرح کا کوئی اندیشہ نہ ہو۔

یہاں مومنوں کو یہ ہدایت دینے کا مطلب یہ بھی ہے کہ وہ غیر اسلامی طرز گفتگو استعمال نہ کریں۔ ان کی گفتگو شائستہ، مہذب اور اسلامی رنگ میں ہونا چاہیے۔ اپنے نبیؐ کا احترام کریں، ان کی مجلس میں نامناسب الفاظ بولنے سے پرہیز کریں۔

اہل کتاب کی اطاعت کفر تک لے جاسکتی ہے

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓاْ إِن تُطِيعُواْ فَرِيقًا مِّنَ ٱلَّذِينَ أُوتُواْ ٱلْكِتَٰبَ يَرُدُّوكُم بَعْدَ إِيمَٰنِكُمْ كَٰفِرِينَ ۝ وَكَيْفَ تَكْفُرُونَ وَأَنتُمْ تُتْلَىٰ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عَلَيْكُمْ اٰيٰتُ اللّٰهِ وَفِيْكُمْ رَسُوْلُهٗ ؕ وَمَنْ يَّعْتَصِمْ بِاللّٰهِ فَقَدْ هُدِيَ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ (آلِ عمران : ۱۰۰، ۱۰۱)

"اے ایمان لانے والو! اگر تم نے ان اہلِ کتاب میں سے کسی گروہ کی بات مانی تو یہ تمہیں ایمان سے کفر کی طرف پھیر لے جائیں گے اور تمہارے لیے کفر کی طرف جانے کا اب کیا موقع باقی ہے جب کہ تم کو اللہ کی آیات سنائی جا رہی ہیں اور تمہارے درمیان اس کا رسولؐ موجود ہے جو اللہ کا دین مضبوطی کے ساتھ تھامے گا وہ ضرور سیدھا راستہ پالے گا"

جب اسلام پھیلنے لگا اور مسلمان مدینے میں آ کر بسے تو بہت سے اسلام کے دشمن لوگ پیدا ہو گئے اور انہوں نے نئی نئی باتیں بنانا شروع کر دیں، اسلام کے خلاف کبھی کچھ کہتے اور کبھی کچھ۔ اور پھر یہی نہیں خود کبھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف باتیں کرتے اور دوسرے سیدھے سچے مسلمانوں کو بھی بہکاتے۔ جس طرح خود اسلام کی باتوں پر اعتراض کرتے، اسی طرح مسلمانوں کو سکھاتے اور اس کوشش میں رہتے کہ کسی نہ کسی طرح مسلمانوں کے دلوں میں ان کے دین کے خلاف باتیں بھر دیں۔ اس معاملہ میں اہل کتاب پیش پیش تھے۔ مسلمان بڑے پریشان ہوتے۔ کبھی کبھی ان کا ذہن بھٹکنے لگتا کہ وہ کیا کریں، کس کی بات مانیں۔ اللہ تعالیٰ تو اپنے بندوں کو ہدایت دینے والا ہے۔ اُس نے مومنوں کو پکارا اور فرمایا:

"اے ایمان لانے والو! خبردار ان لوگوں کی باتیں نہ ماننا، یہ تو ایسا گروہ ہے جو تمہیں دین پر چلتے نہیں دیکھ سکتا، یہ لوگ تمہارے دشمن ہیں تمہاری آخرت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بگاڑ نا چاہ رہے ہیں۔ اگر تم ان کے بہکانے میں آ گئے تو کہیں ایسا نہ ہو کہ پھر اسی کفر کے اندھیروں میں بھٹکنے لگو جہاں سے نکل کر تم نے ایمان کی روشنی پائی تھی۔ تم ان سے بچتے رہو اور اپنے ایمان کو بچانے کی فکر کرو۔"

پھر فرمایا کہ:

"جب اللہ کے احکام واضح طور پر تمہارے سامنے ہیں اور اللہ کا رسولؐ بھی تمہارے درمیان موجود ہے جو تمہاری رہنمائی کر رہا ہے۔ گویا ایمان کی راہیں تم پر روشن ہیں، پھر اس بات کا کیا موقع ہے کہ اب بھی تم اہلِ کتاب کی باتیں مان رہے ہو جو تمہیں بہکانا چاہتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ جو اللہ کے دین پر ثابت قدم رہا، اسی کے مطابق زندگی بسر کی وہی کامیاب ہے۔ اور سیدھا راستہ اسی کے لیے ہے۔"

یہاں یہ معلوم ہوا کہ وہ لوگ جو دین کے خلاف سوچتے ہوں اور دیندار لوگوں کو بہکانے کی باتیں کرتے ہوں ان کی صحبت سے بھی بچنا چاہیے، ان کی باتیں نہ سننا چاہیے ورنہ ان کی چکنی چپڑی باتوں میں الجھ کر دین اسلام ہاتھ سے جاتے رہنے کا اندیشہ ہے۔ مومنوں کو تو اس بات پر اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیے کہ ان کے پاس کتاب اور سنت اپنی تمام ہدایتوں کے ساتھ موجود ہے جس سے وہ رہنمائی حاصل کر سکتے ہیں۔ کسی اور سے رہنمائی طلب کرنے کا سوال ہی کیا ہے۔

اسلام کا نظامِ اطاعت

يَآ أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوٓا أَطِيعُوا اللّٰهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مِنۡكُمۡ فَاِنۡ تَنَازَعۡتُمۡ فِىۡ شَىۡءٍ فَرُدُّوۡهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوۡلِ اِنۡ كُنۡتُمۡ تُؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰهِ وَالۡيَوۡمِ الۡاٰخِرِ‌ؕ ذٰلِكَ خَيۡرٌ وَّاَحۡسَنُ تَاۡوِيۡلًا۝

(النساء: ۵۹)

"اے ایمان لانے والو! اللہ کی اور رسولؐ کی اطاعت کرو اور ان لوگوں کی اطاعت کرو جو تم میں صاحبِ اَمر ہوں پھر اگر تمہارے درمیان کسی معاملہ میں جھگڑا ہو جائے تو اسے اللہ اور رسول کی طرف پھیر دو اگر تم واقعی اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان لائے ہو۔ یہ ایک صحیح طریقہ ہے اور انجام کے اعتبار سے بھی بہتر ہے۔"

اس آیت میں مسلمانوں کے لیے نظامِ اطاعت پیش کیا گیا ہے۔ فرمایا تم اللہ، اس کے رسولؐ اور صاحبِ امر لوگوں کی اطاعت کرو۔

اسلامی نظام میں اصل مطاعِ اللہ ہے یعنی سب سے پہلے اللہ کی اطاعت کرنی چاہیے کیونکہ ایک مسلمان سب سے پہلے اللہ ہی کا بندہ ہے، اس لیے اس کی تمام وفاداری اور فرمانبرداری صرف اللہ ہی کے لیے ہونا چاہیے، دوسری اطاعتیں تو اس حال میں ضروری ہیں جب وہ خدا کے احکام کے مطابق ہوں۔ جو اطاعتیں اس کی اطاعت کے خلاف ہیں، چاہے وہ کسی کی ہوں ہرگز قبول نہ کی جائیں گی، جو اللہ کے احکام کے مطابق بات کہے اس کی اطاعت کرنا چاہیے اور جو ایسا نہ کرے اس کی اطاعت نہیں کرنا چاہیے۔

دوسرا حکم رسولؐ کی اطاعت کے لیے دیا جا رہا ہے۔ یہ اطاعت بھی دراصل خدا کی اطاعت کی ایک صورت ہے، کیونکہ رسولؐ ہم تک خدا کے احکام اور اس کی ہدایتیں پہنچا رہا ہے۔ خدا کا رسول ہونے کی وجہ سے ہم اس کی اطاعت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر رہے ہیں، اس کی ذات کی اطاعت نہیں کر رہے ہیں۔ اسی لیے تو رسولؐ کی پیروی سے منہ موڑنا خدا کے خلاف بغاوت ہے۔

اب ان دو اطاعتوں کے بعد جس تیسری اطاعت پر ابھارا جا رہا ہے وہ ان اولی الامر کی اطاعت ہے جو مسلمانوں میں سے ہوں۔ اولی الامر کے مفہوم میں وہ سب لوگ شامل ہیں جو مسلمانوں میں سے اُن کے ولی اور سرپرست ہوں، ان کے اجتماعی معاملات کے منتظم ہوں، اب چاہے وہ ان کے ذہن و فکر کی رہنمائی کر رہے ہوں یا سیاست اور ملکی انتظام میں ان کے لیڈر اور حاکم ہوں یا انہیں مسلمانوں نے اپنا سردار چنا ہو۔ غرض جو جس حیثیت سے بھی مسلمانوں کا صاحبِ امر ہے، وہ اطاعت کا مستحق ہے اور اس سے جھگڑا کر کے مسلمانوں کی اجتماعی زندگی میں خلل ڈالنا مناسب نہیں ہے۔ لیکن اس کی اطاعت کے لیے بھی شرط یہ ہے کہ وہ خود بھی خدا اور اس کے رسول کی اطاعت کرنے والا ہو، اور ان کے احکام کے مطابق حکم دینے والا ہو۔ اس شرط کے ساتھ تو اس کی اطاعت کی جا سکتی ہے ورنہ نہیں۔

ان تینوں اطاعتوں کے حکم کے بعد یہ بات ایک اصول کے طور پر طے کر دی گئی کہ اس نظام میں خدا کا حکم اور رسولؐ کا طریقہ بنیادی قانون اور آخری سند کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس لیے مسلمانوں کے درمیان کسی بات پر اگر کوئی جھگڑا یا اختلاف رائے ہو تو فیصلہ کے طور پر قرآن اور سنت سے مدد لینی چاہیے اور جو فیصلہ اس کے مطابق ہو اسے بے چون و چرا مان لینا چاہیے۔ اسلامی نظام کا تقاضا ہی یہ ہے کہ زندگی کے تمام مسائل کتاب و سنت کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مطابق طے کیے جائیں۔ یہ بات جس نظام میں نہ ہو وہ غیر اسلامی نظام ہے۔

بعض لوگ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ حکومت کے کچھ قواعد اور کچھ ضابطے ایسے ہیں جن کے بارے میں کتاب اور سنت سے کوئی حکم نہیں ملتا، تو ایسے میں مومن کا کام یہ ہے کہ جو حکم ملے اس کی تو پیروی کرے۔ اور اگر کوئی حکم نہ ملے تو اسے وہ اپنے لیے آزادی سمجھے۔ لیکن ہر کام کرتے وقت یہ دھیان ضرور رہے کہ وہ بندہ ہونے کی وجہ سے بس ایک دائرے کے اندر ہی آزادی سے بھی فائدہ اٹھا سکتا ہے۔

ان سارے احکام کی پیروی وہی کر سکتا ہے جو حقیقت میں اللہ پر ایمان لایا ہو اور آخرت کے دن پر اسے پختہ یقین ہو، اور ساتھ ہی اسے یہ بھی یقین ہو کہ ان سارے احکام میں حکمت اور مصلحت پوشیدہ ہے ان سارے احکام کی پیروی کرنا ایمان کا تقاضا ہے۔ مسلمان ہونے کا دعویٰ اسی وقت پورا ہو سکتا ہے جب ان باتوں پر یقین بھی ہو اور عمل بھی۔ اور ان ہی اصولوں کو زندگی میں اپنا لینے سے صراطِ مستقیم پر چلنے کی سعادت نصیب ہو سکتی ہے اور اسی سے عاقبت بھی ٹھیک ہو سکتی ہے۔

رسول کی اطاعت کرو

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَا تَوَلَّوْا عَنْهُ وَأَنتُمْ تَسْمَعُونَ ○ وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ قَالُوا سَمِعْنَا وَهُمْ لَا يَسْمَعُونَ ○

(الانفال: ۲۰، ۲۱)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اے ایمان لانے والو! اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو
اور حکم سننے کے بعد اس سے منہ نہ موڑو اور ان لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ جنھوں
نے کہا ہم نے سن لیا حالانکہ وہ نہیں سنتے۔"

ایمان کے بعد اطاعت لازمی شرط ہے، اسی لیے ایمان لانے والوں سے کہا جا رہا ہے کہ ہر قسم کی کامیابی کے لیے چاہے وہ آخرت کے اجر اور ثواب حاصل کرنے کے لحاظ سے ہو یا دنیا میں سربلند اور باعزت ہونے کے اعتبار سے ہو، اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت لازم ہے۔ جاننا اور ماننا یہی ایمان ہے اور کامیابی کی پہلی شرط ہے۔ جو لوگ کامیابی کے اصولوں کو نہ جانتے ہوں یا جان کر انہیں نہ مانتے ہوں ان کے کامیاب ہونے کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ لیکن اسی طرح جو لوگ صرف جاننے اور ماننے کو ہی کافی سمجھ لیں وہ بھی کامیاب نہیں ہو سکتے انہیں اس کے مطابق عمل بھی کرنا چاہیے۔

آخرت کی کامیابی اور دنیا کی سرفرازی کے لیے اللہ کو اپنا آقا اور اپنا معبود ماننا اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کا رسول تسلیم کرنا لازم ہے۔ لیکن اللہ اور اس کے رسول پر صرف ایمان لے آنا کافی نہیں ہے اس کے بعد اطاعت اور فرمانبرداری لازمی ہے۔ جو شخص اللہ کے احکام سنے اور پھر ان کے مطابق عمل کرنے کے بدلے ان سے منہ پھیر لے تو چاہے وہ زبان سے اللہ کے مالک، آقا اور معبود ہونے کا اقرار کر لے لیکن کم از کم اس نے اپنے عمل سے تو یہی اعلان کر دیا کہ وہ اللہ کو اپنا خدا نہیں مانتا۔ اسی طرح جو شخص حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کا رسول تو مانتا ہے لیکن جب اس سے کہا جاتا ہے کہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضورؐ نے اس کام کا حکم دیا ہے، اور اس سے رد کا ہے تو وہ منہ بناتا ہے اور اللہ کے رسول کے بدلے پیروی دوسروں کی کرتا ہے تو چاہے وہ زبان سے آنحضرتؐ کی رسالت کا قائل ہی کیوں نہ ہو لیکن اس نے اپنے عمل سے تو آپؐ کے رسول ہونے کا انکار ہی کر دیا۔

اللہ تعالیٰ اہل ایمان کو خطاب فرما کر ہدایت فرما رہا ہے کہ اے ایمان لانے والو! تم نے جب اللہ کو اپنا آقا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کا رسول مان لیا ہے تو پھر تابعداری بھی اللہ اور اس کے رسول ہی کی کرو۔ اُن کے احکام سن کر منہ مت موڑو، ان کی بات سن کر سنی اَن سنی مت کر دو، یہ رَوَیّہ غلط ہے اور اس کے نتیجے میں کوئی کامیابی نہیں مل سکتی، نہ دنیا میں اور نہ آخرت میں۔

اہل کتاب یعنی یہود اور نصاریٰ کا رَوَیّہ یہی تھا کہ وہ زبان سے تو کہتے کہ ہم اللہ کو مانتے ہیں، اس کے رسول حضرت موسیٰ علیہ السلام یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سچا نبی جانتے ہیں اور اس کی کتاب توراۃ یا انجیل پر ایمان رکھتے ہیں لیکن وہ زندگی کے کاموں میں نہ تو اللہ کا کہا مانتے اور نہ رسولوں کی ہدایات پر عمل کرتے۔ ہر کام میں یا تو اپنی من مانی کرتے یا اپنے باپ دادا کے رسم و رواج پر چلتے یا پھر دوسرے شیطانی خداؤں کی اطاعت میں لگے رہتے۔

اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو ہدایت فرمائی ہے کہ کہیں تم بھی ان لوگوں کی طرح مت ہو جانا جو کہتے تو سب کچھ ہیں مگر کرتے کچھ نہیں۔

جہالت اور بے یقینی یقیناً گمراہی کا سبب ہے۔ جو شخص اپنی منزل کی راہ کو جانتا نہ ہو یا اسے پوری طرح یہ یقین نہ ہو کہ یہ راہ اسے منزل تک پہنچا سکتی ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یا نہیں وہ یقیناً اِدھر اُدھر بھٹک سکتا ہے لیکن سب سے بڑی گمراہی بے عملی ہے۔ منزل کی راہ کا صحیح علم اور اس پر پورا یقین ہرگز منزل تک نہیں پہنچا سکتا جب تک کہ اس راہ پر سفر نہ کیا جائے۔ آج مسلمانوں کی گمراہی کا سبب لاعلمی اور بے یقینی نہیں ہے بلکہ بے عملی ہے۔ بہت سے لوگ جانتے ہیں کہ کامیابی کی صحیح راہ کیا ہے اور انہیں اس کے ٹھیک ہونے کا یقین بھی ہے لیکن بہت ہی تھوڑے لوگ ایسے ہیں جو اس علم اور یقین کے مطابق کوئی حرکت بھی کرنا چاہتے ہوں۔

رسولؐ کی پکار پر لبیک کہو

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيكُمْ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يَحُولُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهِ وَأَنَّهُ إِلَيْهِ تُحْشَرُونَ ۝

(الانفال: ۲۴)

"اے ایمان لانے والو! اللہ اور اس کے رسولؐ کی پکار پر لبیک کہو جب کہ رسولؐ تمہیں اس چیز کی طرف بلائے جو تمہیں زندگی بخشتی ہے۔ اور جان لو اللہ انسان اور اس کے دل کے درمیان حائل ہے اور اسی کی طرف تم سمیٹ لیے جاؤ گے۔"

یہاں اللہ کی اطاعت اور رسولؐ کی اطاعت پر اُبھارا جا رہا ہے فرمایا اے مومنو! جب رسول تمہیں زندگی بخشنے والے کام کی طرف بلائے تو دیر نہ کیا کرو۔ زندگی بخشنے والے کاموں سے مراد ہر نیک کام ہے۔ ایسے کام جو اللہ کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضور کامیابی اور کامرانی کا ذریعہ بنتے ہیں۔ پکار کر لبیک کہنے کے معنٰی ہی یہ ہیں کہ ہر ہدایت کو دل سے مان لیا جائے۔ اور ہر حکم پر سر اطاعت جھکا دیا جائے۔ یہ احکام اور ہدایتیں ایسی ہیں جن پر عمل کرنے سے انسان ابدی زندگی میں بھی کامیاب ہوگا اور اس دنیا کی زندگی میں بھی ترقی کے زینے طے کرے گا۔ اور آخر کار اس بلندی پر پہنچ جائے گا جو حقیقی معنوں میں ترقی اور کمال کی آخری منزل ہے۔ اللہ کا دین زندگی بخشنے والا ہے۔ حقیقی حیات اور سچی کامیابی کا سرچشمہ ہے، اس کا ثبوت تاریخ سے ملتا ہے۔ تاریخ گواہ ہے کہ جب عرب جیسی غیر ترقی یافتہ قوم نے اس پر لبیک کہا تو دیکھتے ہی دیکھتے اسے دنیا میں کیا مقام حاصل ہو گیا۔ تمدن، معاشرت، معیشت، اخلاق، سیاست، جہاں داری، جہانبانی غرض زندگی کا کون سا شعبہ تھا جس میں وہ سارے عالم کے امام نہ بن گئے۔ اہل عرب جو اسلام کی دعوت سے پہلے بہت پست مانے جاتے تھے اور انہیں اُمّی کہا جاتا تھا جب اس زندگی بخشنے والے پیام سے بہرہ مند ہوئے تو کیسے بڑے بڑے صحابیؓ پیدا ہوئے، دنیا نے ان کا لوہا مانا اور انسانیت، شرافت، عدل و انصاف، رحم دلی اور ہمدردی کا سبق ان سے سیکھا۔

پھر فرمایا کہ اس بات پر تمہارا یقین پختہ ہونا چاہیے کہ تمہارے اور تمہارے دل کے درمیان اللہ موجود ہے جیسے تمہارے ایک ایک کام کی یہاں تک کہ تمہارے افکار اور خیالات کی بھی خبر ہے۔ وہ تمہاری ایک ایک بات جانتا ہے، اور پھر آخر کار تمہیں لوٹنا تو اسی کی طرف ہے۔ ایک دن آئے گا کہ تم سب کو سمیٹ لیا جائے گا اور اس کے حضور حاضر کیا جائے گا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انسان کو سیدھی راہ چلانے کے لیے اور اسے نفاق کے روگ سے محفوظ رکھنے کے لیے نہایت ضروری ہے کہ دو عقیدے بہت اچھی طرح اس کے دل میں گھر کرلیں، ان عقیدوں پر اس کا ایمان جتنا پختہ ہوگا، وہ اتنا ہی غلط راہوں سے بچ سکے گا اور صحیح مومنانہ زندگی بسر کر سکے گا۔

پہلی بات تو یہ ہے کہ اسے یہ یقین ہو کہ معاملہ اس خدا کے ساتھ ہے جو دلوں تک کے حالات جانتا ہے، انسان اپنے دل میں جو ارادہ کرے جو خواہش رکھے اور جو خیالات پیدا ہوں وہ ان سے بھی باخبر ہو جاتا ہے کوئی بات ایسی نہیں ہو سکتی جس کا خیال انسان کے دل میں آئے اور وہ خدا سے چھپی رہ سکے۔

دوسری بات یہ کہ جانا بہر حال خدا کے سامنے ہے، اس سے بچ کر کہیں بھاگ نہیں سکتے۔ زمین آسمان میں کوئی جگہ ایسی نہیں جہاں چھپ کر اس کی پکڑ سے بچ سکیں۔ ایک ایک عمل کا حساب اسی کے سامنے جا کر پیش کرنا ہے۔

یہ دو عقیدے جتنے پختہ ہوں گے انسان اتنا ہی نیکی کی راہ پر ثابت قدم رہ سکے گا اور برائیوں سے بچ سکے گا۔ اسی لیے منافقت کے خلاف نصیحت کے سلسلے میں ان دونوں عقیدوں کا تذکرہ قرآن میں بار بار آتا ہے۔

رسول کے ساتھ خیانت نہ کرو

يَآ أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَخُونُوا اللّٰهَ وَالرَّسُولَ وَتَخُونُوٓا أَمٰنٰتِكُمْ وَأَنتُمْ تَعْلَمُونَ ۝ (الانفال : ۲۷)

"اے ایمان لانے والو! جانتے بوجھتے اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ساتھ خیانت نہ کرو اپنی امانتوں میں کبھی غداری نہ کرو۔"

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اے مسلمانو! اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ خیانت نہ کرو۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ مسلمان کے پاس جو کچھ ہے وہ دراصل اللہ اور اس کے رسول کی امانت ہے۔ اسی لیے امانت میں خیانت نہ کرنے کا حکم دیا جا رہا ہے۔ ہمارے پاس جو کچھ ہے وہ ہمارا نہیں ہے، اللہ کا ہے، اس کی امانت ہے۔ کون سی چیز ایسی ہے جسے اپنا کہا جا سکے؟ سب کچھ امانت ہی ہے۔ ہمارا جسم، ہماری عقل، ہمارے اعضاء، ہمارا مال اسباب، غرض یہ کہ ذرہ ذرہ اور رواں رواں سب کچھ اللہ ہی کا ہے، اسی نے یہ سب چیزیں عطا کی ہیں، اپنی مہربانی سے ان سب کو کارآمد بنایا ہے۔ وہی ان سب کا اصلی مالک ہے۔ مسلمان کا رویّہ ان چیزوں کے بارے میں یہی ہونا چاہیے کہ وہ ان میں سے کسی چیز سے بھی اللہ کی مرضی کے خلاف کوئی کام نہ لے، اپنی ہر قوت اور ہر صلاحیت کو اسی راہ میں لگا دے جو اللہ کو پسند ہو۔ اگر اس نے ایسا نہیں کیا تو گویا وہ اللہ کی امانت میں خیانت کر رہا ہے۔

اسی طرح ایمان کا دعویٰ کرنے کے بعد مسلمان اپنے آپ کو بالکل اللہ کے رسولؐ کی اطاعت میں دے دینے کا اقرار کرتا ہے۔ اب اس اقرار اور اس دعویٰ کے بعد اگر کوئی شخص زندگی کے کسی معاملے میں وہ راہ اختیار کرتا ہے جو اللہ کے رسولؐ کی اطاعت سے الگ ہو تو وہ دراصل رسولؐ کے ساتھ خیانت کرتا ہے اور بدعہدی کرتا ہے۔ مسلمان کا کام یہ نہیں کہ وہ رسولؐ کو رسولؐ بھی مانے اور پھر زندگی کے کاموں میں وہ راہ اختیار کرے جو رسولؐ کی اطاعت کے خلاف ہو۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نافرمانی اسلام کی ضد ہے۔ جہاں اسلام ہوگا وہاں نافرمانی نہیں ہو سکتی۔

پھر فرمایا اپنی امانتوں میں بھی غداری نہ کرو۔ اپنی امانتوں سے مراد وہ ساری ذمہ داریاں ہیں جو کسی پر اعتبار کر کے اس کے سپرد کی جائیں۔ یہ ذمہ داریاں چاہے اجتماعی معاہدات کی ہوں یا جماعت کے رازوں کی۔ یا پیشوائی اور سرداری کی۔ ان سب میں بڑی احتیاط کی ضرورت ہے۔ ذمہ داری کے یہ منصب اور مرتبے ہمیشہ ان لوگوں کو دینا چاہیے جو اس کے اہل ہوں، با اخلاق اور باکردار ہوں، امانت دار ہوں۔ نیک نیت ہوں اور ان میں اس ذمہ داری کو اٹھانے کی صلاحیت ہو۔ اور اگر یہ ذمہ داری تمہارے سپرد کی جائے تو تم پوری ایمان داری اور خلوص کے ساتھ اسے انجام دو۔ اور جب یہ ذمہ داری سپرد کی جاتی ہے تو گویا امتحان لیا جاتا ہے کہ دوسروں کے حقوق کا کہاں تک خیال ہے! ایمانداری اور نیک نیتی کس حد تک موجود ہے، اور یہ اسی وقت ہو سکتا ہے کہ انسان اپنے مالی مفاد اور دنیوی فائدوں سے ہٹ کر آخرت کے ملنے والے اجر پر نظر رکھے اور خدا کے حاضر و ناظر ہونے کا یقین اس کے دل میں ہو۔

نبیؐ کے گھروں میں بلا اجازت نہ چلے آیا کرو

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ لَا تَدْخُلُواْ بُيُوتَ ٱلنَّبِيِّ إِلَّآ أَن يُؤْذَنَ لَكُمْ إِلَىٰ طَعَامٍ غَيْرَ نَٰظِرِينَ إِنَىٰهُ وَلَٰكِنْ إِذَا دُعِيتُمْ فَٱدْخُلُواْ فَإِذَا طَعِمْتُمْ فَٱنتَشِرُواْ وَلَا مُسْتَـْٔنِسِينَ لِحَدِيثٍ ۚ إِنَّ ذَٰلِكُمْ كَانَ يُؤْذِى ٱلنَّبِىَّ فَيَسْتَحْىِۦ مِنكُمْ ۖ وَٱللَّهُ لَا يَسْتَحْىِۦ مِنَ ٱلْحَقِّ ۚ وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مَتَاعًا فَسْـَٔلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ ؕ ذٰلِكُمْ اَطْهَرُ لِقُلُوْبِكُمْ وَقُلُوْبِهِنَّ ؕ وَمَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلَاۤ اَنْ تَنْكِحُوْۤا اَزْوَاجَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖۤ اَبَدًا ؕ اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمًا ﴿الاحزاب : ۵۳﴾

"اے ایمان لانے والو! نبیؐ کے گھروں میں بغیر اجازت نہ آجایا کرو نہ کھانے کے وقت تاکا کرو ہاں اگر تمہیں بلایا جائے تو ضرور آؤ پھر جب کھانا کھا چکو تو منتشر ہو جاؤ، باتیں کرنے میں نہ لگے رہو۔ تمہاری یہ حرکتیں نبیؐ کو تکلیف دیتی ہیں مگر وہ شرم کی وجہ سے کچھ نہیں کہتے اور اللہ حق بات کہنے میں نہیں شرماتا اور جب تم نبیؐ کی بیویوں سے کچھ مانگو تو پردے کے پیچھے سے مانگو۔ یہ تمہارے اور اُن کے دلوں کی پاکیزگی کے لیے زیادہ مناسب ہے۔ تمہارے لیے جائز نہیں کہ اللہ کے رسولؐ کو تکلیف دو۔ اور نہ یہ جائز ہے کہ اُن کے بعد اُن کی بیویوں سے نکاح کرو۔ یہ اللہ کے نزدیک بہت بڑا گناہ ہے۔"

اہلِ عرب میں یہ قاعدہ عام تھا کہ وہ بے تکلف جس وقت چاہتے ایک دوسرے کے گھروں میں چلے جاتے۔ یہ بڑی بُری بات تھی۔ اس سے بڑی خرابیاں پیدا ہوتی تھیں۔ نبی اکرمؐ کے گھر میں بھی لوگ اسی طرح گھس آتے۔ آپؐ کو یہ بات بُری لگتی۔ بہت سے صحابہؓ بھی کہتے، کہ یارسول اللہ! آپؐ کے گھر اچھے اور بُرے ہر قسم کے لوگ آتے ہیں، کاش آپؐ اپنی ازواجِ مطہرات کو پردے کا حکم دیتے۔ لیکن رسول اللہؐ خود کوئی قانون کیسے بنا سکتے تھے۔ اس لیے خدا کے حکم کے منتظر رہے۔ آخر کار یہ حکم آگیا جس میں نبیؐ کے گھروں میں بغیر اجازت جانے سے روک دیا گیا۔ اگرچہ یہاں یہ حکم نبیؐ کے گھر کے لیے دیا گیا ہے لیکن سورۂ نور میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس طریقے کو تمام مسلمانوں کے گھروں میں رائج کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

عرب والوں میں یہ بد تہذیبی بھی تھی کہ کسی دوست یا ملاقاتی کے گھر تاک کر اس وقت پہنچتے جب کھانے کا وقت ہوتا یا اس کے گھر آ کر اتنی دیر بیٹھے رہتے کہ کھانے کا وقت ہو جاتا۔ گھر والا ایسے موقع پر سخت پریشان ہوتا کہ کرے تو کیا کرے۔ اگر یہ کہہ دے کہ میرے کھانے کا وقت ہے آپ تشریف لے جائیے تو بے مروتی ہے۔ اور اگر کھلائے تو اچانک آ جانے والوں کے لیے انتظام کیسے کرے۔ اللہ تعالیٰ نے اسی خراب عادت سے منع فرمایا اور حکم دیا کہ کسی کے گھر کھانا کھانے کے لیے اس وقت جانا چاہیے جب گھر والا کھانے کی دعوت دے۔ یہ حکم نبیؐ کے گھر کے لیے دیا جا رہا ہے، اس لیے کہ اس نمونے کے گھر میں یہ قواعد دیکھ کر سارے مسلمانوں کے گھروں میں یہ تہذیب اور یہ آداب رائج ہو جائیں۔

پھر ایک اور خراب عادت کی اصلاح کی گئی۔ فرمایا کہ جب تم دعوت میں جاؤ تو کھانا کھانے کے بعد منتشر ہو جاؤ۔ یہ بات اکثر پائی جاتی ہے کہ کھانے سے فارغ ہو کر لوگ دھرنا مار کر بیٹھ جاتے ہیں۔ آپس میں ایسی گپ شپ شروع کر دیتے ہیں جو کسی طرح ختم نہیں ہوتی۔ گھر کے سب لوگوں کو زحمت ہوتی ہے مگر وہ اس کی پروا نہیں کرتے۔ اس خراب عادت کے لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر بیٹھ کر بھی یہی حرکتیں کیا کرتے تھے مگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اعلیٰ اخلاق کی وجہ سے انہیں کچھ نہ کہتے اور برداشت کر لیتے۔ جب یہ حرکت بہت ہی بڑھ گئی تو پھر اللہ تعالیٰ نے خود ان بُری عادتوں پر ان کو تنبیہ کرتے ہوئے فرمایا کہ تمہاری ان

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خراب حرکتوں سے نبیؐ کو تکلیف ہوتی ہے۔ نبیؐ شرم کی وجہ سے کچھ نہیں کہتے۔ صبر و برداشت اور کریمانہ اخلاق کی وجہ سے وہ تمہیں ٹوکتے بھی نہیں، اسی طرح مروت اور اخلاق سے ملتے رہتے ہیں، مگر حقیقت یہ ہے کہ تمہارے اس رَوّیہ سے اُن کو مشکل کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اور اللہ حق بات کہنے میں نہیں شرماتا، اسے تمہاری ساری حرکتوں کا علم ہے اس لیے وہ تمہاری غلط باتوں پر ضرور تنبیہ کرے گا۔

پھر دوسرا حکم یہ دیا گیا کہ اگر تمہیں نبیؐ کی بیویوںؓ سے کچھ مانگنا یا کچھ پوچھنا ہو تو پردے کے پیچھے سے ایسا کرو۔ یعنی ازواج مطہرات کے گھروں میں دروازوں پر پردے لٹکا دیئے گئے اور چونکہ حضورؐ کا گھر تمام مسلمانوں کے گھروں کے لیے نمونہ تھا اس لیے تمام مسلمانوں کے گھروں میں پردے لٹکا دیئے گئے اور عورتیں پردہ کرنے لگیں۔

غیر لوگوں کے سامنے آکر بات نہ کرنے اور پردے کے پیچھے سے ایسا کرنے کی مصلحت یہ بتائی گئی کہ یہ تمہارے اور ان کے دلوں کی پاکیزگی کا بہترین طریقہ ہے۔ یعنی غیر محرم لوگوں کے سامنے آنے جانے سے معاشرے میں بڑی بڑی خرابیاں پیدا ہونے کا ڈر ہے۔

پھر فرمایا کہ تمہیں اللہ کے رسولؐ کو تکلیف نہ دینی چاہیے۔ یہ اس طرف اشارہ ہے جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر الزام تراشے جا رہے تھے اور کفار و منافقین کے ساتھ کچھ کمزور ایمان کے مسلمان بھی اس میں شریک ہو گئے تھے۔

پھر ازواج مطہرات کے احترام میں ایک اور حکم یہ ارشاد فرمایا گیا کہ اسے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مومنو! تمہارے لیے یہ جائز نہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اُن کی بیویوں سے نکاح کرو۔ یہ اللہ کے نزدیک بہت بڑا گناہ ہے۔ سورۂ احزاب کے شروع میں بھی یہ حکم دیتے ہوئے مسلمانوں سے فرمایا گیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں تو تمہاری مائیں ہیں اور یہ تم پر اسی طرح حرام ہیں جیسے تمہاری حقیقی مائیں۔ یہ مخصوص معاملہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ دنیا میں کسی انسان کے ساتھ نہیں ہے۔ ازواج مطہرات کو اللہ تعالیٰ نے امہات المومنین کا درجہ دیا ہے، ان کی تعظیم و تکریم مسلمانوں پر واجب ہے۔ اور ان کے ساتھ کسی مسلمان کا نکاح جائز نہیں۔

اس سلسلے میں غلط فہمی سے بچنے کے لیے یہ جان لینا چاہیے کہ تعظیم و تکریم کرنے اور ان سے نکاح نہ کرنے کی ہدایت اس لیے تو ضرور دی گئی ہے کہ وہ ماں ہیں لیکن دوسرے احکام میں وہ ماں کی طرح نہیں ہیں۔ یعنی حقیقی رشتہ داروں کے علاوہ سب مسلمان ان کے لیے غیر محرم تھے۔ جن سے پردہ بھی ضروری تھا، ان کی صاحبزادیاں بہنیں نہ تھیں، ان کے بھائی بہن مسلمانوں کے لیے خالہ اور ماموں کے حکم میں نہ تھے۔ یعنی ان سب سے نکاح ہو سکتا تھا۔ اسی طرح ان مسلمانوں کو جو رشتہ دار تھے وہ میراث بھی نہیں مل سکتی تھی جو ایک حقیقی ماں سے ملتی ہے۔

بے شک اللہ کو تو سب کی ہر کھلی اور چھپی بات کی خبر ہے۔ یعنی اگر کوئی حضورؐ کے خلاف دل میں برا خیال رکھے گا یا آپؐ کی بیویوں کے متعلق کوئی بری بات سوچے گا تو وہ اللہ تعالیٰ کے علم میں ضرور آجائے گی اور پھر اسے اس کی سزا ملے گی۔

نبیؐ پر درود و سلام بھیجو

إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ ۚ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا۝ (الاحزاب: ۵۶)

"اللہ اور اس کے فرشتے نبیؐ پر درود بھیجتے ہیں، اے ایمان لانے والو! تم بھی ان پر درود و سلام بھیجو۔"

اللہ کی طرف سے اپنے نبیؐ پر درود بھیجنے کا مطلب یہ ہے کہ وہ اپنے نبیؐ پر بہت مہربان ہے وہ آپؐ کی تعریف فرماتا ہے، آپؐ کے کام میں برکت دیتا ہے اور آپؐ پر رحمتوں کی بارش کرتا ہے، فرشتوں کی طرف سے درود بھیجنے کا مطلب یہ ہے کہ فرشتوں کو آپؐ سے بڑی محبت ہے وہ آپؐ کے حق میں اللہ سے دعا کرتے ہیں۔ آپؐ کے درجات کی بلندی کی دعائیں کرتے ہیں۔

اس طرح بیان فرما کر اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ڈھارس بندھائی ہے۔ یہ وہ وقت تھا جب اسلام دشمن لوگ دین کو پھلتا پھولتا دیکھ کر جل رہے تھے اور اپنے دل کا بخار نکالنے کے لیے آپؐ پر اعتراضات کیے جا رہے تھے۔ اس طرح وہ یہ سمجھ رہے تھے کہ ہم رسولؐ کو بدنام کریں گے تو اسلام کا وہ اخلاقی اثر ختم ہو جائے گا جس کی وجہ سے مسلمانوں کی تعداد بڑھتی چلی جا رہی تھی۔ ان حالات میں یہ آیت نازل فرما کر اللہ تعالیٰ نے دنیا کو یہ بتا دیا کہ یہ کافر، مشرک اور منافق نبیؐ کو بدنام کرنے اور نیچا دکھانے کی چاہے جتنی کوشش کریں آخر کار منہ کی کھائیں گے اس لیے کہ اللہ اس ذات پر خود مہربان ہے۔ اور فرشتے بھی اسی کی تعریفوں کے چرچے کر رہے ہیں۔ اللہ کی رحمتیں اور برکتیں اس کے ساتھ ہیں اور فرشتے یہ دعائیں کر رہے ہیں کہ اے رب! محمدؐ کا مرتبہ اور زیادہ اونچا کر اور اس کے دین کو فروغ دے۔ اب یہ لوگ کیا کر سکتے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھر مومنوں کو یہ ہدایت دی گئی کہ تم بھی نبیؐ پر درود و سلام بھیجو۔ اس کا مطلب دوسرے الفاظ میں یہ ہے کہ اے لوگو! محمدؐ کی بدولت تمہیں سیدھا راستہ ملا۔ انھوں نے تمہاری رہنمائی کی۔ تمہیں اللہ کا نیک بندہ بنایا۔ اگر تم سوچو تو پتہ چلے کہ نبیؐ کے تمہارے اوپر کتنے احسانات ہیں۔ تم جاہل تھے انھوں نے علم بخشا، تم حیوانیت میں مبتلا تھے، انسانیت اور بہترین تہذیب سے نوازا۔ تمہارے اخلاق خراب تھے تمہیں وہ بہترین اخلاق سکھائے کہ آج ساری دنیا تم پر رشک کرتی ہے تمہیں نبیؐ نے اخلاق و کردار کی دولت سے مالا مال کیا ہے اس لیے تمہیں چاہیے کہ ان کی قدر پہچانو اور جس طرح بھی ہو سکے ان کے اس عظیم احسان کا حق ادا کرنے کی کوشش کرو۔

اس آیت میں مومنوں کو دُرود بھیجنے کا حکم صَلُّوْا عَلَیْہِ کے الفاظ میں دیا گیا۔ یعنی تم ان سے بے انتہا محبت کرو، ان کی تعریف کرو، اور ان کے لیے دُعا کرو۔ پھر سَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا فرما کر یہ سمجھایا گیا کہ تم ان کے حق میں سلامتی کی دعا کرو۔ پوری طرح دل و جان سے ان کا ساتھ دو، ان کی مخالفت سے بچو، اور اُن کے سچے فرمانبردار بنو۔

اس سلسلے میں بہت سے درود و سلام حضورؐ نے سکھائے ہیں جو سب حدیثوں میں موجود ہیں۔ ان میں حضورؐ نے مسلمانوں سے فرمایا کہ مجھ پر درود بھیجنے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ تم دُعا کرو اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ یعنی اے اللہ! تو محمدؐ پر درود بھیج۔ یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ مسلمانوں کو درود بھیجنے کی ہدایت کی گئی اور الفاظ ایسے سکھائے گئے جس میں اللہ سے دُرود بھیجنے کو کہا جا رہا ہے،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر جتنا بھی درُود بھیجیں ان کے احسانوں کا حق ادا نہیں ہو سکتا۔ ظاہر ہے کہ ہم حضورؐ کے مراتب بلند نہیں کر سکتے، اللہ ہی کر سکتا ہے۔ ہم آپؐ کے احسانات کا اجر نہیں دے سکتے، یہ قدرت تو اللہ ہی کو ہے، اسی لیے ہم اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ آپؐ پر درود بھیجے، آپؐ پر اللہ کا فضل ہو، آپؐ کے مرتبے بلند ہوں، ہمارے اوپر نبیؐ کی صلوات کا جو حق ہے اسے ادا کرنا ہمارے بس کی بات نہیں ہے۔ اللہ ہی ہماری طرف سے اسے ادا کر دے۔

جو درود ہمیں سکھائے گئے ہیں اُن میں ازواج، ذریت اور آل کے حق میں بھی دُعا ہے یعنی حضورؐ نے یہ گوارا نہیں کیا کہ تنہا اپنی ذات کے لیے اس دُعا کو مخصوص کر لیں، بلکہ اپنے ساتھ اپنی بیویوں اور اولاد کو بھی شامل فرمایا ہے ساتھ ہی اس دعا میں آل کا بھی ذکر ہے۔ آل سے مراد صرف حضورؐ کا خاندان ہی نہیں بلکہ اس میں وہ سب لوگ ہیں جو آپ کی پیروی کریں، آپ کے نقش قدم پر چلنے والا ہر شخص آل میں شامل ہے چاہے اس کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دُور کی رشتہ داری بھی نہ ہو۔

درود و سلام پڑھنے والے کے لیے بڑا اجر ہے اور یہ بہت بڑی نیکی ہے۔ ظاہر ہے درُود وہی پڑھے گا جسے یہ احساس ہو کہ اللہ تعالیٰ کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے سب سے بڑے محسن ہیں، اسی سے اندازہ ہوتا ہے کہ محمدؐ اور محمدؐ کے دین سے تعلق کتنا گہرا ہے، اور ایمان کی قدر دل میں کس حد تک موجود ہے پھر بے انتہا اجر کا اندازہ تو ان دو حدیثوں سے ہوتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نبیؐ نے فرمایا ——— "جو شخص مجھ پر جتنی دیر درود بھیجتا رہتا ہے۔ فرشتے بھی اس پر اس وقت تک درود بھیجتے رہتے ہیں"

دوسری جگہ فرمایا:۔

"جو مجھ پر ایک بار درود بھیجتا ہے، اللہ اُس پر دس بار درود بھیجتا ہے"

نبیؐ کو نہ ستاؤ

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ آذَوْا مُوسَىٰ فَبَرَّأَهُ اللَّهُ مِمَّا قَالُوا وَكَانَ عِندَ اللَّهِ وَجِيهًا ۝ (الاحزاب: ۶۹)

"اے ایمان لانے والو! اُن لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ جنہوں نے موسیٰؑ کو تکلیفیں دی تھیں پھر اللہ نے ان کی بنائی ہوئی باتوں سے اس کی برأت فرمائی اور وہ اللہ کے نزدیک عزت والا تھا"

یہاں ان مومنوں کو شرم دلائی جارہی ہے جو ایمان کا دعویٰ تو کرتے ہیں لیکن ہیں ان لوگوں کی طرح جو حضرت موسیٰؑ کو ستاتے تھے اور ان پہ باتیں بناتے تھے۔ مومنوں سے کہا جارہا ہے کہ تم اپنے نبیؐ کے ساتھ ایسا سلوک اور برتاؤ نہ رکھو جیسا کہ بنی اسرائیل نے اپنے نبی حضرت موسیٰؑ کے ساتھ کیا تھا۔ یہ حقیقت ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم پر بڑے بڑے احسانات کیے لیکن ان کی قوم نے ان کی قدر نہ پہچانی اور انتہائی ذلیل حرکتیں کیں۔ ان کے ساتھ بڑے بُرے طریقہ سے پیش آئے، اور پھر اس احسان فراموشی اور نبی کا احترام نہ کرنے کی سزا میں ان کا جو بدترین انجام ہوا وہ سب جانتے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی لیے قرآن مجید اپنے ماننے والوں کے سامنے بنی اسرائیل کی مثال رکھ کر انہیں خبردار کر رہا ہے کہ دیکھو تم اپنے نبیؐ کے ساتھ ایسا سلوک نہ کرو۔ انہیں دکھ نہ دو، اُن پر باتیں نہ بناؤ ورنہ پھر اس انجام کے لیے تیار ہو جاؤ جو یہودی دیکھ چکے ہیں اور دیکھ رہے ہیں۔

اللہ تو اپنے نبیؐ کو ان کی بنائی ہوئی باتوں سے بری کر دیتا ہے۔ یعنی اللہ کو ہر بات کا علم ہے، منافقوں کی جھوٹی باتیں بنانے سے نبیؐ کا کچھ نہیں بگڑتا یہ لوگ تو خود ہی ذلیل ہو رہے ہیں اور اپنی آخرت خراب کر رہے ہیں، ان کے باتیں بنانے سے اللہ کے نبیؐ کی عزت کم نہیں ہو جاتی۔ اللہ کے نزدیک تو وہ اسی طرح باعزت رہتے ہیں۔

اللہ کی اطاعت کرو اور رسولؐ کی اطاعت کرو

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَلَا تُبْطِلُوا أَعْمَالَكُمْ ‎ (محمد: ۳۳)

"اے ایمان لانے والو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسولؐ کی اطاعت کرو اور اپنے اعمال کو ضائع نہ کرو۔"

ایمان لانے والوں کو اللہ کی اطاعت اور رسولؐ کی اطاعت کا حکم دینے کے بعد فرمایا جا رہا ہے کہ اپنے اعمال ضائع نہ کرو۔ یعنی ایسا نہ ہو کہ تم مومن ہوتے ہوئے بھی اللہ کے یہاں اجر نہ حاصل کر سکو۔

اللہ نے تمہارے سامنے اپنی ساری ہدایتیں بیان فرما دی ہیں، اب

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھی اگر تم نے اللہ کی اطاعت نہ کی یا اس کے رسولؐ کا کہا نہ مانا تو تمہارے ایمان کا دعویٰ تمہیں کچھ بھی فائدہ نہ دے گا۔ ایمان لانے کے بعد تو تمہاری زندگی کا کوئی پہلو بھی اللہ کے حکم اور رسولؐ کے طریقے کے خلاف نہ ہونا چاہیے۔ اللہ کی اور اس کے رسولؐ کی اطاعت تو تمہیں کرنا ہی چاہیے۔ کیونکہ تم ایمان لائے ہو، اور اگر ایسا نہ کرو گے تو تمہارے سارے اعمال ضائع ہوتے رہیں گے۔ اور تم آخرت کے اجر سے محروم رہو گے۔

اللہ اور رسولؐ سے آگے نہ بڑھو

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَاتَّقُوا اللَّهَ ۚ إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ۝ (الحجرات: ۱)

"اے ایمان لانے والو! اللہ اور اس کے رسولؐ سے آگے نہ بڑھ جاؤ، اللہ سے ڈرتے رہو۔ بے شک اللہ سب کچھ سننے اور جاننے والا ہے۔"

وہ شخص جس نے اللہ کو اپنا رب مانا ہو، اور اللہ کے رسولؐ کو اپنا ہادی و رہبر تسلیم کیا ہو، اگر اس کا یہ عقیدہ سچا ہے تو وہ کبھی ایسا نہیں کر سکتا کہ اپنی رائے اور اپنے خیال کو اللہ اور رسول کے فیصلے سے بڑھ کر سمجھے اور یہ بھی نہیں ہو سکتا کہ وہ اپنے معاملات میں خدا اور اس کے رسول کی ہدایت سے رہنمائی حاصل نہ کر کے اپنے فیصلوں کے مطابق کام کرے۔ سچا مومن تو وہی ہے جسے یہ معلوم کرنے کی فکر رہے کہ اللہ اور اس کے رسولؐ کا حکم کیا ہے۔ اسی لیے ارشاد ہوا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے کہ ایمان لانے والو! اللہ اور اس کے رسولؐ کے آگے نہ بڑھو۔ یعنی تمہیں اپنے معاملات میں خود اپنی رائے اور اپنی پسند سے فیصلے نہ کر لینا چاہئیں۔ تم تو ہر معاملے میں یہ دیکھو کہ اللہ کی کتاب اور اس کے رسولؐ کی سنت میں کیا ہدایات ملتی ہیں اور پھر جو ہدایت تمہیں ملے اس سے رہنمائی حاصل کرو۔ جو کچھ کرنے کا حکم دیا گیا ہے بس اسے کرو۔ خود پیش قدمی کر کے کچھ نہ بڑھا لو۔ یہ اللہ اور اس کے رسولؐ کے آگے بڑھ جانا ہوگا جس سے تمہیں روکا جا رہا ہے۔

اس ہدایت پر وہی عمل کر سکتا ہے جو اللہ سے ڈرتا ہو، اس لیے تقویٰ دل میں پیدا کرو۔ یہ سمجھ لو کہ اللہ سب کچھ سنتا اور جانتا ہے۔ یعنی اگر کبھی تم نے اللہ اور اس کے رسولؐ سے بے نیاز ہو کر خود مختاری کی روش اختیار کی یا اپنی رائے اور اپنی مرضی کو ان کے حکم پر مقدم رکھا تو جان رکھو، تمہارا سابقہ اس خدا سے ہے جو تمہاری سب باتیں سن رہا ہے اور جسے تمہاری نیتوں تک کی خبر ہے۔

اپنی آواز کو نبی کی آواز سے بلند نہ کرو

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَنْ تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تَشْعُرُونَ ٥ (الحجرات: ۲)

" اے ایمان لانے والو! اپنی آوازوں کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز پر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اونچا نہ کرو اور انہیں اس طرح نہ پکارو جیسے آپس میں ایک دوسرے کو پکارتے ہو۔ کہیں تمہارے اعمال ضائع نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر بھی نہ ہو۔"

اس آیت میں رسولؐ کا احترام کرنے کی ہدایت ہے۔ مومنوں کو حکم دیا گیا کہ وہ اپنی آوازیں نبیؐ کی آواز سے نیچی رکھیں تاکہ انداز گفتگو سے یہ ظاہر ہو کہ وہ اللہ کے نبیؐ سے مخاطب ہیں۔ نبیؐ کی تو بہت ہی تعظیم کرنا چاہیے کیونکہ وہ تمہارا محسن ہے، دنیا اور آخرت سنبھالنے والا محسن اور پھر اس اللہ کا نبی جس پر تم ایمان لائے ہو۔ آواز نیچی رکھنے کا مطلب یہ ہے کہ جب رسول اللہؐ کی مجلس میں آئیں تو نہایت ادب و احترام سے بیٹھیں۔ زور سے چیخ کر اور بے ادبی کے ساتھ بات نہ کریں۔ سخت کلامی اور گستاخی سے پیش نہ آئیں، کسی شخص کی آواز آپ کی آواز سے بلند نہ ہو۔ اس بارے میں مشہور ہے کہ جب یہ حکم مسلمانوں کو دیا گیا تو ایک صحابی ثابت بن قیسؓ گھر میں چھپ کر بیٹھ گئے۔ وجہ یہ تھی کہ ان کی آواز قدرتی طور پر بلند اور سخت تھی اس لیے وہ حضورؐ کے سامنے ہی نہیں آئے۔ کئی دن ہو گئے تو حضورؐ کو فکر ہوئی، ان کے گھر پہنچے اور حاضر نہ ہونے کی وجہ پوچھی۔ ثابتؓ کہنے لگے "حضورؐ! میں تو آپؐ سے بلند آواز سے باتیں کرتا رہا ہوں، کہیں میرے اعمال بھی ضائع نہ ہو گئے ہوں"۔ حضورؐ نے فرمایا تمہارے اعمال ضائع نہیں ہوئے تم تو جنتی ہو، تم نے گستاخی اور بدتمیزی کے ساتھ کبھی گفتگو نہیں کی۔ آواز کی سختی تو تمہارے بس کی بات نہیں ہے، اور جس پر تمہارا بس نہیں اس کے بارے میں پوچھ گچھ نہ ہو گی۔"

یہاں حضورؐ کے ساتھ ملاقات اور بات چیت میں آپ کا احترام ملحوظ رکھنے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور آپؐ سے اونچی آواز میں بے ادبی کے ساتھ گفتگو نہ کرنے کی ہدایت کی گئی ہے۔
اگرچہ یہ ادب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس کے لیے سکھایا گیا تھا اور اس کے مخاطب وہ لوگ تھے جو حضورؐ کے زمانے میں موجود تھے۔ مگر بعد کے لوگوں کو بھی چاہیے کہ جب کہیں حضورؐ کا ذکر ہو رہا ہو یا آپ کا کوئی حکم سنایا جا رہا ہو یا آپ کی احادیث بیان کی جائیں تو وہ اسی ادب کو ملحوظ رکھیں، اور یوں بھی تہذیب و اخلاق کا تقاضا یہ ہے کہ بزرگوں کے سامنے اس طرح نہ بولنا چاہیے جس طرح آپس میں دوستوں اور عام آدمیوں کے سامنے بات چیت کی جاتی ہے۔

اس کے ساتھ ہی یہاں یہ حکم دیا گیا کہ تم نبیؐ کو اس طرح نہ پکارو جیسے آپس میں ایک دوسرے کو پکارتے ہو۔ نبیؐ کے ساتھ بات کرنا ہو تو عزت اور احترام کے الفاظ استعمال کرو۔ یہ تمام ہدایتیں ملنے کے باوجود اگر تم نے عمل نہ کیا تو اس بات کا ڈر ہے کہ تمہارا سب کیا دھرا اکارت ہو جائے اور تمہیں خبر بھی نہ ہو سکے اور آخرت کے دن تم خالی ہاتھ رہ جاؤ۔ اس لیے تمام ہدایات کو غور سے سنو، ان پر عمل کرو اور آخرت کی فکر کرو۔

رسولؐ سے علیحدگی میں بات کرنے سے پہلے صدقہ دو

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نَاجَيْتُمُ الرَّسُولَ فَقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوَاكُمْ صَدَقَةً ذَٰلِكَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَأَطْهَرُ فَإِن لَّمْ تَجِدُوا فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝ (المجادلہ: ۱۲)

(اے ایمان لانے والو! جب تم رسول اللہؐ سے علیحدگی میں کوئی بات کرو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تو ایسا کرنے سے پہلے کچھ صدقہ دے دیا کرو یہ تمہارے لیے بہتر اور زیادہ پاکیزہ ہے۔ پھر اگر تم صدقہ دینے کے لیے کچھ نہ پاؤ تو اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔"

یہ حکم اس وقت دیا گیا جب لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت زیادہ سرگوشیاں کرنے لگے تھے۔ اکثر اُن کے پاس بیٹھے دیر تک چپکے چپکے باتیں کرتے رہتے۔ اس طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا بہت وقت ضائع ہوتا اور انہیں بڑی پریشانی ہوتی، بہت سے لوگ بات چیت سے محروم رہ جاتے اور حضورؐ کو بھی دیر تک تنہائی میں باتیں کرنے اور جواب دینے میں مشکل ہوتی، اسی لیے صدقہ کرنے کا حکم دیا گیا تاکہ سرگوشیاں کرنے والوں میں کچھ کمی ہو۔ چنانچہ اس حکم میں جو مصلحت تھی وہ پوری ہو گئی اور بعض روایتوں کے مطابق بعد میں اس حکم کو ختم کر دیا گیا۔

اور یہ تو ایک حقیقت ہے کہ صدقہ بہترین اور پاکیزہ چیز ہے۔ یہ ایک بڑی نیکی ہے، نیکیوں سے برائیاں دور ہو جاتی ہیں۔ صدقہ خطاؤں کا کفارہ بن جاتا ہے، غلطیاں معاف ہو جاتی ہیں۔ پھر فرمایا کہ اگر تم میں سے کوئی صدقہ نہ دے سکے تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ تم میں اگر کوئی ایسا نہ کر سکے تو اللہ نے معاف فرما دیا، پھر صدقہ دینے کی ضرورت نہیں ہے۔ اللہ کسی پر سختی نہیں کرتا، اسی لیے جو صدقہ نہ دے سکے اس کے لیے معافی کا اعلان ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

WWW.KITABOSUNNAT.COM

انفاق فی سبیل اللہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ کی خوشنودی کی خاطر جو اپنا پسندیدہ مال خرچ کرتا ہے

تو اس سے ایمان میں جِلا پیدا ہوتی ہے۔

روح میں پاکیزگی پیدا ہوتی ہے۔

دل میں خدا کی محبت رچ بس جاتی ہے۔

اللہ کے راستے میں خرچ کرنا اس بات کا ثبوت ہے

کہ دل میں سچائی اور خلوص ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ کی راہ میں خرچ کرو

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَنفِقُوا مِمَّا رَزَقْنَاكُم مِّن قَبْلِ أَن يَأْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيهِ وَلَا خُلَّةٌ وَلَا شَفَاعَةٌ ۗ وَالْكَافِرُونَ هُمُ الظَّالِمُونَ ‎﴿٢٥٤﴾‏

(البقرۃ: ۲۵۴)

"اے ایمان لانے والو! جو کچھ مال متاع ہم نے تمہیں بخشا ہے اس میں سے خرچ کرو قبل اس کے کہ وہ دن آئے جس میں نہ خرید و فروخت ہوگی نہ دوستی کام آئے گی اور نہ سفارش چلے گی اور ظالم اصل میں وہی ہیں جو کفر کی روش اختیار کرتے ہیں۔"

اس آیت سے پہلے جو بیان آیا ہے اس میں جہاد، اطاعتِ امراور انفاق یعنی اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کی تفصیل اور بحث ہے۔ پہلی دونوں باتوں کو بیان کرنے کے بعد اب انفاق کا حکم آرہا ہے۔ یعنی ایمان لانے والوں کو جان کی قربانی کے بعد اب مال کی قربانی پر ابھارا جارہا ہے۔

وہ لوگ جنہوں نے ایمان کا دعویٰ کیا اور مومنوں میں ان کا شمار ہوا تو پھر اب جو حکم بھی انہیں دیا جائے اسے کرنے کے لیے انہیں تیار رہنا چاہیے یہاں مومنوں کے اسی دعوے کا امتحان لیا جارہا ہے۔ جب انہوں نے خدا، اس کے رسولؐ اور اس کی کتاب کو سچ مان لیا اور ان چیزوں پر ان کا ایمان پختہ ہوگیا تو اب

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ عملی میدان میں آئیں اور کچھ کر کے دکھائیں۔ انسان کو اپنی جان اور مال سے بے حد محبت ہوتی ہے لیکن ایمان لانے کے بعد اللہ کی محبت ان چیزوں پر غالب آ جانا چاہیے۔ اور اللہ کی راہ میں ان چیزوں کے خرچ کر دینے میں کوئی رکاوٹ نہیں ہونی چاہیے۔

اللہ کی راہ میں جان و مال کی قربانی کا حکم دینے سے پہلے ہی اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے کہ ہدایت لوگوں کے سامنے ہوتی ہے پھر بھی وہ گمراہ ہو جایا کرتے ہیں۔ آپس کی دشمنی اور لڑائی جھگڑوں میں ایسے پھنستے ہیں کہ دین کو چھوڑ بیٹھتے ہیں۔ اس حقیقت کو بیان کرنے کے فوراً بعد انفاق کا حکم دینے کا مطلب یہ ہوا کہ اللہ کے راستے میں خرچ کرنے سے گمراہی اور اختلاف سے نجات ملتی ہے۔ اسی لیے قرآن پاک میں اکثر ہمیں ایسی آیتیں ملتی ہیں جنہیں پڑھ کر پتہ چلتا ہے کہ اللہ کے راستے میں خرچ کرنے سے نفس پاکیزہ ہوتا ہے اور دلوں میں ایمان کی روشنی پیدا ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے مومن بندوں سے مخاطب ہے۔ فرمایا ہم نے تمہیں جو کچھ بخشا ہے اس میں سے ایک حصہ اللہ کے راستے خرچ کر دو۔ مگر اس دن سے پہلے ہی یہ نیکی کر لو جب نہ لین دین ہوگا، نہ کوئی دوستی کام آئے گی اور نہ سفارش ہی چلے گی۔ لین دین نہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اگر کسی کا حق دینا ہو یا خدا کی خوشنودی کے لیے کچھ خرچ کر کے نجات یا مغفرت حاصل کرنا ہو تو بس دنیا تک اس کا موقع ہے۔ اس لیے اس موقع سے فائدہ اٹھا لو، اور قیامت کا دن آنے سے پہلے جو کچھ راہ خدا میں خرچ کرنا ہے کر لو۔ وہ لوگ تو ظالم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں جو کفر کی رَوش اختیار کر رہے ہیں۔ یہاں کفر کی رَوش اختیار کرنے والوں سے مراد یا تو وہ لوگ ہیں جو خدا کے حکم کی اطاعت سے انکار کر دیں اور مال کی محبت کے مقابلے میں خدا کی خوشنودی کی بھی پروا نہ کریں۔ خدا کی رضا اور اس کے حکم سے زیادہ انہیں اپنا مال عزیز ہو، یا وہ لوگ جو اس دن پر اعتقاد ہی نہ رکھتے ہوں جس کے آنے کا یہاں خوف دلایا جا رہا ہے۔ یا پھر وہ لوگ جو اس خیال میں مگن ہیں کہ آخرت میں انہیں کسی نہ کسی طرح نجات مل ہی جائے گی، اور کسی کی دوستی اور سفارش سے ان کا کام نکل جائے گا۔ ایسا نہیں ہے، وہاں کسی کی دوستی اور سفارش کام نہ آئے گی۔ یہ لوگ تو ظالم ہیں، اور وہ اپنی آخرت کو بگاڑ کر خود اپنے اوپر ظلم کر رہے ہیں۔

اس سے بعد کی آیتوں میں اسی بات کو واضح کر کے سمجھایا گیا ہے کہ ایسا کیوں ہے۔ قیامت کے دن کسی کی سفارش اور دوستی کیوں کام نہیں آسکتی۔

اپنے صدقات کو احسان جتا کر ضائع نہ کرو

يَاۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَ الْاَذٰى ۙ كَالَّذِىْ يُنْفِقُ مَالَهٗ رِئَآءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ صَفْوَانٍ عَلَيْهِ تُرَابٌ فَاَصَابَهٗ وَابِلٌ فَتَرَكَهٗ صَلْدًا ؕ لَا يَقْدِرُوْنَ عَلٰى شَىْءٍ مِّمَّا كَسَبُوْا ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ (البقرہ: ۲۶۴)

"اے ایمان لانے والو! اپنے صدقات کو احسان جتا کر اور دکھ دے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر اس شخص کی طرح خاک میں نہ ملا دو جو اپنا مال محض لوگوں کو دکھانے کے لیے خرچ کرتا ہے ، اور نہ اللہ پر ایمان رکھتا ہے اور نہ آخرت پر۔ اس کے خرچ کی مثال ایسی ہے جیسے ایک چٹان تھی جس پر مٹی کی تہ جمی ہوئی تھی اس پر جب زور کی بارش ہوئی تو ساری مٹی بہہ گئی اور صاف چٹان کی چٹان رہ گئی۔ ایسے لوگ اپنے نزدیک خیرات کر کے جو نیکی کماتے ہیں اس سے کچھ بھی ان کے ہاتھ نہیں آتا ، اور کافروں کو سیدھی راہ دکھانا اللہ کا دستور نہیں ہے۔"

ابھی پچھلی آیت میں آپ نے پڑھا تھا کہ مومن بندوں کو اللہ کی راہ میں قربانیاں دینے کا حکم دیا گیا ہے۔ اللہ نے اپنے بندوں کو اپنے جس فضل اور کرم سے نوازا ہے بندوں کا حق یہ ہے کہ وہ اسے اس کی راہ میں خرچ کریں انفاق فی سبیل اللہ یعنی اللہ کے راستے میں خرچ کرنے کا حکم دے کر اللہ تعالیٰ نے اس نیکی کے فوائد اور برکتیں بیان فرمائیں۔ اب یہاں یہ بتایا گیا کہ وہ کون سا جذبہ ہے جس کے ساتھ انفاق کرنے والے کو انفاق کرنا چاہیے اور جس کا اختیار کرنا اس کے لیے ضروری ہے اور جس کے بغیر یہ بڑی نیکی بھی ضائع ہو جاتی ہے ، اور وہ برکتیں بھی نہیں ملتیں جن کو بیان فرمایا گیا۔

وہ لوگ جو اپنے مال اللہ کے راستے میں خرچ کریں اور خرچ کرنے کے بعد کسی پر احسان نہ رکھیں بلکہ جھک کر اور تواضع کے ساتھ اسے دیں تو پھر انہیں اپنے رب کے پاس اجر ملے گا۔ یہ فرما کر ساتھ ہی یہ بتا دیا گیا کہ اللہ تو بے نیاز ہے ، وہ تمہارے خیرات دینے کا کچھ محتاج نہیں ہے اس میں تو تمہارا ہی فائدہ ہے ، تم ہی کو آخرت میں اجر ملے گا۔ وہ تو تم پر نعمتوں کی بارش کرتا رہتا ہے اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تمہاری ناشکر گزاریوں کے باوجود اپنے فضل اور کرم سے تمہیں محروم نہیں کرتا لیکن اسے یہ پسند نہیں ہے کہ تم بداخلاقی سے سائلوں کو جھڑک دو۔ اللہ کی راہ میں خرچ کرنے سے تمہارا دل دکھے۔ غریبوں اور محتاجوں کو بھول جاؤ، اور اگر کسی غریب کو کبھی کچھ دے دو تو احسان جتا جتا کر اور کچوکے لگا لگا کر اس کی خودداری اور عزت کو خاک میں ملا دو۔ یہ بہت ہی ذلیل حرکت ہے۔ تم ایسا نہ کرو۔ یہ تو ان لوگوں کا کام ہے جو دوسروں کو دکھانے کے لیے خرچ کرتے ہیں اور جنہیں خدا پر اور آخرت پر ایمان ہی نہیں ہے۔ تم تو ایمان لانے کا دعویٰ کرتے ہو اس لیے تم ایسا نہ کرو۔

اللہ کی راہ میں صدقہ خیرات کرنا بہت اچھا کام ہے، بہت بڑی نیکی ہے۔ ہم سب اسے اچھا سمجھتے ہیں اور صرف اچھا ہی نہیں سمجھتے بلکہ اس میں خوب آگے آگے رہتے ہیں لیکن ذرا سی کوتاہی اس نیک عمل کو ضائع کر سکتی ہے، اس لیے اس بارے میں بڑی احتیاط کی ضرورت ہے اگر آپ نے کسی کو کچھ دیا اور پھر آپ کے کسی بھی عمل سے یہ ظاہر ہوا کہ آپ نے اُس پر احسان جتایا ہے تو وہ سب خاک میں مل جاتا ہے، ایسے دینے پر کوئی اجر نہیں ہے۔ سنیے اللہ تعالیٰ خود آپ سے مخاطب ہے، جو شخص اپنا مال لوگوں کو دکھانے کے لیے خرچ کرتا ہے ایسا آدمی نہ اللہ پر ایمان رکھتا ہے اور نہ آخرت پر۔ یعنی اس کی ریاکاری خود اس بات کی دلیل ہے کہ اس کا ایمان خدا اور آخرت پر نہیں ہے، لوگوں کو دکھانے کو وہ خرچ کرتا ہے۔ گویا لوگ ہی اس کے خدا ہیں جن سے وہ اجر چاہتا ہے۔ اللہ سے اجر ملنے کی اسے نہ توقع ہے اور نہ یقین ہے کہ ایک روز اُسے اعمال کا حساب دینا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس سے معلوم ہوا کہ صدقہ کر کے احسان جتانا اسی کا کام ہے جس نے اللہ کی راہ پر صدقہ نہ دیا ہو بلکہ لوگوں کو دکھانے کے لیے دیا ہو، اور پھر ایسے خرچ کرنے والے کی مثال اللہ نے ایک چٹان سے دی ہے جس پر مٹی کی تہہ جمی ہوئی تھی، اس پر بارش ہوئی تو مٹی بہہ گئی اور صاف چٹان رہ گئی، حالانکہ بارش کا کام سرسبز کرنا اور نشوونما دینا ہے لیکن جب زمین پر بس برائے نام اوپر ہی اوپر مٹی ہو اور نیچے پتھر کی چٹان ہو تو بارش کچھ فائدہ نہیں دیتی بلکہ اور نقصان ہی ہوتا ہے۔ اب مثال اچھی طرح سمجھ میں آسکتی ہے۔ یہاں بارش سے مُراد خیرات ہے، چٹان سے مراد اس نیت اور جذبے کی خرابی ہے جس کے ساتھ خیرات کی گئی ہے۔ مٹی کی تہہ سے مراد نیکی کی وہ ظاہری شکل ہے جس کے نیچے نیت کی خرابی چھپی ہوئی ہے۔ اب یہ بات واضح ہوگئی کہ جس طرح بارش اگرچہ فائدے کی چیز ہے لیکن پتھریلی چٹان پر کوئی فائدہ نہیں دیتی۔ اسی طرح خیرات بھی اگرچہ بھلائیوں اور نیکیوں کو نشوونما دیتی ہے لیکن یہ نفع اسی وقت تک دے گی جب نیت بھی نیک ہو۔ نیت نیک نہیں ہے تو خیرات بس مال کو ضائع کرنے والی ہے اور کچھ نہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ایسے ریاکاروں کے ہاتھ کچھ نہیں آتا۔ ایسی خیرات کرنے والا چاہے فیاضی اور سخاوت کے دریا بہا دے، مدرسے، یتیم خانے اور مسافر خانے کھلوادے اور اسی طرح ہر طریقے پر اپنی فیاضی کی شان دکھائے اور وہ خود اپنے دل میں اپنی سخاوتوں پر خوش ہوتا رہے، اور دنیا بھی اس کی تعریف کرتی رہے لیکن پھر بھی یہ سخاوتیں کچھ بھی نہیں۔ آخرت کے لحاظ سے ان کا کوئی مقام نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے تو خود فرمایا ہے کہ ان طریقوں سے اپنے صدقات کو بے کار نہ کردو۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیجیے سب کچھ خرچ بھی کیا، فیاضی اور سخاوت میں ایک سے ایک زیادہ بڑھ کر حصہ لیا پھر بھی پلے کچھ نہیں پڑا۔ خدا سے قریب ہونے کے بجائے اور دُور ہو گئے، دل میں ایمانی نور پیدا ہونا تو دُور کی بات، رہا سہا جذبۂ خیر بھی فنا ہو گیا۔ کسی طرح کا کوئی فائدہ پہنچنا تو الگ رہا، یہ خیراتیں تو الٹا برائیوں میں شامل ہو گئیں، اور نامۂ اعمال کی سیاہی کا سبب بن گئیں۔

سچ ہے یہ ریاکار لوگ اپنے نزدیک خیرات کر کے جو نیکی کماتے ہیں اس سے ان کے ہاتھ کچھ نہیں آتا، اور آئے بھی کیسے جب وہ اپنے ان عطیات کو زکوٰۃ و صدقات سمجھ رہے تھے جو دنیا کی شہرت کا ذریعہ تھے، یا پھر وہ اللہ سے اور آخرت کے ملنے والے اجر سے غافل ہو کر لوگوں پر احسان جتا رہے تھے تو پھر آخرت میں ان کا اجر اور ان کا صلہ کیوں ملے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ طریقہ کافروں کا ہے، اور کافروں کو سیدھی راہ دکھانا اللہ کا دستور نہیں ہے، سیدھی راہ اسے ہی ملتی ہے جو ایمان اور ہدایت کی روشنی حاصل کرتا ہے۔

اللہ کی راہ میں اپنے مال کا بہتر حصہ خرچ کرو

یَآ اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا کَسَبْتُمْ وَمِمَّآ اَخْرَجْنَا لَکُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَلَا تَیَمَّمُوا الْخَبِیْثَ مِنْهُ تُنْفِقُوْنَ وَلَسْتُمْ بِاٰخِذِیْهِ اِلَّآ اَنْ تُغْمِضُوْا فِیْهِ ؕ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَنِیٌّ حَمِیْدٌ ۝

(البقرہ: ۲۶۷)

"اے ایمان لانے والو! جو مال تم نے کمائے ہیں اور جو کچھ ہم نے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زمین سے تمہارے لیے نکالا ہے اس میں بہتر حصہ خدا کی راہ میں خرچ کرو۔
ایسا نہ ہو کہ اس کی راہ میں دینے کے لیے بری سے بری چیز چھانٹنے کی
کوشش کرنے لگو، حالانکہ وہی چیز اگر کوئی تمہیں دے تو تم ہرگز اسے لینا
گوارا نہ کرو گے (الا یہ کہ اس کو قبول کرنے میں تم چشم پوشی برت جاؤ)
تمہیں جان لینا چاہیے کہ اللہ بے نیاز ہے اور بہترین صفات والا ہے۔"

یہاں اللہ تعالیٰ نے واضح الفاظ میں بتا دیا کہ وہی لوگ ایمان میں پختہ ہیں جو آج اس لیے صدقے اور خیرات کر رہے ہیں کہ انہیں کل آخرت میں اللہ کی رضا اور اس سے اجر حاصل کرنا ہے اور وہ یہ سمجھتے ہیں، کہ صدقات سے ان کے ایمان میں جِلا پیدا ہوگی۔ ایمان اور پختہ ہوگا اور وہ خدا سے قریب ہوں گے۔ اور ایسا اس لیے ہوتا ہے کہ مال و دولت سے محبت انسان کو ہوتی ہے یہی دولت کی زیادتی اسے خدا سے غافل بنا دیتی ہے اور دولت ہی انہیں ایمان کے تقاضے بھی پورے کرنے نہیں دیتی۔ اس وجہ سے ہم دیکھتے ہیں کہ بہت سے لوگ ایسے ہیں جو دوسرے کی ضرورت پوری کرنا تو درکنار، اور اُن سے زبردستی وصول کرنے کی فکر میں رہتے ہیں اور پھر جتنی دولت بڑھتی ہے اتنی ہی ہوس بھی بڑھتی ہے۔ صدقات اور خیرات سے مال کی محبت کم ہوتی ہے، خدا سے تعلق مضبوط ہوتا ہے اور دل میں تقویٰ اور رحم پیدا ہوتا ہے۔

صدقات اور خیرات کی طرف رغبت دلانے اور نام و نمود کی خواہش سے بچنے، مانگنے والے کا دل نہ دُکھانے اور اس پر احسان نہ جتانے کی ہدایت کے بعد اب یہ بتایا جا رہا ہے کہ کس طرح کی چیزیں صدقات میں دینا چاہئیں۔ فرمایا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اے ایمان لانے والو! جو پاک کمائیاں تم نے کمائی ہوں یا جو کچھ تمہارے لیے ہم نے زمین سے پیدا کیا ہو اُس میں سے ایک حصّہ خدا کی راہ میں خیرات کرو۔ مطلب یہ کہ تمہارے پاس زندگی کے جتنے سامان ہیں ان سب میں سے خدا کی راہ میں خرچ کرنا چاہیے چاہے وہ تمہاری اپنی کمائی ہو یا زمین سے نکلی ہوئی چیزیں ہوں جیسے غلہ، پھل، ترکاریاں، دفینے اور کانیں وغیرہ، ان سب میں سے جو کچھ تمہیں ملے تمہیں چاہیے کہ اللہ کی راہ میں دل کھول کر خرچ کرو۔

اس حکم کے ساتھ ہی یہ ہدایت کی جارہی ہے کہ جب تم خیرات کرو تو اللہ کی راہ میں دینے کے لیے بری سے بری چیز چھانٹنے کی کوشش نہ کرو۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ ایسا صدقہ اور خیرات اللہ کے نزدیک ہرگز پسندیدہ نہیں ہے کہ جب خدا کی راہ میں دینے کا کوئی موقع ہو تو دل سے کچھ نہ کھلے اور اگر کچھ دیا بھی جائے تو بری سے بری چیز چھانٹ کر۔ ایسا ہم اکثر دیکھتے ہیں، کوئی کپڑا جو بالکل ہی ناکارہ ہوگیا یا اپنے دل سے اتر گیا تو اسے خدا کی راہ میں دے دیا جاتا ہے۔ ایسی خستہ حال اور بے کار چیز کسی کے کام بھی نہیں آسکتی۔ اور خدا کے یہاں اس کا اجر بھی نہیں مل سکتا۔ یہ کیسی خراب بات ہوگی کہ اللہ کی دی ہوئی ایک ایک نعمت سے فائدہ اٹھایا جائے لیکن جب اسی کی راہ میں کچھ دینا ہو تو ایسی چیز دی جائے جو خود اپنے کو بھی پسند نہ ہو۔ یہ خدا پرستی نہیں کہ ایسی نکمی چیز کو اللہ تعالیٰ کی جناب میں پیش کیا جائے۔ زکوٰۃ اور صدقات دینے کا اصل مقصد تو یہ ہے کہ دل سے دولت کی محبّت کم ہو، دولت کی بندگی سے دل آزاد ہو جائے اور اپنی پسندیدہ چیزیں اللہ کی راہ میں دے کر اس بات

17374

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا ثبوت پیش کیا جائے کہ ہماری ہر چیز خدا کی خوشنودی پر قربان ہے۔ نکمی اور سڑی گلی چیزیں دے کر کوئی اپنے سر سے خیرات کا پھندا تو اُتار دے گا لیکن وہ برکتیں اور خدا کی خوشنودی اسے حاصل نہ ہو سکے گی، جو زکوٰۃ کا مقصد ہے۔

پھر فرمایا جا رہا ہے کہ تمہیں جان لینا چاہیے کہ اللہ کی ذات تو بے نیاز ہے اور وہ بہترین صفات والا ہے۔ یعنی کائنات کا ایک ایک ذرہ اس کی بے پناہ عطا اور بخشش کا اعتراف کر رہا ہے، اور ہر چیز اس کے فضل اور کرم کی تعریف کر رہی ہے۔ اس کو اس کی ضرورت نہیں ہے کہ تم اس کی راہ میں کچھ دے کر شکرانہ ادا کرو اور اس کی خوشنودی حاصل کرو۔ کائنات کی ایک ایک چیز اس کا شکر ادا کرنے میں لگی ہے۔ تمہاری عبادتوں اور تمہارے شکرانے کی اسے کوئی ضرورت نہیں۔ تمہیں جو یہ حکم دیا جا رہا ہے تو وہ صرف اس لیے کہ تم اپنی دولت کو خدا کی راہ میں خرچ کر کے اس کی بندگی کرو، اس کی فرمانبرداری اور شکر گزاری بجا لاؤ اور نعمتوں کا اعتراف کرو۔ اور یہ بات اس کے لیے نہیں بلکہ تمہارے ہی لیے فلاح اور کامیابی کا سبب بنے گی۔ وہ تو تمہیں آخرت کی سزا سے بچانا چاہتا ہے، اس لیے ہدایت کی راہیں وہ تمہیں دکھا رہا ہے۔ تم اگر اپنی آخرت اور اپنے انجام کو بہتر بنانا چاہتے ہو تو اس پر عمل کرو، ورنہ وہ بے نیاز ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صبر واستقامت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صبر ایک اخلاقی خوبی ہے۔

صبر کرنے والوں پر خدا کا فضل ہوتا ہے۔

اور اس کی رحمت انہیں سہارا دیتی ہے۔

جذبات و خواہشات پر قابو رکھنے کا نام صبر ہے۔

سخت حالات میں بھی حق پر جمے رہنے اور اپنے اصولوں پر قائم رہنے کا نام صبر ہے۔

راہِ حق کی مشکلات کو ہنستے کھیلتے برداشت کرنے کا نام صبر ہے۔

اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

وہ صبر ہی کرنے والوں کو پسند بھی کرتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صبر اور نماز سے مدد لو

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ط اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ۝ (البقرہ: ۱۵۳)

"اے ایمان لانے والو! صبر اور نماز سے مدد لو اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے"

اس سے پہلے کی آیتوں میں مسلمانوں سے خطاب کر کے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اگر تم نے میرے احکام کی پیروی کی، رسول ؐ کی تعلیم کو سمجھا تو میں تم پر اپنی نعمت کی تکمیل کروں گا۔ اس نعمت سے مراد امامت اور پیشوائی کی نعمت ہے۔ یعنی جو لوگ سچے مومنوں کی صفات اپنائیں گے اور خدا اور اس کے رسول ؐ کی بتائی ہوئی باتوں پر عمل کریں گے وہی اللہ کے وہ خاص بندے ہیں جنہیں اللہ اس زمین پر خلیفہ بنانا چاہتا ہے۔ اور انہی لوگوں کو آخرت میں بہترین انعام ملنے والا ہے، وہی فلاح پائیں گے اور وہی کامیاب بھی ہوں گے۔ لیکن علم و عمل کی یہ راہ آسان نہیں ہے وہ سچے مومن جو اپنی زندگی کے سارے معاملات میں خدا کی خوشنودی سامنے رکھتے ہیں، انہیں طرح طرح کی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

اب اللہ تعالیٰ مومنوں کو پھر پکارتا ہے۔ فرمایا تم صبر اور نماز سے مدد لو۔ جس انعام کا وعدہ تم سے کیا گیا ہے وہ آسانی سے نہیں مل جاتا ہے۔ یہ تو ایک بڑی خدمت کا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انعام ہے، یہ ایک بڑی ذمہ داری ہے، دین اور مذہب پر چلنا آسان کام نہیں، اس کا بار اُٹھاتے ہی تم پر ہر قسم کی مصیبتیں آئیں گی، سخت آزمائشوں میں ڈالے جاؤ گے، نقصانات بھی اٹھانے پڑیں گے۔ لیکن اگر تم صبر و استقامت اور عزم و استقلال کے ساتھ مشکلات کا مقابلہ کرتے ہوئے خدا کی راہ میں بڑھتے چلے گئے تب تم پر عنایات کی بارش ہوگی اور تم اس انعام کے مستحق ہو گے جس کا وعدہ تم سے کیا گیا ہے۔

اس اہم ذمہ داری کو اٹھانے کے لیے جس طاقت کی ضرورت ہے وہ تمہیں دو چیزوں سے مل سکتی ہے۔ ایک یہ کہ صبر کی صفت اپنے اندر پیدا کرو۔ صبر کا مفہوم بہت وسیع ہے۔ راہ خدا میں پیش آنے والی تمام مشکلات کو ہنستے کھیلتے برداشت کر لینا اور اپنی راہ پر ثابت قدم رہنے کا نام ہی صبر ہے۔ حقیقت میں صبر اہم ترین اخلاقی صفت ہے۔ دراصل کامیابی کا راز ہی صبر ہے، اس کے بغیر کوئی کسی مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح نماز بھی مسلمانوں کی یک جہتی اور ان کے اندر اتحاد کی صفت پیدا کرنے میں ایک کامیاب عمل ہے۔ بندگی کی راہ میں جو مشکلات پیش آتی ہیں نماز سے ہی ان کا علاج ممکن ہے، نماز کی پابندی سے اپنے آپ کو مضبوط کیا جا سکتا ہے۔ یقیناً اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ مومن اپنے اندر صبر کی صفت پیدا کر لے تو اسے قدم قدم پر اللہ کی مدد سہارا دیتی ہے اور جب اللہ صابرون یعنی راہِ حق میں ڈٹے رہنے والوں کے ساتھ ہوتا ہے تو پھر اسے کسی بھی تنہائی، بے سروسامانی، ناتوانی، مصیبتوں اور مشکلوں کا اندیشہ نہیں ہوتا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صبر سے کام لو

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا۟ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ (آل عمران: ۲۰۰)

"اے ایمان لانے والو! صبر سے کام لو اور کافروں کے مقابلے میں ثابت قدم رہو، حق کی خدمت کے لیے تیار رہو، اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ تمہیں کامیابی ملے۔"

یہاں مومنوں کو چار باتوں کا حکم دیا گیا ہے۔ پہلی بات کا مطلب یہ ہے کہ تم جس دین کو قبول کر کے مسلمان ہوئے ہو اس پر قائم رہو۔ اب اس راستے میں چاہے جتنی تکلیفیں اور مصیبتیں پیش آئیں انہیں ہمت کے ساتھ برداشت کرتے رہو۔ یہ جو تم نے خدا کی خوشنودی کا راستہ اختیار کیا ہے بہت سخت ہے یہاں تمہیں اپنے نفس کو بھی مارنا ہوگا، رسم ورواج کو بھی توڑنا ہوگا، اور بھی بہت سی مشکلات اور پریشانیاں تمہیں گھیریں گی، لیکن اس موقع پر تمہارے ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ تم ثابت قدم رہو، یہاں کی ملنے والی پریشانیوں کا خیال نہ کر کے آخرت کے اجر پر نظر رکھو۔

دوسری بات کا مطلب یہ ہے کہ اگر اہل باطل سے تمہارا مقابلہ ہو جائے تو تم ان کے مقابلے میں صبر کرو اور ان سے بڑھ کر جرأت اور بہادری دکھاؤ۔ ان کی طرف سے دی ہوئی تکلیفوں کا خیال نہ کرو۔ تیسری بات یہ کہ حق کی خدمت کے لیے ہر وقت تیار رہو۔ جس وقت بھی تمہیں حق کی خدمت کے لیے پکارا جائے تو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تم جان نہ چراؤ۔ اپنی جان اور مال کو اللہ کی امانت سمجھتے ہوئے اس کی راہ میں قربانی دینے کے لیے تیار رہو، کافر بھی اپنے کفر پر مضبوط ہیں اور اسے سربلند کرنے میں زحمتیں اٹھا رہے ہیں لیکن تم اپنے دین اور حق پر ایسے جم جاؤ اور اس کو قائم کرنے میں ایسے مستعد ہو جاؤ کہ ان کی کوششیں ماند پڑ جائیں۔ تم ان کے مقابلے میں ایک دوسرے سے بڑھ کر بہادری دکھاؤ۔ سچ تو یہ ہے کہ تمہارے ایمان کا دعویٰ اسی وقت پورا ہوگا جب تم ان سب ہدایتوں پر عمل کرو گے اور تمہیں کامیابی اسی وقت مل سکتی ہے جب تمہارے دل میں تقویٰ ہو اور تمہارے دل میں اللہ کا خوف موجود ہو، اس کے سامنے جواب دہی کا یقین ہو۔

دشمن کے مقابلے کے لیے تیار رہو

يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا خُذُوْا حِذْرَكُمْ فَانْفِرُوْا ثُبَاتٍ اَوِ انْفِرُوْا جَمِيْعًا ۝ (النساء: ۷۱)

"اے ایمان لانے والو! (دشمن کے) مقابلے کے لیے ہر وقت تیار رہو پھر جیسا موقع ہو الگ الگ دستوں کی شکل میں نکلو یا اکٹھے ہو کر۔"

یہ آیت ان دنوں نازل ہوئی جب اُحد کی شکست کی وجہ سے آس پاس کے قبیلوں کی ہمتیں بڑھ گئی تھیں اور مسلمان ہر طرف سے خطروں میں گھرے ہوئے تھے۔ آئے دن یہ خبریں آتی رہتی تھیں کہ آج فلاں قبیلہ لڑنے کو تیار ہے، اور آج فلاں قبیلہ دشمنی پر آمادہ ہے۔ مسلمان بڑی پریشانی میں تھے۔ ان کے ساتھ دشمن غداریاں کر رہے تھے۔ انہیں دھوکہ دے کر یہ لوگ بلاتے اور قتل کر دیتے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مدینہ سے باہر نکلتے یہ لوگ ڈرتے تھے۔ ان کی جان اور مال کچھ بھی محفوظ نہ تھا۔ ان حالات میں ضرورت اس بات کی تھی کہ مسلمانوں کو ہمت، کوشش اور مقابلے پر اُبھارا جاتا۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے ان کی ہمت ان الفاظ سے بندھائی ہے۔

اے مومنو! تم مقابلے کے لیے تیار رہو، اور پھر جب دشمن سے مقابلہ کرنے کا موقع آجائے تو جیسے بھی مناسب ہو الگ الگ دستوں میں یا اکٹھے ہو کر ان سے مقابلہ کرو۔

یہاں یہ ہدایت ملتی ہے کہ مسلمانوں کو مقابلے کے لیے تیار رہنا چاہیے۔ اگر ان کے خلاف دشمن سر اُٹھا رہا ہو تو اُنھیں بھی دبنا نہ چاہیے اگر ان کے ساتھ ظلم و زیادتی ہو رہی ہو تو مل کر یا الگ الگ جیسے بھی ہو دشمن کو منہ توڑ جواب دینا چاہیے۔

دوست دشمن میں تمیز کرو

يَآاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا ضَرَبْتُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَتَبَيَّنُوْا وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ اَلْقٰٓى اِلَيْكُمُ السَّلٰمَ لَسْتَ مُؤْمِنًا ۚ تَبْتَغُوْنَ عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۖ فَعِنْدَ اللّٰهِ مَغَانِمُ كَثِيْرَةٌ ۚ كَذٰلِكَ كُنْتُمْ مِّنْ قَبْلُ فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ فَتَبَيَّنُوْا ۚ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ۝ (النساء: ۴/۹۴)

"اے ایمان لانے والو! جب تم اللہ کی راہ میں جہاد کے لیے نکلو تو دوست دشمن میں تمیز کرو اور جو تمہیں سلام میں پہل کرے اسے فوراً نہ کہہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دو کہ تو مومن نہیں ہے۔ اگر تم دُنیوی فائدہ چاہتے ہو تو اللہ کے پاس تمہارے لیے بہت سے اموالِ غنیمت ہیں، آخر اس حال میں تم خود بھی تو پہلے مبتلا رہ چکے ہو پھر اللہ نے تم پر احسان کیا، اس لیے تحقیق سے کام لو۔ جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس سے باخبر ہے ؀

اسلام کی ابتدا میں "السلام علیکم" کا لفظ مسلمانوں کے شعار اور علامت کی حیثیت رکھتا تھا۔ اور ایک مسلمان دوسرے مسلمان کو دیکھ کر یہ لفظ اس معنٰی میں استعمال کرتا تھا کہ مَیں تمہارے گروہ کا آدمی ہوں اور تمہارا دوست اور خیر خواہ ہوں۔ تمہاری سلامتی اور عافیت چاہتا ہوں، اس لیے تم مجھ سے دشمنی نہ کرو اور نہ میری طرف سے کسی نقصان اور دشمنی کا اندیشہ رکھو۔

اب ایک اُلجھن یہ پیش آتی تھی کہ مسلمان جب کسی گروہ پر حملہ کرتے تو کوئی شخص مغلوب ہو جانے پر "السلام علیکم" کہتا۔ اس کا مطلب یہ ہوتا کہ تم مجھے دشمن سمجھ کر ہلاک نہ کرو۔ مَیں تو تمہارے ہی گروہ کا آدمی ہوں مسلمانوں کو یہ پریشانی ہوتی کہ وہ کیا کریں، وہ یہ شبہ کرتے کہ یہ کوئی کافر ہے اور اپنی جان بچانے کا یہ بہانہ کر رہا ہے۔ اس لیے اکثر ایسا ہوتا کہ وہ اسے مار ڈالتے وہ مسلمان بھی ہوتا تو شبہ میں مار ڈالا جاتا، اور اس کا مال اسباب غنیمت کے طور پر لُوٹ لیا جاتا۔

اس لیے اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے میں ہدایت نازل فرمائی ۔ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص اپنے آپ کو مسلمان بتا رہا ہے اس کے متعلق بغیر سوچے سمجھے یہ فیصلہ نہ کرو کہ یہ جان بچانے کے لیے جھوٹ بول رہا ہے، ہو سکتا ہے وہ سچا ہو یا پھر جھوٹا ہو، یہ بات تو تحقیق سے ہی معلوم ہو سکتی ہے۔ بغیر کسی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تحقیق کسی پر ہاتھ نہ اٹھاؤ۔ اگر کوئی کافر جھوٹ بول کر بچ گیا تو یہ اتنی بڑی غلطی نہیں ہے جتنی یہ کہ تم ایک مومن کو قتل کر دینے کی غلطی کرو۔ اس لیے اس بارے میں احتیاط رکھو۔ پھر فرمایا کہ اگر تم اس کا مال لینے کی فکر میں بغیر تحقیق ایسا کرتے ہو تو کیا تمہیں بس دنیا کا فائدہ چاہیے؟ تمہارے لیے تو اللہ کے پاس بہت سے اموالِ غنیمت ہیں، دنیا کی چیزوں پر نظر نہ رکھو، یہ سب چیزیں تمہیں آخرت میں ملیں گی اور ایسا وقت تو تم پر بھی گزر چکا ہے کہ تم مسلمان ہو کر بھی کچھ نہ کر سکتے تھے۔ تمہارے پاس ایمان کے زبانی اقرار کے سوا کچھ نہ تھا کیونکہ تم اپنے قبیلے میں تنہا تھے، اس کے ظلم و ستم میں گھرے ہوئے تھے۔ اب یہ اللہ کا احسان ہے کہ اس نے تمہیں اجتماعی زندگی عطا کی اور تم کافروں کے مقابلے میں اسلام کا جھنڈا بلند کر رہے ہو، اس احسان کا شکریہ تو یہ ہے کہ ابھی جو مسلمان تمہاری پہلی جیسی حالت میں مبتلا رہیں ان کے ساتھ نرمی اور ہمدردی کرو اور جو کچھ کرو سوچ سمجھ کر اور تحقیق کر کے کرو، اس بات کا دھیان ہر وقت رکھو کہ اللہ تمہیں ہر حال میں دیکھ رہا ہے۔ یہ یقین تمہیں بھلائی کے کاموں کی طرف ابھارے گا اور تم برائی سے بچے رہو گے۔

پیٹھ پھیر کر نہ بھاگو

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا لَقِيتُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا زَحْفًا فَلَا تُوَلُّوهُمُ الْأَدْبَارَ ۝ وَمَن يُوَلِّهِمْ يَوْمَئِذٍ دُبُرَهُ إِلَّا مُتَحَرِّفًا لِّقِتَالٍ أَوْ مُتَحَيِّزًا إِلَىٰ فِئَةٍ فَقَدْ بَاءَ بِغَضَبٍ مِّنَ اللَّهِ وَمَأْوَاهُ جَهَنَّمُ ۖ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ ۝ (الانفال: ۱۵، ۱۶)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اے ایمان لانے والو! جب ایک لشکر کی صورت میں تمہاری
کافروں سے مڈبھیڑ ہو تو ان کے مقابلے میں پیٹھ نہ پھیرو۔ جس نے ایسے
موقع پر پیٹھ پھیری، ہاں اگر وہ کوئی جنگی چال چل رہا ہو یا کسی دوسری فوج
سے ملنا چاہ رہا ہو (تو بات دوسری ہے) ورنہ وہ اللہ کے غضب میں
گھر جائے گا۔ اس کا ٹھکانا جہنم ہوگا جو بہت بری لوٹنے کی جگہ ہے۔"

اس سے پہلے کی آیتوں میں جو بیان ہے اس میں بدر کی لڑائی اور مسلمانوں کی جیت کے اسباب پر تبصرہ کیا گیا ہے اور یہ بتایا گیا ہے کہ دراصل ہار اور جیت دونوں اللہ کے ہاتھ ہیں اور یہ اللہ کا فضل تھا کہ مسلمان باوجود تعداد میں انتہائی کم ہونے کے اور باوجود بے سروسامان ہونے کے اس لڑائی میں جیت گئے، مسلمانوں کے دل کا اطمینان کافروں پر ان کا رعب، فرشتوں کی امداد اور عین وقت پر بارش کا ہو جانا یہ سب ایسی صورتیں تھیں جن سے اللہ تعالیٰ کی غیبی مدد بالکل ظاہر تھی۔

ان آیات میں پورے زور کے ساتھ مسلمانوں کے اس ایمان کو بھی تازہ کیا گیا تھا کہ انہیں صرف اللہ کی ذات اور اس کے فضل پر بھروسہ ہونا چاہیے۔ ظاہری اسباب پر بھروسہ کرنا مسلمان کا کام نہیں۔ لیکن اللہ کی امداد کا یقین اور اس کے فضل پر بھروسہ کرنے کا مطلب یہ ہرگز نہیں ہے کہ اب مسلمانوں کو کچھ کرنے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ مسلمان کی خصوصیت یہی ہے کہ وہ ایک طرف تو بھروسہ صرف اللہ پر کرتا ہے لیکن دوسری طرف وہ اسباب کی طرف سے قطعاً بے پروائی نہیں کرتا۔ وہ جو کچھ کر سکتا ہے پوری مستعدی کے ساتھ کرتا رہتا ہے۔ اسباب فراہم کرتا ہے، ظاہری تدبیریں کرتا ہے، اللہ کی دی ہوئی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طاقت اور عقل کو کام میں لاتا ہے۔ اور پھر سب کچھ اللہ کے حوالے کر دیتا ہے۔ اس لیے اب ان آیات میں یہ بات بتائی جا رہی ہے کہ جب حق اور باطل کی مڈبھیڑ ہو، جب برائیاں نیکیوں کے مقابلے میں منظم ہو کر میدان میں اتر آئیں اور جب اللہ کے باغی اللہ کے وفاداروں کے لیے حق کی راہ پر چلنا اور دوسروں کو حق کی روشنی دکھانا دوبھر کر دیں تو پھر اس وقت مسلمان کا کام یہی ہے کہ وہ مقابلے کے لیے پوری طرح ڈٹ جائے اور کسی چیز یہاں تک کہ اپنی جان تک کی پروا کیے بغیر میدان میں جما رہے۔

میدانِ جنگ سے پیٹھ پھیرنا بھی اسلام میں بدترین گناہ ہے۔ میدانِ جنگ سے ہٹنے کی صرف ایک ہی صورت کو جائز بتایا گیا ہے اور وہ یہ ہے کہ کسی بڑے جنگی مقصد کی خاطر یا کسی اور فوج سے ملنے کے لیے ایسا کیا جائے بزدلی کی بنیاد پر یا جان کے خوف سے میدان چھوڑ کر بھاگنے کا مطلب اس کے سوا کیا ہو سکتا ہے کہ ایسے شخص کو وہ مقصد جس کے لیے جہاد کیا جا رہا ہے اپنی جان سے زیادہ پیارا نہیں ہے۔

چونکہ اسلامی جہاد صرف اللہ کی رضا اور آخرت میں کامیابی حاصل کرنے کے لیے ہوتا ہے۔ اس لیے کسی مسلمان کے بارے میں یہ تصور نہیں کیا جا سکتا کہ وہ ان دونوں چیزوں کے مقابلے میں اپنی جان بچا کر میدان سے بھاگ بھی سکتا ہے۔

لڑائی میدانِ جنگ میں بھی ہوتی ہے اور اس کی ایک شکل یہ بھی ممکن ہے کہ کچھ لوگ اسلام کے احکام پر چلنے سے روک رہے ہوں، اللہ کی اطاعت کرنے میں حائل ہو رہے ہوں اور اسلامی اخلاق اور اعمال کو پنپنے کا موقع نہ مل رہا ہو۔ خدائی قانون کی جگہ زبردستی شیطان کا قانون رائج کیا جا رہا ہو تو یہ بھی عقائد و اعمال کی ایک جنگ ہے۔ اس موقع پر بھی مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ کسی کی مخالفت کی پروا کیے بغیر اپنے مقام پر ڈٹے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رہیں۔ دین کو سربلند کرنے کی کوششوں میں لگے رہیں، ایسا نہ ہو کہ کسی دباؤ، خوف یا لالچ سے وہ اپنے دین کی باتوں اور اُس کے تقاضوں کو پسِ پشت ڈال دیں، اگر انھوں نے ایسا کیا تو یہی اُن کی ناکامی ہوگی اور یہ بھی اتنی ہی بڑی تباہی کا موجب ہوگی جتنی بڑی میدانِ جنگ سے بھاگنے پر ہو سکتی ہے اس کے نتیجے میں خدا کا غضب انھیں گھیر سکتا ہے، اور جسے خدا کا غضب گھیر لے اس کا کہاں ٹھکانا۔

ثابت قدم رہو

يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا لَقِيْتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوْا وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ (الانفال: ۴۵)

"اے ایمان لانے والو! جب کسی گروہ سے تمہارا مقابلہ ہو تو ثابت قدم رہو اور اللہ کو کثرت سے یاد کرو امید ہے تمہیں کامیابی نصیب ہوگی۔"

اگرچہ اللہ کے دین کو بلند کرنے کے کام کی ابتدا دعوت و تبلیغ سے ہی ہوتی ہے۔ مومن پوری قوت صرف کر دیتا ہے کہ اللہ کے بندوں کو اللہ کے دین کی باتیں سمجھا دے اور انہیں کامیابی اور بھلائی کے اس راستے پر لے آئے جس میں ان کی دنیا و آخرت کا فائدہ ہے۔ لیکن یہ کام ہمیشہ دعوت و تبلیغ پر ہی ختم نہیں ہو جاتا۔ دعوت و تبلیغ سے تو وہ لوگ مان لیتے ہیں جو خود غرض نہیں ہوتے، تنگ نظر نہیں ہوتے اور مال و دولت کی محبت میں اتنا گرفتار نہیں ہوتے کہ اپنے دنیوی فائدے کے مقابلے میں وہ کسی بات کو قبول کرنے کے لیے تیار ہی نہ ہوں۔ لیکن چونکہ سب لوگ ایسے نہیں ہوتے اس لیے اسلامی دعوت کو کچھ لوگوں کی شرارتوں اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مخالفتوں کا سامنا بھی کرنا پڑتا ہے اور ایک وقت ایسا آجاتا ہے کہ یہ مخالف اور شریر لوگ یہ فیصلہ کر لیتے ہیں کہ اللہ کے دین کو نہ خود قبول کریں گے اور نہ اس تحریک کو بڑھنے دیں گے۔ وہ پوری قوت سے تحریک کا مقابلہ کرنے کے لیے میدان میں اترتے ہیں، اس وقت مومن کی تلوار بھی نیام میں نہیں رہتی، وہ بھی مقابلے کے لیے تیار ہو جاتا ہے۔ وہ بھی یہ فیصلہ کر لیتا ہے کہ اس فتنے کو ختم ہی کر دیا جائے۔

یہی موقع ہوتا ہے جب جنگ کی جاتی ہے۔ اسی کے بارے میں یہ ہدایت ہے کہ جب اسلامی جنگ کا وقت آجائے اور اللہ کے باغیوں سے مقابلہ آن پڑے تو مومنوں کو چاہیے کہ ثابت قدم رہیں۔ لڑائی سے بھاگ کھڑے ہونے کا مطلب تو یہ ہوتا ہے کہ کسی نہ کسی طرح جان بچا لی جائے۔ اور جان بچا لینے کا یہ خیال ایمان کے دعوے کے خلاف ہے۔ جب یہ یقین پختہ ہو کہ جان اور مال سب اللہ کا دیا ہوا ہے اور خدا کے حضور حاضر ہو کر سب کاموں کا حساب بھی دینا ہے۔ پھر تو یہ جرأت ہی نہیں ہو سکتی کہ جان بچانے کے لیے میدان چھوڑ دے۔ اسی اللہ کی دی ہوئی جان اور اسی کے راستے میں لگا دینے کے بدلے بچانے کی کوشش کرنے کی ہمت کیسے ہو سکتی ہے۔ اور جان بچا کر کوئی بچ بھی کیسے سکتا ہے جب کہ یہ یقین ہے کہ مارنا اور جلانا اسی کے ہاتھ ہے، اس کے حکم کے بغیر موت نہیں آسکتی اور جب اس کا حکم آجائے تو ٹل نہیں سکتی۔

مومن کو یہ بھی یقین ہوتا ہے کہ اگر اللہ کی خوشی کے لیے اور اس کا دین قائم کرتے ہوئے موت آگئی تو یہ بہترین موت ہے۔ اللہ کی دی ہوئی جان اگر اللہ کے کام میں لگ جائے تو یہ سب سے بڑی کامیابی ہے۔ اس ایمان اور یقین کے بعد میدانِ جنگ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے بھاگنا مومن کے لیے جائز نہیں اس طرح بھاگنے والے کو سخت عذاب کی دھمکی دی گئی ہے ۔جان کا خطرہ سامنے ہے اور گولیوں کی بوچھار اور تلواروں کے سائے میں ثابت قدم رہنے کی ہدایت دی جارہی ہے ۔ یہ آسان کام نہیں ہے ۔ ایسے مشکل کام کو پورا کرنے کے لیے کوئی تدبیر ہونا بھی ضروری ہے ۔اس لیے وہ تدبیر بھی ساتھ ہی بیان فرمادی ۔ فرمایا اللہ کو کثرت سے یاد کرو ۔ اللہ کی یاد مومن کی سب سے بڑی قوت ہے ۔یہی قوت اسے ہر حال میں ثابت قدم رکھتی ہے ۔ہر حال میں کامیابی بھی اسی سے نصیب ہوتی ہے ۔جنگ میں دو ہی چیزوں سے انسان کامیاب ہوسکتا ہے ، قدم کا جماؤ اور دل کی مضبوطی ۔ قدم کا جماؤ اس وقت ہوگا جب ایمان پختہ ہوگا اور دل اللہ کی یاد سے مضبوط ہوتا ہے ۔ وہ لوگ جو اللہ سے مدد طلب کرتے ہیں ، اُسے یاد کرتے ہیں ، خدا بھی ان کی مدد کرتا ہے ۔ اللہ کے ذکر کی سب سے زیادہ صحیح صورت یہ ہے کہ انسان کسی حال میں بھی خدا کو نہ بھولے ۔ اُس کی آقائی اور بندگی کا ہر وقت دھیان رہے ، اور یہ بات نماز کی پابندی سے ہوتی ہے ، اور قرآن پاک کی تلاوت ، ایسی تلاوت جس سے اللہ کا کلام سمجھ کر پڑھا جائے اور عمل کیا جائے ۔ یہ بات بھی اللہ کو یاد کرنے کا ذریعہ بنتی ہے ۔

رکوع اور سجدہ کرو

يَآ أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ارْكَعُوا وَاسْجُدُوا وَاعْبُدُوا رَبَّكُمْ وَافْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۝ وَجَاهِدُوا فِي اللَّهِ حَقَّ جِهَادِهِ ۚ هُوَ اجْتَبَاكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ ۚ مِلَّةَ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

أَبِيكُمْ إِبْرٰهِيمَ ۚ هُوَ سَمّٰىكُمُ الْمُسْلِمِينَ ۙ مِن قَبْلُ وَفِي هٰذَا لِيَكُونَ الرَّسُولُ شَهِيدًا عَلَيْكُمْ وَتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ ۚ فَأَقِيمُوا الصَّلٰوةَ وَآتُوا الزَّكٰوةَ وَاعْتَصِمُوا بِاللّٰهِ ۚ هُوَ مَوْلٰىكُمْ ۖ فَنِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيرُ ۝ (الحج: ۷۷، ۷۸)

"اے ایمان لانے والو! رکوع اور سجدہ کرو۔ اپنے رب کی بندگی کرو اور نیک کام کرو شاید کہ تم کو فلاح نصیب ہو۔ اللہ کی راہ میں جہاد کرو جیسا کہ جہاد کرنے کا حق ہے۔ اس نے تمہیں اپنے کام کے لیے چن لیا ہے۔ اور دین میں تم پر کوئی تنگی نہیں رکھی۔ قائم ہو جاؤ اپنے باپ ابراہیمؑ کی ملت پر۔ اللہ نے پہلے بھی تمہارا نام "مسلم" رکھا تھا اور اس (قرآن) میں بھی (تمہارا یہی نام ہے) تاکہ رسولؐ تم پر گواہ ہو اور تم لوگوں پر گواہ۔ پس نماز قائم کرو، زکوٰۃ دو اور اللہ سے وابستہ ہو جاؤ وہ ہے تمہارا مولیٰ۔ بہت ہی اچھا ہے وہ مددگار۔"

فلاح اور کامیابی کی توقع اسی انسان سے کی جا سکتی ہے جو اللہ تعالیٰ کی عبادت اور بندگی کرے اور نیک کام کرے۔ لیکن ایسے انسان کو اپنی تمام تر عبادات کے بعد بھی اللہ کے فضل کا امیدوار ہی رہنا چاہیے اور اللہ کی رحمت سے ہی توقع وابستہ کرنا چاہیے کیونکہ انسان اپنے آپ فلاح حاصل نہیں کر سکتا جب اللہ کسی کو کامیابی بخشتا ہے اسی وقت اُسے کامیابی نصیب ہوتی ہے۔ انسان کا کام تو یہ ہے کہ وہ اپنی عبادات اور نیک کاموں میں کمی نہ آنے دے، اللہ کی ہدایات پر عمل کرتا رہے، پھر امید لگائے اپنے رب سے کہ وہ اُسے اپنے فضل سے فلاح

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے نوازے۔

پھر فرمایا کہ اللہ کی راہ میں جہاد کرو جیسا کہ جہاد کرنے کا حق ہے یہاں جہاد سے مراد صرف جنگ کرنا نہیں، بلکہ یہاں مطلب یہ ہے کہ جدوجہد اور کوششیں جاری رکھو۔ وہ طاقتیں جو اسلام کو پھولنے پھلنے نہیں دیتیں، اور جو اللہ کے راستے میں بڑھنے والوں کی راہ کا روڑا بنی ہوئی ہیں ان کے خلاف اپنی پوری کوشش صرف کردو اور ان کا خاتمہ کرنے کی جدوجہد کرتے رہو تاکہ انہیں شکست دے کر تم خود بھی اللہ کی ٹھیک ٹھیک بندگی کرسکو، اور دنیا میں بھی اس کا کلمہ بلند ہوسکے۔
وہ جہاد جو میدانِ جنگ میں کیا جاتا ہے اس سے پہلے تو ضروری یہ ہے کہ باغی اور مخالف قوتوں کو ختم کیا جائے اور ان سے جہاد کیا جائے، اس کے بعد ہی باہر کسی مجاہدے کا امکان ہے۔ اسلام دشمن لوگوں کا منہ توڑ جواب دینے، دین کی راہ میں مانع ہونے والی قوتوں کا سر کچلنے اور اللہ کا کلمہ اور اس کے دین کو سربلند کرنے کی ذمہ داری مسلمانوں پر ہے۔ اور اس کام کے لیے اللہ تعالیٰ نے انہیں چُن لیا ہے۔ تمام بنی نوع انسانی میں سے یہی لوگ اس خدمت کے لیے منتخب کیے گئے ہیں، اور ان لوگوں پر دین میں کوئی تنگی نہیں رکھی گئی ہے۔ بے جا قیود اور پابندیوں سے اُن کی زندگی آزاد ہے۔ اللہ تعالیٰ نے پہلے بھی ان کا نام "مسلم" رکھا تھا اور آج بھی انہیں مسلم ہی کہا جاتا ہے۔ مسلم ہر وہ شخص ہے جو خدا کے دین کو تسلیم بھی کرلے اور پھر اپنی پوری زندگی خدا کی اطاعت میں دے دے۔ اخلاق و کردار، معاملات، اعمال، افکار غرض پوری زندگی اسی قانون اور انہی احکام کے تحت آجائے جو خدا نے نازل فرمائے ہیں۔ اس مفہوم کے لحاظ سے اب سے پہلے ان سب

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لوگوں کا نام بھی مسلم ہی تھا جو کسی بھی نبی پر ایمان لائے اور جنہوں نے کسی بھی خدائی دین کو مان کر اس کی پیروی کی۔ لیکن اس آخری امت کو "امتِ مسلمہ" کا خطاب دینے اور بہترین امت قرار دینے کا مطلب یہ ہے کہ ان میں وہ صفت خاص طور سے پائی جاتی ہے جس کا مفہوم اسلام سے نکلتا ہے اس لیے یہی لوگ اس دین کے حامل ہیں اور اس خطاب کے مستحق ہیں۔ یہ امت حضرت ابراہیمؑ کی پیروی میں سے ہے۔ اسی کے لیے تو حضرت ابراہیمؑ نے کعبہ کی تعمیر کے وقت زندگی کے آخری لمحات میں والہانہ انداز میں دُعا مانگی تھی۔

"پروردگار! مجھے اور اسمٰعیلؑ کو اپنا مسلم اور فرمانبردار بنا۔ اور ہماری اولاد میں ایک ایسی امت پیدا کر جو تیری مسلم اور فرمانبردار ہو۔"

یہ آواز بھی ان کے دل کی گہرائیوں سے نکلی تھی۔

"ہمارے پروردگار! اسی قوم میں سے ایک ایسا رسول اٹھا جو لوگوں کو تیری آیتیں پڑھ کر سنائے، انہیں کتاب و حکمت کی تعلیم دے اور ان کی زندگیوں کو پاکیزگی بخشے۔"

خدا نے اپنے خلیل کی دُعا قبول فرمائی اور ساری دنیا کی رہنمائی کے لیے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو منتخب فرمایا۔ ساتھ ہی آپؐ کے پیروؤں کو ایسی امت بنایا جو رہتی دنیا تک اسی سچے دین کی گواہی دیتے رہیں جس کی گواہی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے زندگی بھر دی۔

ہم مسلمان ہی پیغمبرؐ کے جانشین ہیں، اس حیثیت سے ہمیں یہ فرض ادا کرنا ہے۔

اس امت کو "مسلم" نام سے نوازنا گویا یہ بتانا ہے کہ اس امت کو بندگیٔ رب کا زندہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمونہ ہونا چاہیے، اور اپنے نبیؐ کی تعلیم کو پورے خلوص سے لوگوں تک پہنچانا چاہیے تاکہ رسولؐ ان پر گواہ بن جائیں اور وہ لوگوں پر گواہ بن جائیں۔ امت مسلمہ کی حیثیت یہی ہے کہ وہ رسولؐ کی جانشین ہے، اور اسے وہی کام انجام دینا ہے جو رسولؐ نے انجام دیا۔ جس طرح آخری رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے قول وعمل سے خدا کے دین کو واضح کرنے کا حق ادا کر دیا۔ ٹھیک اسی طرح امت کو بھی چاہیے کہ وہ دنیا کے سارے انسانوں کے سامنے دین کو واضح کرے، اور دین حق کی زندہ شہادت بن جائے۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ امت زندگی کے میدان میں یونہی معمول کے مطابق نہیں آنکلی ہے بلکہ اس کو وجود میں لانے کا ایک عظیم مقصد ہے۔ اسے سارے انسانوں کی ہدایت اور رہنمائی کے لیے اٹھایا گیا ہے۔ اب رہتی دنیا تک تمام انسانی جماعتوں کی پیشوائی اور امامت کا فریضہ اسی کو انجام دینا ہے۔

اس امت کو "امت مسلمہ" کا خطاب دے کر اس پر ایک عظیم ذمہ داری ڈالی گئی ہے۔ اس ذمہ داری کو پورا کرنے کے لیے جن چیزوں سے مدد لینا ضروری ہے اسے بھی بیان فرما دیا گیا۔ فرمایا، تم نماز قائم کرو، زکوٰۃ دو، اور اللہ سے وابستہ ہو جاؤ۔

یہ وہ فرائض ہیں جنہیں انجام دے کر امت مسلمہ خود بھی خدا کی بندگی کا حق ادا کر سکتی ہے اور دوسروں کو بھی اللہ کی بندگی کے لیے تیار کر سکتی ہے۔

اللہ سے وابستہ ہو جانے کا مطلب یہ ہے کہ انسان اللہ کے دین کو مضبوطی سے تھام لے۔ زندگی کے تمام معاملات میں اسی کی ہدایات سے رہنمائی حاصل کرے، اسی کی اطاعت کرے، اس کی نافرمانی سے ڈرے، اسی سے امیدیں اور اسی پر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھروسہ رکھے، اسی کو اپنا معبود مانے، اسی سے دعائیں مانگے، اسی کی پناہ ڈھونڈے، اسی کو اپنا مشکل کشا اور مددگار سمجھے، اور اپنے توکل اور اعتماد کا سہارا بھی اسی کو تسلیم کرے۔ انہی تمام کیفیات کا نام اعتصام باللہ ہے۔

اور یہ کیفیات اس وقت تک پیدا نہیں ہو سکتیں جب تک نماز کی پابندی نہ ہو، نماز ہی سے بندہ خدا سے قریب ہوتا ہے، اس پر بھروسہ کرنے کی قوت اس میں پیدا ہوتی ہے، اور اس کی طرف بڑھنے اور اس کی خاطر سب کچھ قربان کر دینے کا جذبہ پروان چڑھتا ہے، اور جو ذمہ داری اللہ کی طرف سے عائد کی گئی ہے اسے بحسن و خوبی اس وقت ادا کیا جا سکتا ہے جب یہ تمام صفات بدرجۂ اتم موجود ہوں۔

اللہ کی مدد کرو

يَآأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوٓا إِن تَنصُرُوا اللَّهَ يَنصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ أَقْدَامَكُمْ
(محمد: ۷)

"اے ایمان لانے والو! تم اللہ کی مدد کرو تو وہ تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے قدم جمائے رکھے گا۔"

مومنوں کو ہدایت دی جارہی ہے کہ وہ اللہ کی مدد کریں۔ اللہ کی مدد کرنے کا مطلب یہ ہے کہ وہ اس کے دین کی مدد کریں۔ اللہ کے دین کو سربلند کرنے میں اپنی تمام صلاحیتیں لگا دیں، اس کے دین کے قائم کرنے کی کوشش میں اپنا سب کچھ قربان کردیں، اور یہ جب ہی ہو سکتا ہے جب مومنوں کے دل میں یہ تڑپ اور یہ خواہش پیدا ہو جائے کہ اللہ کا دین ہر طرف پھیلے اور زیادہ سے زیادہ لوگوں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تک اللہ کی ہدایات پہنچیں تو پھر وہ ہر وقت اسی کی کوشش میں رہیں گے۔ انہیں یہی دُھن اور یہی لگن رہے گی کہ جیسے بھی ممکن ہو اللہ کے دین کو سربلندی نصیب ہو، ایسا کرنے میں انہیں چاہے کتنی ہی مشکلات کا سامنا کرنا پڑے، کوئی بھی مصیبت سامنے آئے، اسے برداشت کرلیں گے کیونکہ انہیں اللہ کا دین پھیلانا ہی ہے یہی اللہ کی مدد کرنا ہے۔ پھر ایسے بندوں کی مدد کا وعدہ اللہ نے فرمایا ہے۔ ایسے مومنوں کو خدا اپنے فضل اور اپنی رحمت سے نوازتا ہے۔ اُن کو دنیا و آخرت میں سُرخرو کرتا ہے اور پھر ان کے قدم دین کے راستے پر جما دیتا ہے۔ یہی ثابت قدمی آخرت میں خدا کی خوشنودی کا باعث بنتی ہے اور بہترین اجر ملتا ہے۔

اللہ کے مددگار بن جاؤ

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْٓا اَنْصَارَ اللّٰهِ كَمَا قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ لِلْحَوَارِيّٖنَ مَنْ اَنْصَارِيْٓ اِلَى اللّٰهِ ۭ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ فَاٰمَنَتْ طَّاۗىِٕفَةٌ مِّنْۢ بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ وَكَفَرَتْ طَّاۗىِٕفَةٌ ۚ فَاَيَّدْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلٰي عَدُوِّهِمْ فَاَصْبَحُوْا ظٰهِرِيْنَ ؀

(الصف: ۱۴)

"اے ایمان لانے والو! تم اللہ کے (دین کے) مددگار بن جاؤ، جس طرح عیسیٰ ابن مریم نے حَوَاریوں سے کہا تھا کہ کون اللہ کی راہ میں میری مدد کرے گا تو حَوَاریوں نے جواب دیا تھا کہ ہم اللہ کے دین کے مددگار ہیں۔ پھر بنی اسرائیل کی ایک جماعت ایمان لے آئی، اور ایک نے کفر کیا۔ ہم نے ایمان لانے والوں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی ان کے دشمنوں کے مقابلے میں مدد فرمائی اور وہ غالب ہوئے ۔

عیسٰی ابن مریمؑ کے حواریوں سے مراد وہ لوگ ہیں جنہوں نے ان کا ساتھ دیا تھا اور ان کی اطاعت کی تھی۔ جب عیسٰی علیہ السلام نے پکار کر پوچھا کہ کون اللہ کے راستے میں میرا ساتھ دے گا؟ تو ان میں سے ایک گروہ تیار ہو گیا، وہ ایمان لے آیا۔ لیکن ایک گروہ ایسا تھا جس نے نافرمانی کی۔ پھر وہ لوگ جو ایمان لائے تھے اللہ کے دین کی پکار پر جنہوں نے لبیک کہا تھا انہیں غلبہ نصیب ہوا۔ دشمنوں کے مقابلے میں ان کی مدد فرمائی گئی۔ ان کی مثال دے کر مومنوں سے فرمایا جا رہا ہے کہ تم بھی اسی طرح اپنے نبیؐ کا ساتھ دو۔ تم بھی اپنے دین کی خدمت کے لیے مستعد اور تیار رہو تاکہ تمہیں وہ عزت، وہ کامیابی اور وہ غلبہ نصیب ہو جو عیسٰی علیہ السلام کا ساتھ دینے والوں کو نصیب ہوا۔ اور اگر تم نے انکار کیا، رسولؐ کی پکار پر لبیک نہ کہا، اس کا ساتھ دینے پر تیار نہ ہوئے تو اس عذاب کے لیے تیار رہو جو تم سے پہلے نافرمانوں پر گزر چکا ہے۔

مقصد یہ ہے کہ مسلمانوں کو اپنے دشمنوں کے مقابلے میں غلبہ اور کامیابی اسی وقت ملتی ہے جب وہ اللہ کے دین کی مدد کرنے کو تیار رہیں تاریخ میں ایسی بہت سی مثالیں ملتی ہیں کہ جب تک ایمان پختہ تھا اپنی ہر چیز سے زیادہ دین اسلام پیارا تھا، اس کو قائم کرنے کی تڑپ دل میں موجود تھی اس وقت تک مسلمان غالب رہے، ان کی عزت و عظمت رہی اور ان کے دشمن ان کا کچھ نہ بگاڑ سکے۔ لیکن جب ایمان میں کمزوری آگئی، دنیا کی لذتوں میں دل پھنسنے لگا اور دین کی طرف سے بے رغبتی ہو گئی، دین پھیلانا تو الگ رہا خود اپنے اعمال و عقائد دین کے بتائے ہوئے راستے سے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہٹ گئے تو پھر انہیں تباہی نے گھیر لیا، مصیبتیں آپڑیں، وہ عزت و عظمت نہ رہی اور دشمن ان پر غالب آگئے۔ یہ تو دنیوی تباہی ہے، جو آج بھی دیکھنے میں آرہی ہے، اور آخرت کا حال تو پھر ظاہر ہی ہے۔ آخرت کی بربادی میں کیا شبہ رہ جاتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دعوت الی الحق

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسلمانوں کا کام یہ ہے کہ وہ سارے انسانوں کو حق کی دعوت دیں۔
اللہ کے دین کی پیروی خود بھی کریں اور دوسروں کو بھی اس پر ابھاریں۔
خدائی ہدایات لوگوں کو سنائیں۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات لوگوں تک پہنچائیں۔
یہ ان کی اہم ترین ذمہ داری ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پورے کے پورے اسلام میں داخل ہو جاؤ

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِی السِّلْمِ کَآفَّۃً ۠ وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ ؕ اِنَّہٗ لَکُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ ۝ (البقرہ: ۲۰۸)

"اے ایمان لانے والو! تم پورے کے پورے اسلام میں آجاؤ اور شیطان کی پیروی نہ کرو کہ وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔"

اللہ تعالیٰ اپنے مومن بندوں سے فرماتا ہے کہ تم ایمان تو لا چکے، لیکن اب پورے کے پورے اسلام میں آجاؤ۔ یعنی تمہاری زندگی کے سارے پہلوؤں پر اسلام چھا جائے، زندگی کے سارے معاملات میں تم اسلام سے رہنمائی حاصل کرو۔ تمہارے خیالات، تمہارے نظریات، تمہارے علوم و فنون، طور طریقے، معاملات زندگی سب اسلامی ہوں ایسا نہ ہو کہ تم زندگی کو مختلف حصوں میں تقسیم کر کے کچھ میں تو اسلام کی پیروی کرو اور کچھ کو شیطان کے راستے پر لے جاؤ۔ اگر تم واقعی مومن ہو اور تم نے ایمان و اسلام کو قبول کیا ہے، اللہ کی بندگی کا دعوٰی کیا ہے تو تمہارا ایک ایک قدم اسلام کے بتائے ہوئے راستے پر اٹھنا چاہیے اور اسلام پر چلنا صرف عبادت کرنا تو ہے نہیں، اسلام تو زندگی کے تمام معاملات میں تمہاری رہنمائی کرے گا۔ اب تمہارا کام یہ ہے کہ شیطان کی پیروی نہ کرو، ہر معاملے میں اور اپنے ہر رسم و رواج میں شیطانی کاموں سے پرہیز کرو اور اپنی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ساری زندگی کو اسلام کے تحت لے آؤ۔ جان لو شیطان تو تمہارا کھلا دشمن ہے۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس شخص کو سچا مومن نہیں کہا جا سکتا جس کی زندگی کا کوئی عمل بھی اللہ کی مرضی سے ہٹ کر ہو رہا ہو۔ آج دیکھیے، کہنے کو تو ہم سب مومن کہلاتے ہیں اور مومن کا مطلب ہم صرف یہ سمجھتے ہیں کہ نماز، روزہ، زکوٰۃ، خیرات اور اسی قسم کی عبادتیں ہم کرتے رہیں تو ہمارا شمار مومنوں میں ہوگا۔ لیکن اگر اس لفظ کے معنیٰ پر غور کیا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ مومن کہلانے کا مستحق وہ ہے جو اپنی ساری زندگی خدا کی مرضی کے مطابق بسر کرنے کا فیصلہ کر چکا ہو۔ میل ملاقات، شادی بیاہ، لین دین، غرض ہر قسم کے معاملے میں وہ صرف دین کی رہنمائی حاصل کرتا ہو اور اس کے مطابق عمل کرے۔ اسلام میں ان تمام معاملات کے بارے میں ہدایات موجود ہیں جو انسان کو زندگی میں پیش آتے ہیں۔ اس لیے ایمان کا دعویٰ اسی وقت تک پورا ہو سکتا ہے جب رسم و رواج اور اسلاف کے ان طور طریقوں سے ہٹ کر جنہیں شیطان کا راستہ کہا گیا ہے۔ زندگی اسلام کے دائرے میں آجائے۔ یہی اسلام میں پورے کے پورے داخل ہونے کا مطلب ہے۔ اور جب انسان پوری طرح اسلام میں داخل ہو جائے گا تو پھر وہ معاشرت، معیشت، سیاست ہر اعتبار سے اسلامی احکام کا پیرو اور پابند ہوگا۔

دین سے نہ پھرو

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا مَن يَرْتَدَّ مِنكُمْ عَن دِينِهِ فَسَوْفَ يَأْتِي اللَّهُ بِقَوْمٍ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ أَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ أَعِزَّةٍ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عَلَى الْكٰفِرِيْنَ يُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ ۭ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۝

(المائدہ: ۵۴)

"اے ایمان لانے والو اگر تم میں سے کوئی اپنے دین سے پھرتا ہے (تو پھر جائے) اللہ اور بہت سے ایسے لوگ پیدا کر دے گا جو اللہ کو محبوب ہوں گے اور اللہ انہیں محبوب ہو گا، جو مومنوں پر نرم اور کافروں پر سخت ہوں گے، جو اللہ کی راہ میں جدوجہد کریں گے، اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ ڈریں گے۔ یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے، اور اللہ تو وسیع ذرائع کا مالک اور سب کچھ جاننے والا ہے"

تمام ہدایتیں ملنے کے باوجود اگر کوئی راہ راست پر نہیں آتا تو نہ آئے اللہ کو بھی پھر اس کی پروا نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے خود ایسے لوگوں کے بارے میں فرما دیا کہ اگر کوئی اپنے دین سے پھر گیا تو اللہ تعالیٰ اس کی جگہ کچھ اور لوگوں کو لے آئے گا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر خدانخواستہ مسلمان اپنی بد اعمالیوں کی وجہ سے دین سے پھر گئے تو اللہ تو بے نیاز ہے اسے اس کی ضرورت نہیں ہے کہ وہ اس کی طرف آئیں۔ اللہ تعالیٰ نے بار بار جو یہ یاد دلایا ہے کہ مسلمان اس کی ہدایتوں پر عمل کریں اور اس سے ڈرتے رہیں تو اس میں ان کا اپنا ہی فائدہ ہے۔ وہ اگر اس کی ہدایتوں پر عمل نہیں کرتے تو اللہ کو کوئی نقصان نہ پہنچے گا، پھر کوئی دوسری قوم ایمان لے آئے گی اور یہ لوگ اس قوم کے ہاتھوں مٹا دیئے جائیں گے۔ اور وہ لوگ جنہیں اللہ تعالیٰ یہ مقام دے گا وہ اس سے محبت کرنے والے ہوں گے۔ اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ بھی ان سے محبت کرے گا۔ اور وہ لوگ مسلمانوں کے ساتھ اچھا سلوک کریں گے۔ وہ اہل ایمان کے مقابلے میں اپنی طاقت استعمال نہ کریں گے، ان کی کوئی چیز بھی اور ان کا کوئی کام بھی ایسا نہ ہوگا جس سے مسلمانوں کو نقصان پہنچے، اور مسلمان انہیں نرم خو، رحم دل اور اپنا ہمدرد دیکھیں گے، اور کفار پر سخت ہونے کا مطلب یہ ہے کہ یہ لوگ اپنے ایمان کی پختگی، دینداری اور سیرت کی طاقت کی وجہ سے مخالفین اسلام کے سامنے پتھر کی چٹان کی مانند ہوں گے، انہیں ان کی جگہ سے کبھی نہیں ہٹایا جا سکے گا۔ یہ لوگ اللہ کی راہ میں جدوجہد کرتے رہیں گے۔ دین قائم کرنے کی جان توڑ کوشش کریں گے اور اس سلسلے میں وہ ظلم وکفر کی ہر چوٹ سے ٹکر لیں گے۔ تمام رکاوٹوں کی پروا کیے بغیر دین قائم کرکے رہیں گے۔ اور وہ کسی برا بھلا کہنے والے کے ڈر سے اپنی جگہ سے نہ ہٹیں گے۔ اللہ کے دین کی پیروی کرنے میں، اس کے احکام پر عمل کرنے میں اور حق کو حق اور باطل کو باطل کہنے میں انہیں کوئی ڈر نہ ہوگا۔ کسی کی مخالفت اور اعتراضات کی پروا انہیں نہ ہوگی چاہے حالات کیسے ہی ناسازگار ہوں۔ یہ تو اس خدا کی راہ پر چلتے رہیں گے جس پر ایمان لائے ہیں۔

اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ آج جو مسلمان ان صفات کے مالک نہیں ہیں تو ان کے لیے اس بات کا اندیشہ ہو سکتا ہے کہ کہیں وہ دین سے نہ پھر جائیں۔ اس لیے ضروری ہے کہ ایسا وقت آنے سے پہلے ہی وہ اپنے اعمال درست اور دین سے تعلق مضبوط کر لیں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ دین سے پھر کر وہ ذلیل وخوار ہو جائیں اور اللہ اپنے کچھ دوسرے بندوں کو یہ مقام دے دے۔ وہ خوب جانتا ہے کہ کون کس عنایت کا مستحق ہے۔ یہ تو اللہ کا فضل ہے وہ جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ وسعت والا ہے اس کے قبضۂ قدرت میں سب کچھ ہے۔ مومنوں کا کام یہ ہے کہ وہ اللہ کے فضل اور اس کی رحمت کو ہاتھ سے نہ جانے دیں۔ اپنے اعمال میں وہ خوبی پیدا کریں جو انہیں خدا سے قریب کرے اور اس کا پسندیدہ بندہ بنا دے۔

اللہ کی راہ میں کیوں نہیں نکلتے؟

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا مَا لَكُمْ إِذَا قِيلَ لَكُمُ انفِرُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ اثَّاقَلْتُمْ إِلَى الْأَرْضِ ۚ أَرَضِيتُم بِالْحَيَاةِ الدُّنْيَا مِنَ الْآخِرَةِ ۚ فَمَا مَتَاعُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا فِي الْآخِرَةِ إِلَّا قَلِيلٌ ۝ (التوبہ: ۳۸)

"اے ایمان لانے والو! تمہیں کیا ہو گیا کہ جب تم سے اللہ کی راہ میں نکلنے کے لیے کہا گیا تو تم زمین سے چمٹ کر رہ گئے؟ کیا تم نے آخرت کے مقابلے میں دنیا کی زندگی کو پسند کر لیا ہے؟ اگر ایسا ہے تو جان لو دنیوی زندگی کے یہ سب ساز و سامان آخرت کے لحاظ سے بہت ہی کم ہیں۔"

یہاں وہ لوگ مخاطب ہیں جو مومنوں میں شمار تو کیے جاتے ہیں لیکن حال یہ ہے کہ انہیں دین اسلام سے زیادہ اپنا مال اور اپنی جان عزیز تر ہے۔ گویا اپنے کو مومن تو کہتے ہیں لیکن منافقوں کا سا انداز ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ایسے ہی مومنوں کو خطاب فرمایا کہ تمہیں کیا ہو گیا جب اللہ کی راہ میں کسی قربانی اور جہاد کا وقت آتا ہے تو تم گھروں سے نکلتے ہی نہیں اپنی جان چراتے ہو اور زمین سے چپکے جاتے ہو کیا تمہیں آخرت عزیز نہیں ہے کہ تم اللہ کے راستے میں جہاد کرنے سے اس طرح بچ رہے ہو؟ تمہارے اس انداز سے تو ایسا معلوم ہو رہا ہے کہ تم نے شاید آخرت کے مقابلے میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دنیا کی زندگی کو پسند کر لیا ہے۔ یہاں کی عارضی لذتیں اور فنا ہو جانے والے آرام تمہیں آخرت میں ملنے والے اجر سے زیادہ پسند ہیں، اسی لیے تو تم دنیا کو چھوڑ کر اللہ کے راستے میں جہاد کرنے نہیں نکلتے۔ تمہیں اپنے آرام اور اپنی آسائشیں اتنی عزیز ہیں کہ خدا کی راہ میں ملنے والی تکلیفیں تمہیں گوارا نہیں۔ کیا تمہیں پتہ نہیں کہ تم خدا کی راہ میں جتنی قربانیاں دو گے اس کا بہترین اجر تمہیں ملے گا اور ہمیشہ رہنے والی زندگی میں تمہیں آرام اور آسائشیں نصیب ہوں گی؟ اس بات کو یاد رکھو کہ یہ سارے عیش و آرام اور ساز و سامان جنہیں چھوڑنے کو تمہارا کسی طرح دل ہی نہیں چاہتا۔ آخرت کی ملنے والی راحتوں کے مقابلے میں بہت ہی کم ہیں۔ جب تم آخرت کی کبھی ختم نہ ہونے والی زندگی اور وہاں کے آرام بے حد و بے حساب سامان دیکھو گے تو تمہیں معلوم ہوگا کہ دنیا کی تھوڑی سی زندگی میں تم جن چیزوں سے بڑا لطف اٹھا رہے تھے، اور انہی کو سب کچھ سمجھ رہے تھے۔ وہ یہاں کی بے پایاں نعمتوں کے سامنے کچھ بھی نہیں تھے۔ اور پھر اس وقت تم پچھتاؤ گے کہ تم نے عارضی لذتوں میں پھنس کر اپنے آپ کو ہمیشہ رہنے والی نعمتوں سے محروم کر لیا۔ اور یہ بھی اچھی طرح جان لو کہ یہاں تم چاہے کتنے ہی عیش و عشرت کے سامان جمع کر لو وہ دنیا میں تو تمہارے ساتھ ہیں لیکن موت کے آتے ہی تم ان سب چیزوں کو چھوڑ دو گے، چاہے یہاں تمہیں اپنی دولت کتنی ہی عزیز ہو مرنے کے بعد یہ کچھ بھی تمہارے کام نہ آئے گا۔ وہ دنیا جہاں تمہیں اس دنیا کو چھوڑ کر جانا ہے وہاں تمہارے ساتھ کچھ نہیں جا سکتا وہاں اگر کچھ تم پا سکتے ہو تو وہی جسے تم نے خدا کی مرضی پر قربان کر دیا ہو، اور خدا اور اس کے دین کی محبت جس پر غالب آ گئی ہو۔ اس لیے اپنی جو محبوب ترین چیز تم اپنے ساتھ وہاں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھی دیکھنا چاہتے ہو تو ضروری ہے کہ اسے خدا کی راہ پر قربان کر دو۔

مومنوں کو اس سے یہ ہدایت ملتی ہے کہ اس دنیا میں جو ساز و سامان انہیں ملے ہیں وہ انہیں اپنا نہ سمجھیں۔ سب کچھ خدا کی امانت سمجھتے رہیں اور جب اس کی راہ پر کچھ قربان کرنے کا وقت آئے تو انہیں ذرا بھی تامل نہ ہو، سب کچھ اس کی راہ میں لگانے کو تیار رہیں کیونکہ یہاں وہ جو کچھ خدا کی راہ میں دے دیں گے وہی اُن کے کام آئے گا اور اسی کا اجر انہیں ملے گا۔ انہیں ہمیشہ یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ اس دنیا کی چیزیں یہیں رہ جانے والی ہیں، یہ عارضی ہیں۔ ابدی نعمت حاصل کرنا ہے تو انہیں چھوڑنا ہوگا۔

شیطان کی پیروی نہ کرو

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ ۚ وَمَن يَتَّبِعْ خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ فَإِنَّهُ يَأْمُرُ بِالْفَحْشَاءِ وَالْمُنكَرِ ۚ وَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ مَا زَكَىٰ مِنكُم مِّنْ أَحَدٍ أَبَدًا وَلَٰكِنَّ اللَّهَ يُزَكِّي مَن يَشَاءُ ۗ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ﴿﴾ (النور: ۲۱)

"اے ایمان لانے والو! شیطان کے نقش قدم پر نہ چلو۔ جو کوئی اس کی پیروی کرے گا تو وہ اُسے فحش اور بدی کا حکم دے گا اگر اللہ کا فضل تم پر نہ ہوتا تو تم میں سے کوئی شخص پاک نہ ہو سکتا مگر اللہ ہی جسے چاہتا ہے پاک کر دیتا ہے اور اللہ سننے والا جاننے والا ہے"

یہاں اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو شیطان سے خبردار کرتے ہوئے اس کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نقش قدم پر نہ چلنے کی ہدایت فرمائی ہے۔ یہ حقیقت مومنوں کو سمجھا دی گئی کہ اگر وہ شیطان کے کہنے میں آئیں گے تو اپنا ہی کچھ بگاڑیں گے۔ کیونکہ شیطان انہیں بے حیائی اور برائی کا حکم دے گا۔ یہاں فحشاء اور منکر کہا گیا ہے۔ اس سے مُراد وہ تمام اخلاقی برائیاں ہیں جنہیں انسان کی فطرت برا جانتی ہے اور ہمیشہ سے ہر قوم اور ہر معاشرے کے لوگ چاہے وہ کتنے ہی بگڑ چکے ہوں اسے بُرا ہی سمجھتے ہیں۔ ہر انسان بدی کے مقابلے میں نیکی کی قدر پہچانتا ہے۔ شاید ہی کوئی ایسا ہو جو برائی کو بھلائی سمجھے اور بھلائی کو بری نگاہ سے دیکھے اور وہ جو ان اخلاقی برائیوں سے پاک ہوتا ہے اسے ان سب لوگوں پر زبردست برتری حاصل ہوتی ہے جو طرح طرح کی اخلاقی برائیوں میں مبتلا ہوں۔ اسی لیے مومنوں کو شیطان کی پیروی سے روکا گیا جس میں ان کی تباہی اور بربادی ہے۔

پھر فرمایا کہ اگر اللہ کا فضل تم پر نہ ہوتا تو تم میں سے کوئی شخص پاک نہیں ہو سکتا تھا۔ یہ کتنی سچی بات ہے۔ شیطان تو انسان کو برائی کی نجاستوں میں آلودہ کرنے کے لیے تلا بیٹھا ہے۔ اگر اللہ اپنے فضل و کرم سے اسے سیدھی راہ نہ دکھائے نیک و بد کی تمیز نہ دے تو پتہ نہیں انسان برائیوں کی کس دلدل میں جا پھنسے جہاں سے اس کا نکلنا بھی ممکن نہ ہو اور یہ پھر اللہ کا فضل ہے وہ جسے چاہتا ہے پاکیزگی بخشتا ہے۔ یہ بات ایسی نہیں ہے کہ وہ اندھا دھند جس کو چاہے پاک کر دے۔ اللہ کو تو سب خبر ہے کہ کس بندے میں بھلائی کی طلب ہے اور کون برائی کو پسند کرتا ہے۔ دل میں جو بھی خیالات اور ارادے پیدا ہوتے ہیں سب اللہ کے علم میں آتے رہتے ہیں اسی لیے اللہ تعالیٰ اپنے اس علم کی بنا پر فیصلہ کرتا ہے کہ کس کو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پاکیزگی بخشے اور کس کو نہیں۔

اس لیے انسان کو چاہیے کہ وہ اپنے دل میں ہمیشہ بھلائی کی طلب رکھے اور برائیوں سے نفرت رکھے دل میں بھلائی کا جذبہ ہو جب ہی ہدایت ملے گی اور جب ہی پاکیزگی نصیب ہوگی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

WWW.KITABOSUNNAT.COM

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حُسنِ معاملات

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ نے
انسانی معاملات میں جائز و ناجائز کے حدود مقرر فرما دیئے ہیں۔
اور حلال و حرام کے احکام دیئے ہیں۔
تمام معاملات کے لیے قرآن میں واضح قوانین موجود ہیں۔
ان کی پیروی کرنا ایمان کی کسوٹی ہے۔
ان کو تسلیم کرنا مسلمان کا فرض ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مال باطل طریقوں سے نہ کھاؤ

يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا ۝ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ عُدْوَانًا وَّظُلْمًا فَسَوْفَ نُصْلِيْهِ نَارًا ۭ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ۝ (النساء: ۲۹، ۳۰)

"اے ایمان لانے والو! آپس میں ایک دوسرے کے مال باطل طریقے پر نہ کھاؤ۔ آپس کی رضامندی سے لین دین ہونا چاہیے، اور اپنے آپ کو قتل نہ کرو۔ یقین مانو اللہ تمہارے اوپر مہربان ہے جو شخص ظلم وزیادتی کے ساتھ ایسا کرے گا اس کو ہم ضرور آگ میں جھونکیں گے۔"

آپس کے معاملات کو بہتر طریقے پر بنانے کے سلسلے میں یہ آیت بھی بڑی اہم ہے۔

یہاں مومنوں کو ایک دوسرے کا مال باطل طریقے پر نہ کھانے کی ہدایت کی گئی ہے۔ باطل طریقوں سے مراد وہ تمام طریقے ہیں جو حق کے خلاف ہوں، اور شرعی اور اخلاقی طور پر ناجائز ہوں۔ آپس کی رضامندی سے لین دین ہونا چاہیے۔ یعنی آپس میں جو سودا ہو اس میں دونوں خرید و فروخت کرنے والوں کا فائدہ ہو جس طرح تجارت وغیرہ میں ہوتا ہے کہ ایک رقم دیتا ہے تو دوسری طرف سے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چیز ملتی ہے۔ لین دین میں کسی پر ناجائز دباؤ یا فریب اور دغا نہ ہونا چاہیے۔ مثلاً سود، رشوت اور جوئے وغیرہ میں بظاہر تو رضامندی ہوتی ہے لیکن یہ رضامندی دباؤ کے اثر سے ہوتی ہے۔ اسی طرح جعل اور فریب کے کاروبار بھی اسی غلط فہمی کی بنا پر کیے جاتے ہیں کہ اس میں کوئی فریب نہیں ہے۔ اگر دوسرے فریق کو اس کا فریب معلوم ہو جائے تو ظاہر ہے کہ وہ اس پر رضامند نہ ہو اس لیے اس طرح کے تمام لین دین جائز نہیں ہیں۔

پھر ساتھ ہی فرمایا گیا کہ اپنے آپ کو قتل نہ کرو۔ مطلب یہ ہے کہ دوسروں کا مال ناجائز طور پر کھانا، خود اپنے آپ کو ہلاک کرنا ہے۔ اس سے معاشرہ بھی بگڑتا ہے اور اپنی آخرت بھی خراب ہوتی ہے۔ اور یقین مانو اللہ تمہارے اوپر بڑا مہربان ہے۔ وہ تو ہر معاملے میں تمہاری بھلائی چاہتا ہے۔ اور یہ اس کی مہربانی ہی تو ہے کہ وہ تم کو ایسے کاموں سے منع کر رہا ہے جس میں تمہاری بربادی اور تباہی ہے۔

زندگی کے ہر چھوٹے بڑے کام کے لیے اللہ تعالیٰ نے ہمیں ہدایتیں دی ہیں، وہ ہمارا خیرخواہ ہے، اسی لیے تو وہ ہماری پوری زندگی کو صحیح رُخ پر دیکھنا چاہتا ہے، اور ان باتوں سے ہمیں پہلے ہی خبردار کر دیتا ہے جس میں بربادی اور تباہی ہو۔ اب بھی اگر کوئی بات نہ مانے تو اس کا انجام دوزخ کی آگ ہے، اللہ کے لیے یہ بات مشکل نہیں ہے، نافرمانوں کو وہ سزا دیا ہی کرتا ہے۔

اس سے آگے کی آیت میں یہ امید دلائی جارہی ہے کہ اگر بڑے بڑے گناہوں سے تم بچتے رہے تو تمہاری چھوٹی چھوٹی برائیاں معاف کی جاسکتی ہیں اور تمہیں آخرت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں عزت کی جگہ مل سکتی ہے۔

اللہ اپنے بندوں پر اتنا سخت نہیں ہے کہ چھوٹی چھوٹی باتوں پر انہیں سزا دے۔ بڑے گناہوں سے پرہیز کرنے پر چھوٹے گناہ اللہ معاف کر دیا کرتا ہے۔

انصاف کے علمبردار بنو

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا قَوَّامِينَ شُهَدَاءَ لِلَّهِ وَلَوْ عَلَىٰ أَنفُسِكُمْ أَوِ الْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِينَ ۚ إِن يَكُنْ غَنِيًّا أَوْ فَقِيرًا فَاللَّهُ أَوْلَىٰ بِهِمَا ۖ فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوَىٰ أَن تَعْدِلُوا ۚ وَإِن تَلْوُوا أَوْ تُعْرِضُوا فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرًا (النساء: ۱۳۵)

"اے ایمان لانے والو! انصاف کے علمبردار اور خدا واسطے کے گواہ بنو۔ اگرچہ تمہارے انصاف اور تمہاری گواہی کی زد خود تمہاری اپنی ذات پر یا تمہارے والدین اور رشتہ داروں پر ہی کیوں نہ پڑتی ہو۔ جس سے معاملہ ہے وہ چاہے مالدار ہو یا غریب بہرحال اللہ دونوں سے زیادہ اس کا مستحق ہے کہ تم اس کا لحاظ کرو۔ اس لیے اپنی خواہشات کی پیروی میں عدل سے باز نہ رہو اور اگر تم نے لگی لپٹی بات کہی یا سچائی سے پہلو بچایا تو جان رکھو جو کچھ تم کرتے ہو اللہ کو اس کی خبر ہے۔"

ہدایت فرمائی جا رہی ہے کہ تم صرف انصاف کی روش پر ہی نہ چلو بلکہ انصاف کے علمبردار بنو۔ تمہارا کام صرف اتنا نہیں ہے کہ خود انصاف کرو، بلکہ انصاف کا جھنڈا لے کر اٹھو، تم دنیا سے ظلم کو مٹاؤ اور عدل اور انصاف کو دنیا میں قائم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرو۔ عدل اور انصاف کو دنیا میں قائم ہونے کے لیے ایک سہارے کی ضرورت ہے۔ تم چونکہ مومن ہو اس لیے یہ تمہاری ذمہ داری ہے کہ تم وہ سہارا بن جاؤ۔

پھر دوسرا حکم یہ دیا کہ خدا واسطے کے گواہ بنو۔ یعنی تمہاری گواہی صرف خدا کے لیے ہونی چاہیے۔ تم خدا کو حاضر و ناظر جان کر بات کہو، کسی کی رُو رعایت اس میں نہ ہونی چاہیے۔ نہ ذاتی فائدہ سامنے رکھو، اور نہ قومی اور ملکی مفاد۔ جو بات حق ہے وہی کہو چاہے اس سلسلے میں تمہیں اپنے والدین اور رشتہ داروں کے خلاف ہی کچھ کہنا کیوں نہ پڑ جائے۔ چاہے تم کسی غریب کے بارے میں کچھ کہو یا مالدار کی بات ہو رہی ہو، حق اور انصاف کو ہاتھ سے نہ جانے دو۔ ایسا نہ ہو کسی دباؤ، لالچ یا ڈر سے تم حق بات کہنے سے رُک جاؤ، اور جس بات کو حق سمجھتے ہو اُسے بھی کسی کی رُو رعایت کرتے ہوئے نہ کہو۔ یہ بات بہت غلط ہوگی۔ تم اللہ کو سب سے زیادہ مستحق سمجھو، اور اس کا لحاظ کرو۔ جب کوئی موقع آئے تو تمہیں یہ دھیان رہنا چاہیے کہ اللہ نے اس سے متعلق کیا حکم دیا ہے کسی معاملہ میں نہ اپنی مرضی اور خواہش کے مطابق کوئی بات کہو اور نہ کسی سے لگی لپٹی بات کرو۔ صاف صاف سیدھی اور سچی بات کہا کرو۔ یہ دھیان تمہیں ہمیشہ رہنا چاہیے کہ تمہاری ایک ایک بات اللہ کے علم میں ہے، یہی خیال تمہیں غلط کاموں سے روکے گا اور تم خدا کے بتائے ہوئے راستے پر چل سکو گے۔

اہل کتاب کے اکثر علماء و درویش حرام مال کھاتے ہیں

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ كَثِيرًا مِّنَ الْأَحْبَارِ وَالرُّهْبَانِ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لَيَأْكُلُونَ أَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَيَصُدُّونَ عَن سَبِيلِ اللَّهِ ۗ وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنفِقُونَهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَبَشِّرْهُم بِعَذَابٍ أَلِيمٍ ۝ (التوبہ: ۳۴)

"اے ایمان لانے والو! ان اہل کتاب کے بہت سے علماء اور درویش لوگوں کے مال کو باطل طریقے پر کھاتے ہیں اور انہیں اللہ کی راہ سے روکتے ہیں۔ ان لوگوں کو دردناک سزا کی خوشخبری دو، جو سونے اور چاندی جمع کرکے رکھتے ہیں، اور انہیں خدا کی راہ میں خرچ نہیں کرتے۔"

اسلام مال کی حرص، لالچ اور کنجوسی کو پسند نہیں کرتا۔ اسی لیے فرمایا اے مومنو! اہل کتاب یعنی یہود و نصاریٰ میں بہت سے ایسے ظالم لوگ علماء اور درویش بن بیٹھے ہیں جو ناجائز طریقے پر لوگوں کا مال کھاتے ہیں اور انہیں اللہ کی راہ سے بھی روکتے ہیں، ان لوگوں کا پیشہ ہی یہ ہوتا ہے کہ اپنے آپ کو کچھ ایسا روپ دے لیتے ہیں کہ لوگ انہیں کوئی پہنچا ہوا بزرگ سمجھنے لگیں۔ اور پھر جب لوگ ان کے متعلق دھوکے میں مبتلا ہو جاتے ہیں تو اپنا اُلّو خوب سیدھا کرتے ہیں فتوے بیچتے ہیں، رشوتیں کھاتے ہیں، نذرانے اڑاتے ہیں، ایسی ایسی مذہبی باتیں کرتے ہیں کہ لوگ اپنی نجات ان سے خریدنے لگیں۔ ان کا مرنا جینا، شادی، غم ان کو کھلائے بغیر نہ ہو سکے اور لوگ ان کی جھوٹی باتوں میں آکر یہ سمجھنے لگیں کہ ہماری قسمت بنانے، بگاڑنے کے ٹھیکیدار یہی ہیں۔ پھر ان کو نذرانے پیش کریں اور اپنی قسمت کا حال معلوم کریں۔ مرادیں، منتیں مانیں اور ان پر چڑھاوا چڑھائیں۔ مومنوں کو ایسے لوگوں سے خبردار رکھنے کے لیے یہ بیان

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرمایا جارہا ہے۔ پھر ان لٹیروں کا ایک اور بڑا ستم یہ ہے کہ بے وقوف لوگوں کا مال سمیٹنے کی خاطر انہیں گمراہ بنانے کی فکر میں رہتے ہیں۔ جب بھی کچھ لوگ حق کی دعوت لے کر اُٹھتے ہیں تو سب سے پہلے یہی لوگ ان کی راہ روکتے ہیں، جھوٹے عالم بن کر فریبی باتیں گڑھتے ہیں اور لوگوں کو اسلام سے رد کنے کے لیے خوب مکاری سے کام لیتے ہیں۔ لوگوں کو ان کی منشا کے مطابق مسئلے بتاتے ہیں اور رشوتیں وصول کرتے ہیں، اور اس طرح ناجائز طریقے پر لوگوں کا مال اڑاتے ہیں۔ اس لالچ کے ساتھ ساتھ کنجوسی کی صفت میں بھی یہ لوگ حد سے زیادہ بڑھے ہوتے ہیں۔ لوگوں سے ٹھگ کر یہ سونے چاندی کے خزانے جمع کر لیتے ہیں، اور پھر جتنی دولت ہوتی ہے ان کا لالچ اور ان کی کنجوسی اتنی ہی بڑھتی ہے۔ یہ اپنی دولت خدا کی راہ میں کبھی خرچ نہیں کرتے۔ ایسے ہی لوگوں کو عذاب اور دردناک عذاب کی خوشخبری ہے۔ ایسے لوگوں کے طور طریقے چونکہ خدا کو پسند نہیں ہیں اس لیے ان پر خدا کا غضب یقینی ہے۔

آگے یہ فرمایا کہ جو لوگ دنیا میں حرام مال جوڑ جوڑ کر رکھتے ہیں قیامت میں ان کے ان مالوں سے ان کی پیشانیوں پہلوؤں اور پیٹھوں کو داغا جائے گا اور اُن سے یہ کہا جائے گا کہ لو یہ ہے وہ خزانہ جو تم جوڑ جوڑ کر رکھتے تھے، اب اس کا مزہ چکھو۔

بلا تحقیق بات نہ مان لیا کرو

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوا أَنْ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تُصِيبُوا قَوْمًا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوا عَلَىٰ مَا فَعَلْتُمْ نَدِمِينَ ۝

(الحجرات: ۶)

"اے ایمان لانے والو! اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لے کر آئے تو تحقیق کر لیا کرو کہیں ایسا نہ ہو کہ تم کسی گروہ کو نادانستہ نقصان پہنچا بیٹھو، اور پھر اپنے کیے پر پشیمان ہو۔"

اکثر مفسرین کہتے ہیں کہ یہ آیت ولید بن عقبہ بن ابی معیط کے بارے میں نازل ہوئی۔ بیان کیا جاتا ہے کہ جب قبیلہ بنی المصطلق مسلمان ہو گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ولید بن عقبہ کو بھیجا کہ ان لوگوں سے زکوٰۃ وصول کر لائیں۔ یہ وہاں گئے لیکن کسی وجہ سے ڈر گئے اور ان لوگوں سے ملے بغیر واپس آ گئے اور آ کر یہ شکایت کر دی کہ یا رسول اللہ! ان لوگوں نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا، اور وہ مجھے قتل کرنا چاہتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سُنا تو ایک دستہ بھیجنے کا ارادہ کیا تاکہ ان لوگوں کو اس کی سزا دی جائے۔ کچھ لوگ کہتے ہیں دستہ روانہ بھی کر دیا تھا۔ بہر حال اس درمیان اس قبیلے کے سردار کو اس بات کی اطلاع ہو گئی۔ وہ فوراً ایک وفد لے کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہنے لگے، یا رسول اللہ! یہ بات بالکل غلط ہے ہم سے تو ولید نے کچھ نہیں کہا۔ ہم زکوٰۃ سے انکار کیسے کر سکتے تھے اور نہ ہم نے ان کے قتل کا کوئی ارادہ کیا۔ ہم تو ایمان پر قائم ہیں۔ ہمیں زکوٰۃ دینے سے ہرگز انکار نہیں ہے۔ اسی موقع پر یہ آیت نازل ہوئی۔

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو یہ اصولی ہدایت دی کہ جب تمہیں کوئی ایسی خبر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ملے جو اہمیت رکھتی ہو اور اس سے کوئی خاص نتیجہ نکلتا ہو تو پہلے یہ ضرور دیکھ لینا چاہیے کہ خبر لانے والا آدمی کیسا ہے۔ اگر وہ کوئی فاسق آدمی ہو یعنی جس کا ظاہر حال یہ بتا رہا ہو کہ اس کی بات اعتماد کے لائق نہیں ہے، تو اس کی دی ہوئی خبر پر پہلے تحقیق کر لو اچھی طرح سوچ سمجھ کر کسی بات پر یقین کرنا چاہیے۔ جس کی سیرت بھروسے کے قابل نہیں ہے اس کی بات پر تو بہت ہی چھان بین کرنے کی ضرورت ہے۔

اسی اصول کی بنا پر وہ لوگ جنہوں نے حدیثیں بیان کی ہیں اُن کے اخلاق، سیرت اور کردار کے بارے میں خوب تحقیق کی گئی ہے، اپنی عملی زندگی میں وہ کیسے رہے۔ اس بات کا تجزیہ اچھی طرح کیا گیا ہے۔ اور پھر اس سلسلے میں اگر کسی بھی حدیث بیان کرنے والے میں ذرا بھی اخلاقی کمزوری دکھائی دی تو اس کی بیان کی ہوئی حدیث کو کمزور اور ضعیف قرار دیا گیا ہے۔ اہلِ علم اس بات پر اتفاق کرتے ہیں کہ بدکردار اور فاسق لوگوں کی دی ہوئی اطلاع قابل اعتبار نہیں ہوتی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حُسنِ معاشرت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرآن میں وہ ہدایات بھی موجود ہیں
جو معاشرے کو سنوارتی ہیں۔
زندگی کو نکھارتی ہیں۔
تعلقات کو خوشگوار بناتی ہیں۔
اور گھریلو زندگی کو انتشار اور کشاکش سے بچاتی ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زبردستی عورتوں کے وارث نہ بنو

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَحِلُّ لَكُمْ أَنْ تَرِثُوا النِّسَاءَ كَرْهًا ۖ وَلَا تَعْضُلُوهُنَّ لِتَذْهَبُوا بِبَعْضِ مَا آتَيْتُمُوهُنَّ إِلَّا أَنْ يَأْتِينَ بِفَاحِشَةٍ مُبَيِّنَةٍ ۚ وَعَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ ۚ فَإِنْ كَرِهْتُمُوهُنَّ فَعَسَىٰ أَنْ تَكْرَهُوا شَيْئًا وَيَجْعَلَ اللَّهُ فِيهِ خَيْرًا كَثِيرًا ۝ (النساء: ۱۹)

"اے ایمان لانے والو! تمہارے لیے یہ حلال نہیں ہے کہ زبردستی عورتوں کے وارث بن بیٹھو اور نہ یہ حلال ہے کہ انہیں تنگ کرکے اس مہر کا کچھ حصہ لے لینے کی کوشش کرو جو تم انہیں دے چکے ہو ہاں اگر وہ کوئی کھلی ہوئی بدچلنی اختیار کریں (تو تمہیں ان کو تنگ کرنے کا حق ہے) ان کے ساتھ بھلے طریقے سے رہو اگر وہ تمہیں ناپسند ہوں تو ہو سکتا ہے کہ ایک چیز تمہیں پسند نہ ہو مگر اللہ نے اسی میں بہت کچھ بھلائی رکھ دی ہو"

اسلام سے پہلے عورتوں پر بہت ظلم کیا جاتا تھا۔ ان کے کسی حق کا تو کوئی سوال ہی نہ تھا۔ اسلام نے مردوں کو عورتوں کے حقوق یاد دلائے ہیں اور انہیں ظلم کرنے سے روکا ہے۔ اسی سلسلے میں یہ آیت بھی ہے۔

پہلی بات تو یہ بتائی گئی کہ یہ بات تمہارے لیے کسی طرح جائز نہیں ہے کہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تم زبردستی عورتوں کے وارث بن بیٹھو۔ یہ دَورِ جاہلیت کی اس بدترین رسم کی طرف اشارہ ہے جس میں ایسا ہوتا تھا کہ جب کسی عورت کا شوہر مرتا تو کوئی دوسرا شخص آ کر اُس کے سر پر کپڑا ڈال دیتا تھا، اور ایسا کرتے ہی وہ اس کا حقدار مان لیا جاتا اب اُسے اس بات کی اجازت تھی کہ وہ اس بیوہ سے نکاح کر لے لیکن کوئی مہر مقرر کرتا اور وہ مہر وہ خود لے لیتا۔ اس طرح زبردستی وارث بن کر اس کا حق مارنا اسلام میں جائز نہیں۔ مومنوں کو اس سے روکا گیا ہے۔

دوسرا حکم یہ ہے کہ اگر تم نے ان کا مہر ادا کر دیا ہے تو پھر انہیں تنگ کر کے اس مہر میں سے کچھ لینے کی کوشش نہ کرو۔ اس کی تفسیر کچھ لوگ یہ بیان کرتے ہیں کہ شوہر کو یہ حق نہیں کہ وہ عورت کو اس لیے تنگ کرے کہ جو مہر میں نے دیا ہے اس میں سے کچھ واپس کرے تو میں طلاق دوں۔ ایسا کرنا مومن کے لیے جائز نہیں۔ ہاں اس بات کی اجازت اس وقت دی جا سکتی ہے جب وہ کھلی ہوئی بے حیائی یا بدکاری کرے تو تم اس سے مال لے کر اُسے چھوڑ سکتے ہو، لیکن یہ مال مہر سے زیادہ نہ ہو۔

پھر فرمایا کہ عورتوں کے ساتھ سلوک کرو اور ان کے ساتھ بھلے طریقے سے زندگی گزارو۔ اگر وہ تمہیں پسند نہ آئیں تو ایسا ہو سکتا ہے۔ یعنی ایسا ممکن ہے کہ تمہیں کوئی عورت پسند نہ ہو۔ لیکن یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اللہ نے اسی میں کوئی بھلائی رکھ دی ہو۔ یعنی اگر بظاہر کسی عورت کی صورت شکل میں کوئی ایسا عیب ہو جس کی وجہ سے وہ پسند نہ آئے تو شوہر کے لیے یہ ٹھیک نہیں ہے کہ وہ اسے چھوڑ دے۔ کیونکہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ اس میں کوئی اخلاقی خوبی ایسی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوتی ہے جس کی وجہ سے وہ نعمت ثابت ہوتی ہے۔ اس لیے یہ بات پسندیدہ نہیں ہے کہ ازدواجی تعلق کو توڑنے میں جلد بازی سے کام لیا جائے طلاق تو بالکل آخری چارۂ کار ہے جسے بے حد مجبور ہو جانے پر ہی استعمال کیا جا سکتا ہے۔

ان سب ہدایات کا مطلب یہ ہے کہ اسلامی معاشرہ میں مرد عورتوں کے حقوق کو پہچانیں۔ عورتوں کو کمزور سمجھ کر ان پر ظلم و زیادتی نہ ہو، ان کے ساتھ حُسنِ سلوک اور نرمی کی جائے اور بھلے طریقے سے زندگی گزاری جائے۔

بلا اجازت دوسروں کے گھروں میں نہ جاؤ

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ بُيُوتِكُمْ حَتَّىٰ تَسْتَأْنِسُوا وَتُسَلِّمُوا عَلَىٰ أَهْلِهَا ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ۝ (النور: ۲۷)

"اے ایمان لانے والو! اپنے گھروں کے علاوہ کسی کے گھر میں داخل نہ ہُوا کرو جب تک گھر والوں سے رضا نہ لے لو، اور گھر والوں پر سلام نہ بھیج لو۔ یہ طریقہ تمہارے لیے بہتر ہے امید ہے تم اس کا خیال رکھو گے۔"

اسلام نے روزمرہ کے معمولی معاملات میں بھی ہر بات کا ایک صحیح طریقہ مقرر کر دیا ہے۔ اس کے ہر مقرر کیے ہوئے طریقے پر اگر غور کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ اس میں کتنی بھلائی ہے۔ اس بارے میں جتنی بھی آیتیں ہیں سب سے اندازہ ہوتا ہے کہ باہم میل محبت اور بہترین تعلقات کے لیے یہ کتنی کامیاب ہدایتیں ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہاں فرمایا کہ اپنے گھروں کے علاوہ دوسروں کے گھروں میں اس وقت تک داخل نہ ہو جب تک اس سے یہ اندازہ نہ کرلو کہ تمہارا آنا اسے پسند بھی ہے یا نہیں۔ ایسا تو نہیں کہ اس وقت تمہارا آنا اسے ناگوار ہو رہا ہو، ایسا کرنے سے تعلقات پر بڑا اچھا اثر پڑتا ہے۔

پھر ایک طریقہ یہ بھی بتایا گیا کہ جب کسی کے گھر جاؤ تو اسے سلام کرکے اجازت طلب کرو۔ بہت سی حدیثیں بھی اس سلسلے میں ہیں۔ یہ آداب ملاقات اسلام کے مقرر کیے ہوئے ہیں۔ اس لیے مومن کا فرض ہے کہ وہ ان کا خیال رکھے۔

اس حکم کے نازل ہونے پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے معاشرے میں یہ آداب وقواعد جاری فرما دیئے تھے:۔

۱۔ بغیر اجازت لیے کسی کے گھر میں داخل ہونا بھی منع ہے اور ساتھ ہی دوسروں کے گھر میں جھانکنا اور باہر سے نگاہ ڈالنا بھی جائز نہیں ہے۔ اسی طرح دوسرے کا خط اس کی اجازت کے بغیر پڑھنا ٹھیک نہیں۔ اجازت مانگنے کا طریقہ یہ بتایا گیا کہ دروازے کے بالکل سامنے کھڑے نہ ہو، بلکہ آڑ میں دائیں یا بائیں ہو کر اجازت لینی چاہیے۔ اس لیے کہ گھر کے اندر نگاہ نہ پڑ جائے۔ ایک حدیث سے کچھ لوگوں نے یہ معنیٰ بھی لیے ہیں کہ جھانکنے والے کی آنکھ پھوڑ دینا چاہیے۔ اگر کوئی شخص گھر میں بلا اجازت گھس آئے اور گھر والوں کے روکنے پر باز نہ آئے تو گھر والوں کو یہ حق ہے کہ وہ اس سے مقابلہ کریں چاہے اس طرح اس کی آنکھ پھوٹ جائے یا کوئی اور عضو ٹوٹ جائے۔

۲۔ بعض فقہاء نے نگاہ کے حکم میں سماعت کو بھی شامل کیا ہے یعنی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کسی کے گھر میں کان لگا کر باتیں سننا بھی جائز نہیں ہے۔

۳۔ اجازت لینے کا حکم دوسروں کے گھر جانے کی صورت میں بھی ہے اور اپنی ماں بہنوں کے پاس جانا ہو تو بھی اجازت لینا ضروری ہے۔ ایک صحابیؓ تو کہتے ہیں کہ اپنے گھر میں اپنی بیوی کے پاس جاتے ہوئے بھی کم سے کم کھنکار دینا چاہیے۔

۴۔ صرف اس صورت میں اجازت طلب کرنے کا حکم نہیں ہے جب کسی کے گھر پر اچانک کوئی مصیبت آجائے۔ مثلاً آگ لگ جائے یا چور گھس آئے ایسے موقع پر مدد کے لیے بغیر اجازت جا سکتے ہیں۔

۵۔ اجازت لینے کا طریقہ یہ ہے کہ دروازے پر ٹھہر کر السلام علیکم کہا جائے اور اجازت طلب کی جائے۔

۶۔ اگر گھر والا خود اجازت دے یا گھر کا اور کوئی قابل اعتبار شخص جس کے متعلق یہ یقین ہو کہ یہ گھر والے کی طرف سے اجازت دے رہا ہے تو اندر جانا چاہیے۔ اگر کوئی بچہ کہہ دے کہ آجاؤ تو اعتماد نہ کرنا چاہیے۔

۷۔ اجازت طلب کرنے میں بہت اصرار کی ضرورت نہیں ہے، یا اگر اجازت نہ ملے تو دروازے پر جم کر کھڑے ہو جانا بھی ٹھیک نہیں، تین بار اجازت طلب کرنا چاہیے۔ جواب نہ ملے تو واپس آجانا چاہیے اگر ملاقات کے لیے اس وقت کوئی منع کر دے تو بھی واپس چلے جانا چاہیے۔

گھروں میں جانے کے لیے اجازت لینے کے تین اوقات

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِيَسْتَأْذِنكُمُ الَّذِينَ مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَالَّذِيْنَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنْكُمْ ثَلٰثَ مَرّٰتٍ ۭ مِنْ قَبْلِ صَلٰوةِ الْفَجْرِ وَحِيْنَ تَضَعُوْنَ ثِيَابَكُمْ مِّنَ الظَّهِيْرَةِ وَمِنْۢ بَعْدِ صَلٰوةِ الْعِشَاۗءِ ڜ ثَلٰثُ عَوْرٰتٍ لَّكُمْ ۭ لَيْسَ عَلَيْكُمْ وَلَا عَلَيْهِمْ جُنَاحٌۢ بَعْدَهُنَّ ۭ طَوّٰفُوْنَ عَلَيْكُمْ بَعْضُكُمْ عَلٰي بَعْضٍ ۭ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝ (النور: ۵۸)

"اے ایمان لانے والو! تمہارے مملوک اور تمہارے وہ بچے جو ابھی عقل کی حد کو نہیں پہنچے ہیں ضروری ہے کہ وہ تین اوقات میں اجازت لے کر تمہارے پاس آیا کریں صبح کی نماز سے پہلے اور دوپہر کو جب تم کپڑے اُتار کر رکھ دیتے ہو اور عشاء کی نماز کے بعد۔ یہ تین وقت تمہارے لیے پردے کے وقت ہیں۔ ان کے بعد وہ بلا اجازت تمہارے پاس آئیں تو نہ تم پر کوئی گناہ ہے اور نہ ان پر۔ تمہیں ایک دوسرے کے پاس بار بار آنا ہی ہوتا ہے اسی طرح اللہ نے تمہارے لیے اپنی ہدایتیں کھول کھول کر رکھ دی ہیں۔ اور وہ جاننے والا اور حکمت والا ہے۔"

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اے مومنو! تمہارے وہ غلام اور لونڈیاں جو تمہاری خدمت کے لیے مقرر ہیں اور وہ بچے جو ابھی بالغ نہیں ہیں، ان سب کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ تین اوقات میں تمہارے پاس اجازت لے کر آیا کریں۔ ویسے تو یہ لوگ آتے جاتے رہتے ہیں، اور انہیں بار بار آنا ہی ہوتا ہے لیکن فجر کی نماز سے پہلے اور دوپہر کو اس وقت جب تم آرام کے لیے کسی تنہا جگہ پر ہو، اور عشاء کی نماز کے بعد۔ یہ تینوں وقت ایسے ہیں کہ ان اوقات میں گھر کے بچوں اور خادموں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا تمہارے پاس آجانا ٹھیک نہیں ہے۔ یہ تینوں وقت تمہارے لیے پردے کے ہیں۔ اس لیے انہیں یہ ہدایت کر دو کہ ان تینوں وقتوں میں جب وہ تمہارے پاس آنے لگیں تو پہلے اجازت لے لیا کریں۔

اللہ نے تو اپنی ساری ہدایتیں کھول کھول کر بیان فرما دی ہیں، واضح الفاظ میں تمام نصیحتیں موجود ہیں۔ اسے یہ علم ہے کہ کون اپنے تمام معاملات میں ان ہدایتوں سے رہنمائی حاصل کرتا ہے، اور جو ایسا کرے تو اللہ تو بڑی حکمت والا ہے، اسے بہترین اجر سے نوازے گا۔

ایک دوسرے کا مذاق نہ اڑاؤ

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّن قَوْمٍ عَسَىٰ أَن يَكُونُوا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَاءٌ مِّن نِّسَاءٍ عَسَىٰ أَن يَكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ ۖ وَلَا تَلْمِزُوا أَنفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوا بِالْأَلْقَابِ ۖ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوقُ بَعْدَ الْإِيمَانِ ۚ وَمَن لَّمْ يَتُبْ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ○ (الحجرات: ۱۱)

"اے ایمان لانے والو! نہ مرد دوسرے مردوں کا مذاق اڑائیں ہو سکتا ہے وہ ان سے اچھے ہوں۔ اور نہ عورتیں دوسری عورتوں کا مذاق اڑائیں ہو سکتا ہے وہ ان سے اچھی ہوں۔ آپس میں ایک دوسرے کو طعنے نہ دو اور نہ ایک دوسرے کو برے القاب سے یاد کرو۔ ایمان لانے کے بعد فسق میں نام پیدا کرنا بہت بری بات ہے جو لوگ اس سے باز نہ آئیں وہی ظالم ہیں"

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلام یہ نہیں چاہتا کہ اس کے ماننے والے آپس میں لڑ جھگڑ کر رہیں اور ان کے تعلقات خراب ہوں۔ وہ تو باہم میل محبت اور خوشگوار تعلقات کی فضا پیدا کرنا چاہتا ہے۔ اس لیے اس معاملے میں بھی اس نے بہت سی ہدایتیں دی ہیں۔ ان ہی میں سے ایک یہ بھی ہے۔

یہاں مومن مردوں اور مومن عورتوں کو الگ الگ مخاطب کر کے فرمایا کہ تم میں سے کوئی کسی کا مذاق نہ اُڑائے۔ مذاق اُڑانے سے مراد محض زبان ہی سے ہی مذاق اڑانا نہیں ہے بلکہ کسی کی نقل اتارنا، اُس کی طرف اشارے کرنا، اس کی صورت، اس کے لباس یا اس کی کسی بات اور کام پر ہنسنا اور اعتراض کرنا، اس کی کسی خرابی کی طرف لوگوں کو اس لیے توجہ دلانا کہ سب اس پر ہنسیں۔ یہ سب مذاق اڑانے میں داخل ہے۔ یہاں جس چیز سے روکا گیا ہے وہ یہ ہے کہ آپس میں کسی کو حقیر اور ذلیل نہ سمجھا جائے۔ اس آیت سے پہلے یہ بتایا گیا تھا کہ مومن تو آپس میں بھائی بھائی ہیں، اور بھائی بھائی آپس میں لڑ کر نہیں، مل کر رہتے ہیں۔ اس لیے کسی کو حقیر سمجھنا اور مذاق اڑانا کسی طرح بھی ٹھیک نہیں ہے، اور انسان کسی کو ذلیل اسی وقت سمجھتا ہے جب وہ اپنے کو بڑا سمجھ رہا ہو۔ اپنے کو بڑا سمجھنا خود ایک عیب ہے اس لیے غرور میں آ کر دوسروں کا دل دکھانا بہت ہی بری بات ہے اس سے تعلقات خراب ہوتے ہیں اور معاشرے میں فساد برپا ہوتا ہے۔

ساتھ ہی دوسرا حکم یہ دیا گیا کہ آپس میں ایک دوسرے کو طعنے نہ دو۔ طعنے دینے سے بھی مراد وہی سب باتیں ہیں جن سے دوسروں کا دل دکھتا ہے اور کسی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو تکلیف پہنچتی ہے۔ مثلاً کسی پر اعتراض کرنا اس پر چوٹیں کرنا، الزام لگانا، عیب ٹٹولنا اور اس کوشش میں رہنا کہ اس کو لوگ حقیر سمجھنے لگیں۔ ان ساری باتوں سے بھی تعلقات بگڑتے ہیں۔ اس لیے ان کو حرام کر دیا گیا ہے۔ یہاں ایک بات اور سوچنے کی ہے۔ یہاں جو الفاظ استعمال فرمائے گئے ہیں اس کا لفظی مطلب یہ نکلتا ہے کہ "اپنے اوپر طعن نہ کرو" اس سے یہ بات سمجھ میں آ رہی ہے کہ جو شخص دوسروں کو طعنے دیتا ہے وہ دراصل خود اپنے کو طعنے دیتا ہے ظاہر بات ہے کہ کوئی شخص اسی وقت کسی کو برا بھلا کہے گا جب اس کے دل میں اس کی طرف سے نفرت اور دشمنی خوب بھر چکی ہو۔ اس طرح وہ دل میں دشمنی پال کر اپنے آپ کو برائی میں مبتلا کر ہی لیتا ہے، اور پھر جس کے خلاف وہ اپنی زبان کھول رہا ہے گویا اسے بھی یہ دعوت دے رہا ہے کہ وہ بھی اسے برا بھلا کہہ سکتا ہے۔ یہ اور بات ہے کہ سننے والا اپنی شرافت کی وجہ سے کچھ نہ کہے۔

پھر ایک اور ہدایت یہ فرمائی گئی کہ ایک دوسرے کو برے القاب سے یاد نہ کرو۔ کسی کو ایسا نام نہ دو جو اسے ناگوار ہو اور اسے یہ محسوس ہو کہ اسے حقیر سمجھا جا رہا ہے۔ مثلاً کسی کا کوئی جسمانی نقص ہے تو اسی کے مطابق اس کا نام رکھ لینا، جیسے کسی کو اندھا، لنگڑا یا کانا کہنا یا اور کوئی ایسا نام رکھ دینا جس سے اسے ذلیل کرنا مقصود ہو۔ ہاں اگر نیت صاف ہو اور کسی کو ذلیل اور حقیر نہ سمجھ کر بلکہ اس کی پہچان بتانے کی خاطر اسے اس نام سے یاد کیا جائے تو جائز ہے۔ یعنی اگر کسی کی پہچان اس کے کسی خاص لقب سے ہوتی ہو تو کوئی حرج نہیں ہے۔ بس خیال یہ رکھنا چاہیے کہ کسی کو ایسے نام سے نہ پکارا جائے جو اسے پسند نہ ہو۔ جس سے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کی دل آزاری ہوتی ہو، یا جس سے اسے حقیر اور ذلیل سمجھا جائے۔

پھر فرمایا ایمان لانے کے بعد فسق میں نام پیدا کرنا بہت ہی بری بات ہے۔ مومن کے لیے یہ بات کسی طرح مناسب ہی نہیں ہے کہ مومن ہونے کے باوجود وہ بدزبانی اور بداخلاقی میں نام پیدا کرے۔ اگر کوئی کافر کسی کی دل آزاری کرے، مذاق اڑائے اور دوسروں کو حقیر کرے تو یہ بات چاہے انسانیت کے لحاظ سے اچھی نہ ہو مگر اس کے کفر کو تو زیب دیتی ہے۔ مگر وہ شخص جو اللہ، رسولؐ اور آخرت پر ایمان لے آیا ہو وہ ایسی ذلیل حرکتیں کرنے لگے تو یہ انتہائی شرمناک اور خراب حرکت ہے۔ سب کچھ بتا دینے کے بعد بھی اگر لوگ نہ سمجھیں تو وہ ظالم ہیں، خدائی ہدایات سے منہ موڑ کر وہ خود اپنے اوپر ظلم کر رہے ہیں۔

گمان کرنے سے پرہیز کرو

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيْمٌ ٥ (الحجرات: ۱۲)

"اے ایمان لانے والو! بہت گمان کرنے سے بچو اس لیے کہ کچھ گمان گناہ ہوتے ہیں۔ کسی کا بھید نہ ٹٹولو۔ اور تم میں سے کوئی کسی کی غیبت نہ کرے۔ کیا تم میں سے کوئی اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھانا پسند کرے گا؟ تمہیں خود اس سے گھن آتی ہے۔ اللہ سے ڈرو، اللہ بڑا توبہ قبول

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرنے والا مہربان ہے۔"

یہ آیت بھی پچھلی آیت کے ساتھ ہی ہے اور اسی سلسلے کی ہے اس میں بھی تعلقات کو خوشگوار بنانے کی ہدایتیں ہیں۔

پہلی بات تو یہ بتائی گئی کہ "اے مومنو! تم بہت گمان نہ کیا کرو" بالکل گمان کرنے سے تو نہیں، ہاں بہت گمان کرنے سے روکا گیا ہے اور اس کی وجہ یہ بتائی گئی ہے کہ بعض گمان گناہ ہیں، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ گمان کی بھی کچھ قسمیں ہیں۔ گمان اچھے بھی ہوتے ہیں اور برے بھی جیسے حُسنِ ظن اور بدظنی کہا جاتا ہے۔ کسی کے متعلق حُسنِ ظن بھی اگرچہ گمان ہے لیکن یہ پسندیدہ ہے۔ یہاں تو بدگمانی سے روکا جا رہا ہے جو گناہ ہے۔ اس لیے کسی کے متعلق کوئی گمان قائم کرنے سے اچھی طرح جانچ تول کر دیکھ لینا چاہیے کہ جو گمان کیا جا رہا ہے وہ گناہ تو نہیں ہے۔ اس سلسلے میں یہ جان لینا چاہیے کہ گمان کی کتنی قسمیں ہیں اور ہر ایک کی اخلاقی حیثیت کیا ہے۔

ایک قسم کا گمان وہ ہے جو اخلاق کی نگاہ میں بہت پسندیدہ ہے اور دین کی نظر میں بھی اچھا ہے۔ مثلاً اللہ اور اس کے رسول اور اہلِ ایمان سے نیک گمان رکھنا ہے اور اپنے ملنے جلنے والوں سے نیک گمان رکھنا، جن کے متعلق بدگمانی کرنے کی کوئی معقول وجہ نہ ہو۔

دوسری قسم کا گمان وہ ہے جس سے عملی زندگی میں کام لینا ہی پڑتا ہے۔ مثلاً عدالت میں اس کے بغیر کام نہیں چل سکتا۔ جو شہادتیں پیش ہوتی ہیں ان کو جانچ گمان کی بنا پر ہی فیصلہ کیا جاتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گمان کی ایک تیسری قسم وہ ہے جو اگرچہ ہے تو بدگمانی لیکن اسے جائز کہا جا سکتا ہے۔ اس کا شمار گناہ میں نہیں ہوتا۔ مثلاً کسی شخص یا گروہ کی سیرت و کردار میں یا اس کے معاملات اور طور طریقوں میں ایسی واضح علامات پائی جاتی ہوں جن کی بنا، پر وہ حسنِ ظن کا مستحق نہ ہو، اور کوئی ایسی معقول وجہ بھی ہو جس کی بنا، پر بدگمانی کی جا سکتی ہو۔ اس لیے اس کے متعلق گمان کیا جا سکتا ہے لیکن بس اس حد تک کہ اس سے معاملات کرنے میں احتیاط برتی جائے۔ اس سے آگے بڑھ کر محض گمان کی بنا پر اس کے خلاف کوئی کارروائی کر بیٹھنا صحیح نہیں ہے۔

گمان کی وہ قسم جو گناہ ہے وہ یہ ہے کہ آدمی بغیر کسی سبب کے بدگمانی کرتا رہے یا دوسروں کے متعلق رائے قائم کرنے میں ہمیشہ بدگمانی ہی سے ابتدا کیا کرے یا ایسے لوگوں کے معاملہ میں بدظنی سے کام لے جو بظاہر نیک اور شریف ہوں۔ اسی طرح یہ بات بھی گناہ ہے کہ اگر کسی شخص کی کسی بات یا کام سے اچھائی بھی ظاہر ہوتی ہو اور برائی کا بھی امکان ہو تو ایسے موقع پر صرف بدگمانی سے ہی کام لینا گناہ ہے۔

اب یہ بات واضح ہو گئی کہ گمان کرنا بعض حالات میں پسندیدہ ہے، بعض حالات میں گنجائش ہے، اور بعض حالات میں بالکل ہی ناجائز ہے۔

پھر فرمایا کہ کسی کے راز نہ ٹٹولو، ایک دوسرے کے عیبوں کی فکر میں نہ رہو، دوسروں کے حالات اور ان کے بھیدوں کی ٹوہ نہ لگاؤ، یہ حرکت چاہے بدگمانی کی بنا پر کی جائے یا کسی کو نقصان پہنچانے کی خاطر، یا اور کسی غرض کے لیے۔ بہرحال یہ ایک بہت بڑا عیب ہے۔ اور اس سے مومنوں کو بچنے کی ہدایت دی جا رہی ہے۔

یہ کام مومن کا نہیں کہ وہ دوسروں کے پوشیدہ حالات یا ان کے رازوں کی کھوج

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرید کرے یا دوسروں کی برائیاں اور عیب ٹٹولنے کی فکر میں رہے۔ یہ بہت بڑی بداخلاقی ہے۔ ایسا بداخلاق شخص بھید ٹٹولنے ہی کی خاطر کسی کے ذاتی خط چھپ کر پڑھتا ہے۔ دو آدمی بات کر رہے ہوں تو کان لگا کر کھڑا ہو جاتا ہے۔ پڑوسیوں کے گھر میں بغیر اجازت جھانکتا ہے اور جس طرح بھی ممکن ہوتا ہے وہ دوسروں کی ذاتی باتیں اور نجی معاملات جاننے کی دھن میں لگا رہتا ہے۔ مومن کو چاہیے کہ وہ ان سب خراب حرکتوں سے بچتا رہے۔ صرف حکومت کو یہ اجازت ہے کہ اگر کسی شخص سے کسی جرم کا اندیشہ ہو یا بگاڑ کی کوئی اور علامت نظر آ رہی ہو تو وہ اس کے حالات کی تحقیق کرے اور اس کے لیے سی، آئی، ڈی کا انتظام ممنوع نہیں ہے۔

پھر غیبت یعنی پیٹھ پیچھے کسی کو برا کہنے سے روکا ہے۔ یہاں غیبت کرنے کو مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھانے سے تشبیہ دینے کا مطلب ہی یہ ہے کہ یہ کام بے حد گھناؤنا اور گندہ ہے۔ مردار کا گوشت کھانا خود ہی ایک گندی بات ہے۔ پھر وہ گوشت بھی کسی جانور کا نہیں بلکہ انسان کا اور انسان بھی اپنا بھائی۔ یہاں سوالیہ انداز میں جو یہ کہا گیا کہ کیا کوئی اسے پسند کر سکتا ہے؟ تو اس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ ہر شخص اپنے دل سے پوچھے اور خود فیصلہ کرے کہ کیا وہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانے کو تیار ہے؟ پھر خود ہی فرمایا کہ یقیناً تمہیں اس سے گھن آئے گی اور یہ بڑی خراب بات ہے۔ اگر ایسا ہے تو بس تم اپنے مومن بھائی کی برائیاں کرنے سے بھی بچو۔ اس کی غیر موجودگی میں اس کی عزت پر حملہ نہ کرو۔

یہاں یہ بات اچھی طرح سمجھ میں آتی ہے کہ مومنوں کو غیبت کرنے سے اس لیے روکا گیا کہ یہ عیب انسان کے اپنے لیے نقصان دہ ہے یہ ایک بڑا گناہ ہے اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس گناہ کا کرنے والا سزا بھی بھگتے گا۔ لیکن جس کی غیبت کی جا رہی ہے اس کا کچھ بھی نہیں بگڑتا۔ اس بے چارے کو تو یہ بھی خبر نہیں کہ کہاں اور کب اس کی برائی کی گئی۔ کون اس کے عیب بیان کر رہا ہے اس لیے اس غیبت سے اسے تو کوئی نقصان نہیں پہنچتا، لیکن اس کی عزت پر ضرور حرف آتا ہے۔ جو مثال یہاں دی گئی ہے اس میں مرے ہوئے آدمی کا گوشت کھانا اس لیے حرام نہیں ہے کہ اُسے کوئی تکلیف ہوتی ہے۔ مُردہ شخص کو کیا خبر کہ کون اس کی لاش نوچ رہا ہے، مگر ایسا کرنا کرنے والے کے لیے گھناؤنا کام ہے۔ اس لیے جس کی غیبت کی جارہی ہے وہ اور مردہ شخص دونوں بے خبر ہوتے ہیں اور ان کا کچھ بگڑتا بھی نہیں۔

کچھ حالات ایسے ہیں جن میں غیبت کرنے میں کچھ حرج نہیں ہوتا۔ اور علمائے نے انہیں جائز قرار دیا ہے۔ مثلاً

(۱) کسی شخص کے پیٹھ پیچھے یا اس کے مَرنے کے بعد اس کی کوئی ایسی برائی بیان کرنا جس کی شریعت کی نگاہ میں ضرورت ہو۔

(۲) یا اگر کوئی کسی کے یہاں شادی کا پیغام بھیجے۔ جس کے یہاں پیغام جائے وہ اپنے اطمینان کے خاطر اس کے پڑوسی یا اس کے کسی ملنے جلنے والے سے اس کے چال چلن اور عادات و اطوار کے متعلق تحقیق کرنا چاہے اور مشورہ طلب کرے تو ایسے موقع پر اس کا عیب نہ چھپانا چاہیے۔ بلکہ اس کے متعلق جتنا بھی معلوم ہے صرف اتنا ٹھیک ٹھیک بتا دینا چاہیے۔

(۳) اور اسی طرح اگر کسی شخص میں کوئی ایسا عیب ہو جس کی وجہ سے اس کے ملنے جلنے والوں کو کسی نقصان کا اندیشہ ہو تو ایسے موقع پر بھی جس کو اس کے عیب

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا علم ہو جائے تو اس کے لیے یہی ٹھیک ہے کہ وہ دوسروں کو بتا دے۔

(۴) اگر کوئی مظلوم کسی کے ظلم کی شکایت کرے تو بھی اس پر غیبت کا گناہ نہیں ہے۔

(۵) اصلاح کی نیت سے کسی شخص یا گروہ کی برائیوں کا ذکر ایسے لوگوں کے سامنے کیا جائے جن سے یہ امید ہو کہ وہ اس کی برائیوں کو دُور کرنے کے لیے کچھ کر سکیں گے۔ یہ بھی جائز ہے۔

(۶) راویوں، گواہوں اور مصنفین کی کمزوریاں بیان کرنا جائز ہی نہیں واجب ہے۔ کیونکہ اگر ان لوگوں کی کسی کمزوری کا کسی کو علم ہو اور وہ بیان نہ کرے تو اس پر اس بات کا الزام آسکتا ہے کہ اس نے طالبانِ علم اور عوام کو غلط روایتوں اور غلط باتوں سے گمراہ کیا۔ جانتے ہوئے بھی انہیں آگاہ نہ کیا۔

ان مستثنیٰ صورتوں کے علاوہ پیٹھ پیچھے کسی کی برائی بیان کرنا حرام ہے اور بدترین گناہ ہے۔

پھر ہدایت فرمائی گئی کہ اللہ سے ڈرتے رہو۔ جن کے دلوں میں اللہ کا ڈر ہو اور آخرت کی پوچھ گچھ کی فکر ہو وہ نہ بدگمانی کریں گے نہ راز ٹٹولیں گے۔ اور نہ غیبت کریں گے۔ کیونکہ ان باتوں کو اللہ نے حرام ٹھہرایا ہے۔ اور اگر سب کچھ جان لینے کے بعد بھی عمل میں کوتاہی ہو گئی تو اللہ توبہ قبول کرنے والا اور مہربان ہے غلطی سے توبہ کر لی جائے۔ آئندہ ایسا نہ کرنے کا عہد کر لیا جائے تو اللہ اپنے بندوں پر اپنی رحمت کرتا ہے اس کی رحمت کے دروازے ہر ایک پر کھلے ہیں جو اپنے کیے پر نادم ہو، اور اللہ کی طرف پلٹ آئے اسے اللہ کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رحمت ڈھانپ لیتی ہے۔

گناہ کی باتوں پر آپس میں کانا پھوسی نہ کرو

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا تَنَاجَيْتُمْ فَلَا تَتَنَاجَوْا بِالْاِثْمِ وَ الْعُدْوَانِ وَمَعْصِيَتِ الرَّسُوْلِ وَتَنَاجَوْا بِالْبِرِّ وَالتَّقْوٰى ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ۝ اِنَّمَا النَّجْوٰى مِنَ الشَّيْطٰنِ لِيَحْزُنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَيْسَ بِضَآرِّهِمْ شَيْـًٔا اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ (المجادلہ: ۹، ۱۰)

"اے ایمان لانے والو! جب تم آپس میں چپکے چپکے باتیں کرو تو گناہ، زیادتی اور رسولؐ کی نافرمانی کی باتیں نہ کیا کرو۔ تم تو نیکی اور تقویٰ کی باتیں کرو، اور اس اللہ سے ڈرتے رہو جس کے سامنے تم سب جمع کیے جاؤ گے۔ بے شک کانا پھوسی تو ایک شیطانی کام ہے اور وہ اس لیے کی جاتی ہے کہ لوگ اس سے رنجیدہ ہوں، حالانکہ خدا کے حکم کے بغیر وہ انہیں کچھ بھی نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ اور مومنوں کو اللہ ہی پر بھروسہ کرنا چاہیے"

اس آیت میں مومنوں کو یہ ہدایت دی گئی ہے کہ جب وہ آپس میں مل کر بیٹھیں اور سرگوشیاں کریں تو وہ باتیں گناہ کی نہ ہوں کسی پر ظلم و زیادتی کرنے کا چپکے چپکے مشورہ نہ کیا جائے۔ رسولؐ کی نافرمانی کی اسکیم نہ بنے بلکہ آپس میں بھلائی اور تقویٰ کے کاموں پر بات چیت کی جائے۔ کسی کے ساتھ حُسنِ سلوک

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور اس کو نفع پہنچانے کی باتیں ہوں اور رسولؐ کی باتیں مان لینے پر ایک دوسرے کو مشورے دیئے جائیں۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجلس کے جو آداب سکھائے ہیں اس سلسلے میں ایک حدیث ہے۔ "جب تین آدمی بیٹھے ہوں تو دو آدمی آپس میں کھسر پھسر نہ کریں کیونکہ اس سے تیسرے آدمی کو رنج ہوگا"۔ ایک دوسری حدیث میں الفاظ یہ ہیں "دو آدمی آپس میں سرگوشی نہ کریں، مگر تیسرے سے اجازت لے کر۔ کیونکہ اس سے اُسے رنج ہوگا"۔

اس طرح یہ سرگوشیاں ناجائز ہیں۔ دو آدمی آپس میں چپکے چپکے باتیں کریں یا کسی ایسی زبان میں باتیں کرنے لگیں جسے وہاں بیٹھا ہوا تیسرا آدمی نہ سمجھ سکے تو اسے یہ سوچ کر ضرور رنج ہوگا کہ شاید میرے ہی متعلق کوئی بات کی جا رہی ہے، مجھ سے چھپانے کا مطلب یہ ہے کہ میری برائی بیان ہو رہی ہے۔ اس طرح ناگواری کا احساس ہوگا اور دل میں نفرت، غم اور غصہ کے جذبات پیدا ہوں گے اسی لیے اس طرح کی کانا پھوسی کو شیطانی کام قرار دیا گیا۔

پھر مسلمانوں سے فرمایا گیا کہ اگر اس ہدایت کے بعد بھی لوگ نہ مانیں اور سرگوشیاں کریں اور تمہیں یہ شبہ ہو کہ تمہارے ہی خلاف باتیں کی جا رہی ہیں تو تم رنجیدہ نہ ہوا کرو، اپنے دل میں تم غصہ اور نفرت پیدا نہ ہونے دو۔ تم یہ بات اچھی طرح سمجھ لو کہ اللہ کے حکم کے بغیر کوئی کسی کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ لوگ تمہارے خلاف جو چاہے جو کچھ کریں اور کہیں لیکن جب تک اللہ کا حکم نہ ہو کچھ نہیں کر سکتے۔ تم یہ اعتماد اور یہ یقین اپنے دل میں رکھو، پھر تم دیکھو گے کہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تمہارے دل کو ایسی قوت اور ایسا اطمینان حاصل ہوگا کہ بہت سے فضول اندیشوں اور خیالی خطروں سے تمہیں نجات حاصل ہو جائے گی۔ تمہیں پھر ان لوگوں کی باتوں کی پروا بھی نہ ہوگی اور تم بڑے اطمینان و سکون سے اپنے کام میں لگے رہو گے تم اللہ پر بھروسہ رکھو۔ جو مومن خدا پر توکل کرتا ہے اس کا سکون، اندیشہ اور گمان سے غارت نہیں ہوتا۔ وہ اتنا کم ظرف بھی نہیں ہوتا کہ شرپسند اور غلط قسم کے لوگوں کے مقابلے میں آپے سے باہر ہو کر انصاف اور انسانیت کے خلاف حرکتیں کرنے لگے۔

اپنی مجلس میں کشادگی پیدا کرو

يَآ أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوٓا إِذَا قِيلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوا فِي الْمَجٰلِسِ فَافْسَحُوا يَفْسَحِ اللّٰهُ لَكُمْ وَإِذَا قِيلَ انْشُزُوا فَانْشُزُوا يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَالَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ (المجادلہ: ۱۱)

"اے ایمان لانے والو! جب تم سے کہا جائے کہ مجلسوں میں کھل کر بیٹھو تو جگہ کشادہ کر دیا کرو اللہ تمہارے لیے کشادگی کرے گا۔ جب تم سے کہا جائے کہ اُٹھ کھڑے ہو تو کھڑے ہو جایا کرو۔ اللہ ان لوگوں کے درجے بلند کرے گا جو تم میں سے ایمان لائے ہیں اور جنہیں علم دیا گیا ہے جو کچھ تم کر رہے ہو اللہ کو اس کی خبر ہے"

یہاں مجلس کے آداب سکھائے جا رہے ہیں۔ فرمایا مجلسوں میں اس طرح

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جگہ چھوڑ کر بیٹھو کہ زیادہ لوگ بیٹھ سکیں۔ ایسا نہ ہو کہ اس طرح پھیل کر بیٹھنے لگو کہ دوسروں کو تکلیف ہو اور تم زیادہ جگہ پر قبضہ کر لو۔ مجلسوں میں بیٹھتے وقت اگر تم فراخدلی دکھاؤ گے، اپنے سے زیادہ دوسروں کا خیال رکھو گے تو اس کے صلے میں اللہ بھی تمہارے دلوں کی تنگی کو دور کرے گا۔

یوں دیکھنے میں یہ بات معمولی سی معلوم ہوتی ہے لیکن اگر غور کیا جائے تو اس سے انسانی فطرت کا اندازہ ہوتا ہے۔ جو شخص دل کا تنگ ہو، اس کے ہر کام اور ہر بات سے تنگ دلی کا اندازہ ہوگا۔ وہ لوگ جو مجلسوں میں اس انداز سے بیٹھتے ہیں کہ دوسروں کو جگہ نہ ملے یا دوسروں کو تکلیف ہو تو ان کی اس بات سے پتہ چلتا ہے کہ دل بہت تنگ ہے، وہ خود غرض ہیں، اس حکم کے ذریعے مومنوں کو یہی بتایا جا رہا ہے کہ وہ تنگدلی سے بچیں۔

اب یہ حکم سامنے آتا ہے کہ جب کسی مجلس میں پہلے سے کچھ لوگ بیٹھے ہوں اور بعد میں مزید کچھ لوگ آئیں تو یہ تہذیب پہلے سے بیٹھے ہوئے لوگوں میں ہونی چاہیے کہ وہ نئے آنے والوں کو خود سکڑ اور سمٹ کر جگہ دے دیں اور اتنی شائستگی بعد کے آنے والوں میں ہونا چاہیے کہ وہ زبردستی نہ گھسیں اور کسی کو اٹھا کر خود بیٹھنے کی کوشش نہ کریں۔

پھر فرمایا اگر تم سے یہ کہا جائے کہ مجلس سے اٹھ جاؤ تو اٹھ جایا کرو، ایسا نہ ہو کہ صدر مجلس تمہیں اٹھ جانے کو کہے اور تم اس کا کہنا ٹال دو۔ یہ آیت جس موقع پر نازل ہوئی اس کے بارے میں یہ واقعہ بیان کیا جاتا ہے کہ ایک دن اصحابِ صفہ بیٹھے تھے کہ کچھ اہلِ بدر بھی آ گئے۔ ان لوگوں نے ان کو جگہ نہ دی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کچھ لوگوں کو اشارہ فرمایا کہ وہ اُٹھ جائیں تو اس پر کچھ منافق لوگ بگڑنے لگے۔ ان کے اس غصہ کا جواب اللہ تعالیٰ نے ان آیتوں میں دیتے ہوئے ہدایت کی کہ اگر تمہاری مجلس کا امیر یہ حکم دے کہ آنے والوں کے لیے جگہ دو تو سمٹ کر جگہ چھوڑ دیا کرو، اور اگر یہ حکم دے کہ کھڑے ہو جاؤ، تو کھڑے ہو جایا کرو کیونکہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ جب لوگ کھڑے ہو کر بیٹھتے ہیں تو جگہ کھل جاتی ہے۔ پھر اگر یہ حکم دیا جائے کہ اُٹھ کر دوسری جگہ بیٹھو یا مجلس سے الگ ہو جاؤ تو تمہیں حکم کے مطابق کرنا چاہیے۔ لوگ حضورؐ کی مجلس میں آتے تو دیر تک بیٹھے رہتے جس سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پریشانی ہوتی۔ اس لیے اُنہیں اُٹھ جانے کو کہنا ہی پڑتا۔ اسی سلسلے میں یہ ہدایت کی گئی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت و فرمانبرداری اور ان کی مجلس کے آداب میں تو یہ باتیں بہرحال لازمی ہیں لیکن ویسے بھی ہر مجلس میں مجلس کے منتظم کے حکم کی پابندی کرنا چاہیے کیونکہ وہ کسی مصلحت سے حکم دیتا ہے۔

اور اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں دوسروں کو جگہ دینے کی وجہ سے آپؐ نے تم کو اُٹھا کر دُور بٹھا دیا تو یہ نہ سمجھو کہ تمہارا درجہ گر گیا۔ یا اگر کسی وجہ سے تمہیں اُٹھ جانے کے لیے کہا گیا تو تمہاری ذلت ہو گئی، درجات کی بلندی کا ذریعہ تو ایمان اور علم ہے۔ اس میں بڑائی نہیں ہے کہ کسی کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے قریب بیٹھنے کا موقع ملا اور کون زیادہ دیر تک آپؐ کے پاس بیٹھا رہا۔ مرتبہ تو اسی کا بلند ہوتا ہے جس نے ایمان اور علم کی دولت زیادہ پائی ہو۔ اگر کسی شخص نے زیادہ دیر بیٹھ کر اللہ کے رسولؐ کو تکلیف دی تو اس نے جہالت کا کام کیا۔ صرف پاس بیٹھنے سے اس کا درجہ بلند نہیں ہو سکتا۔ درجات کی بلندی تو اسے نصیب ہوتی ہے جس نے آپ کی صحبت سے ایمان اور علم کا سرمایہ حاصل کیا اور وہ اخلاق سیکھے جو ایک مومن میں ہونا ضروری ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

احکام

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالٰی اپنے بندوں پر بڑا مہربان ہے۔
وہ اِنہیں کامیاب دیکھنا چاہتا ہے۔
دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔
اسی لیے اس نے ہر معاملے میں اپنے احکام کے ذریعے رہنمائی فرمائی ہے۔
اب انسان کا کام یہ ہے کہ وہ ان ہدایات اور احکام پر عمل کر کے دنیا
و آخرت کی کامیابی حاصل کر لے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قصاص لیا کرو

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلٰى ؕ اَلْحُرُّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ وَالْاُنْثٰى بِالْاُنْثٰى ؕ فَمَنْ عُفِيَ لَهٗ مِنْ اَخِيْهِ شَيْءٌ فَاتِّبَاعٌ بِالْمَعْرُوْفِ وَاَدَآءٌ اِلَيْهِ بِاِحْسَانٍ ؕ ذٰلِكَ تَخْفِيْفٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَرَحْمَةٌ ؕ فَمَنِ اعْتَدٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَلَهٗ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝

(البقرہ: ۱۷۸)

"اے ایمان لانے والو! تمہارے لیے قتل کے مقدموں میں قصاص کا حکم لکھ دیا گیا ہے آزاد آدمی نے قتل کیا تو آزاد ہی سے بدلہ لیا جائے غلام قتل کرے تو غلام ہی قتل کیا جائے۔ عورت قاتل ہو تو اسی سے قصاص لیا جائے۔ ہاں اگر کسی قاتل کے ساتھ اس کا بھائی کچھ نرمی کرنے کو تیار ہو تو بھلائی کے ساتھ خونبہا دینا چاہیے۔ قاتل کو لازم ہے راستی کے ساتھ خونبہا ادا کرے۔ یہ تمہارے رب کی طرف سے تخفیف اور رحمت ہے۔"

معاملات کو اچھے طریقے پر طے کرنے کے احکام بھی قرآن میں جگہ جگہ ملتے ہیں ان ہی میں سے ایک یہ بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو مخاطب کر کے فرمایا ہے کہ تمہارے لیے قتل کے مقدموں میں قصاص کا حکم لکھ دیا گیا ہے۔ قصاص کا مطلب ہے خون کا بدلہ۔ یعنی آدمی کے ساتھ وہی کیا جائے جو اس نے دوسرے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آدمی کے ساتھ کیا مگر اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ قاتل نے جس طریقے سے قتل کیا اسی طریقے سے اسے قتل کیا جائے۔ مطلب صرف یہ ہے کہ جان لینے کا جو فعل اس نے مقتول کے ساتھ کیا وہی اس کے ساتھ کیا جائے۔ اور یہ بھی فرمایا کہ جس نے قتل کیا ہے اسی سے بدلہ لیا جائے، چاہے وہ آزاد ہو یا غلام۔ خواہ وہ عورت ہی کیوں نہ ہو جو قاتل ہے خدائی قانون کے مطابق اس کو قتل کیا جائے گا۔

یہ آیت در اصل جاہلیت کے اس طریقے کے خلاف نازل ہوئی ہے جو اُن دنوں رائج تھا۔ اگر مقتول کوئی مشہور اور قبیلے کا معزز آدمی ہوتا اور اس کا قتل دوسرے قبیلے کے کسی ادنیٰ آدمی سے ہو جاتا تو صرف اس ادنیٰ آدمی کا قتل کافی نہ سمجھا جاتا بلکہ جب تک اس کی قوم کے کسی سردار یا کئی آدمیوں کی جان نہ لے لی جاتی قصاص کو مکمل نہ سمجھا جاتا۔ اور اگر کسی ادنیٰ آدمی کو کوئی بڑا آدمی قتل کر دیتا تو قصاص کی کوئی ضرورت ہی نہیں تھی۔ انہی خرابیوں کو ختم کرنے کا حکم اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں دیا ہے۔ مقتول کے بدلے میں صرف قاتل ہی کی جان لی جا سکتی ہے۔

قصاص کا ذکر کرتے ہوئے یہ بھی فرمایا کہ ہاں اگر کسی قاتل کے ساتھ اس کا بھائی کچھ نرمی کرنے کو تیار ہو تو بھلے طریقے پر خون بہا کا تصفیہ ہو جانا چاہیے اور قاتل کو چاہیے کہ راستی کے ساتھ خون بہا ادا کر دے یہاں "بھائی" کا لفظ استعمال کرنے کا مطلب یہ ہے کہ تمہارے اور دوسرے شخص کے درمیان چاہے کیسی ہی دشمنی ہو مگر وہ ہے تو تمہارا انسانی بھائی۔ اس لیے اگر تم اپنے بھائی کی کسی غلطی کو معاف کر دو، انتقام نہ لو تو یہ تمہاری انسانیت ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس آیت سے یہ بات معلوم ہوگئی کہ اسلامی قانون میں قتل تک کا معاملہ راضی نامے سے طے ہو سکتا ہے مقتول کے وارثوں کو یہ حق پہنچتا ہے کہ قاتل کو معاف کردیں۔ معافی کی صورت میں قاتل کو خونبہا ادا کرنا ہوگا۔ اور یہ خونبہا معروف طریقے پر ہونا چاہیے۔ اگرچہ شریعت نے اس کے بارے میں کوئی خاص قاعدہ مقرر نہیں کیا ہے لیکن پھر بھی یہ وہ معروف اور صحیح طریقہ ہے جسے ہر شخص اچھا سمجھتا ہے اور یہی عدل و انصاف ہے۔ اور یہ ذاتی ہمدردی کی بنا پر ہی ہو سکتا ہے —— پھر فرمایا کہ یہ تو تمہارے رب کی طرف سے ایک طرح کی تخفیف اور رحمت ہے۔ اس پر بھی جو زیادتی کرے یعنی قاتل کو خونبہا دینے میں ٹال مٹول کرے اور مقتول کے وارث نے جو احسان کیا ہے اس کا بدلہ احسان فراموشی سے لے۔ یا مقتول کا وارث خونبہا وصول کرنے کے بعد پھر انتقام لینے کی کوشش کرے تو یہ ایک طرح کی زیادتی ہے، اور اس زیادتی کا بدلہ وہ دردناک عذاب ہے جو اسے مل کر رہے گا۔

اس کے بعد فرمایا:۔

دراصل قصاص کا طریقہ سوسائٹی کے لیے ایک زندگی بخشنے والا طریقہ ہے اگر تم قاتلوں کو یوں ہی چھوٹ دے دو گے تو امن خطرے میں پڑ جائے گا۔

اس کے بعد وصیت کے احکام بیان کیے گئے ہیں۔

تمہارے اوپر روزے فرض کیے گئے

يَآ أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝ (البقرہ: ۱۸۳)

"اے ایمان لانے والو! تم پر روزے فرض کیے گئے جس طرح تم سے پہلے انبیاء کے پیروؤں پر فرض کیے گئے تھے تاکہ تم میں تقویٰ کی صفت پیدا ہو"

یہاں روزے کا تذکرہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو خطاب فرمایا ہے۔ اے مومنو! روزے تم پر بھی فرض کیے گئے ہیں، اسی طرح پہلے جتنے انبیاء تھے ان کے ماننے والے بھی روزے رکھا کرتے تھے۔ یہاں معلوم ہوتا ہے کہ تمام دعوتوں میں جس طرح اخلاق اور ایمان کی دعوت یکساں طور پر تھی۔ اسی طرح کچھ خاص خاص عبادتیں بھی تمام رسولوں کی شریعت میں ایک ہی جیسی تھیں، جیسے یہاں روزے کا حکم۔

روزہ تقویٰ پیدا کرنے کے لیے ایک اہم عبادت ہے۔ روزہ سے انسان کے نفس میں پرہیز گاری پیدا ہوتی ہے۔ خدا کے حضور عاجزی اور انکساری کی صفت میں اضافہ ہوتا ہے۔ روزہ کا اصل مقصد ہی یہ ہے کہ انسان کے اندر خدا کا خوف اور نفس میں پاکیزگی پیدا ہو۔ اللہ کی مقرر کی ہوئی حدوں کی پابندی کرنا اس سے آجائے اب اپنا اپنا حال دیکھنا چاہیے۔ اگر یہ کیفیت پیدا نہیں ہورہی تو فاقے کرنے کے علاوہ کچھ حاصل نہیں۔ جسم کو جلانا اور گھلانا دینداری نہیں ہے۔ اللہ اپنے بندوں پر سختی نہیں کرتا، اسی لیے تو بیماری اور سفر میں روزہ قضا کرنے کی اجازت ہے۔ اس لیے کہ ان حالتوں میں اکثر انسان کے لیے بھوک پیاس ناقابلِ برداشت ہوتی ہے۔ اللہ نے تو روزے کا حکم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس لیے دیا ہے کہ دلوں میں تقویٰ اور نیکی پیدا ہو۔

اس آیت کے بعد جو آیتیں آ رہی ہیں ان میں روزے کے مختلف احکام اور رمضان کی اہمیت کا ذکر ہے۔ اور اس کے بعد ہی ناجائز طریقوں سے ایک دوسرے کا مال کھانے کی ممانعت کا ذکر ہے۔

اللہ سے ڈرو، جو سود باقی ہے اسے چھوڑ دو

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَذَرُوْا مَا بَقِیَ مِنَ الرِّبٰۤوا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ۝ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاِنْ تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوْسُ اَمْوَالِكُمْ لَا تَظْلِمُوْنَ وَلَا تُظْلَمُوْنَ ۝ وَاِنْ كَانَ ذُوْ عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ اِلٰى مَیْسَرَةٍ وَاَنْ تَصَدَّقُوْا خَیْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ وَاتَّقُوْا یَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِیْهِ اِلَى اللّٰهِ ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا یُظْلَمُوْنَ ۝ (البقرہ: ۲۷۸ تا ۲۸۱)

"اے ایمان لانے والو! خدا سے ڈرو اور جو کچھ سود تمہارا لوگوں پر باقی رہ گیا ہے اسے چھوڑ دو اگر واقعی تم ایمان لائے ہو لیکن اگر تم نے ایسا نہیں کیا تو جان لو اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے تمہارے خلاف اعلانِ جنگ ہے۔ اب بھی توبہ کر لو اور سود چھوڑ دو تو اصل لینے کے تم حق دار ہو۔ نہ تم ظلم کرو، نہ تم پر ظلم کیا جائے۔ تمہارا قرضدار تنگدست ہو تو ہاتھ کھلنے تک اسے مہلت دو اور جو صدقہ کر دو تو یہ تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم سمجھو۔ اس دن کی رسوائی اور مصیبت سے بچو جب کہ تم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ کی طرف واپس ہوگے وہاں ہر شخص کو اس کی کمائی ہوئی نیکی یا بدی کا پورا پورا بدلہ مل جائے گا اور کسی پر ظلم نہ ہوگا۔"

اس سے پہلے متعدد آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے انفاق فی سبیل اللہ کی طرف مسلمانوں کو توجہ دلائی ہے پھر اس کے فوراً ہی بعد سود خواری کی برائیاں بیان فرمائی ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ دونوں ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ دل کو دولت کی بندگی سے آزاد رکھنے اور اللہ کی رضا پر اپنی محبوب چیزوں کو قربان کر دینے کی جو اتنی مسلسل اور زوردار تلقین کی جا رہی تھی وہ سود خواری کا ذکر کیے بغیر مکمل نہ ہوتی۔ صدقات اور خیرات سے جہاں دلوں میں پاکیزگی، نرمی اور تقویٰ پیدا ہوتا ہے۔ سود خواری سے سود لینے والوں کے دل میں بخل، خودغرضی، بے رحمی، سخت دلی اور دولت کی ہوس جیسی ذلیل صفات پیدا ہوتی ہیں، انسانیت کے جذبات دم توڑتے ہیں اور ایک دوسرے سے چھین جھپٹ کا بازار گرم ہو جاتا ہے۔ اسی لیے تو اللہ سود کا مٹھ مار دیتا ہے۔ اور صدقات کو پروان چڑھاتا ہے۔ بظاہر تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سود لینے سے عیش و آرام کے ذرایع بڑھتے ہیں اور دولت خوب اکٹھی ہوتی ہے، اور خیرات نکالتے وقت محسوس ہوتا ہے کہ زندگی کی نعمتیں سمٹ رہی ہیں مگر حقیقت میں یہ بڑا دھوکا ہے۔ اگر ذرا غور کیا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ آخرت میں سود سے جمع کی ہوئی دولت تو وبال جان ہوگی ہی لیکن دنیا میں بھی یہ دولت کچھ فائدہ نہیں پہنچاتی۔ وہ لوگ جو سود لیتے اور دیتے ہوں ان کی دولت سمٹ کر بس کچھ لوگوں کے قبضے میں آجاتی ہے۔ معاشرہ پریشان اور بدحال ہو جاتا ہے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ آخر ایک دن

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سوسائٹی تباہی کا شکار ہو جاتی ہے اور پھر اس تباہی سے وہ لوگ بھی نہیں بچتے جن کے پاس سرمایہ اکٹھا ہوتا ہے۔

اب ذرا صدقات کو دیکھیے۔ آخرت میں تو ان کا پروان چڑھنا ضروری ہے ہی اور یہ بھی حقیقت ہے کہ راہِ خدا میں دیا ہوا مال سات گنا کر کے دیا جائے گا لیکن دنیا میں بھی اس کے نتائج بہترین اور اس کی برکتیں بہت زیادہ ہوتی ہیں۔ ذرا تصور تو کیجیے ایسے معاشرے کا جہاں لوگ پابندی سے زکوٰۃ اور صدقات دیتے ہوں اپنے پریشان حال بھائیوں کا خیال رکھتے ہوں تو وہاں آپ دیکھیں گے کہ دولت کسی ایک جگہ اور کسی ایک طبقہ تک محدود نہیں ہے بلکہ سارے معاشرے میں بٹی ہوئی ہے، کوئی پریشان حال نہیں، ہر ایک کی ضرورتیں پوری ہو رہی ہیں اور پھر ساتھ ہی ہر ایک کا دل خوش اور مطمئن ہے دولت کی کمی اور زیادتی سے آپس میں حسد، نفرت اور غصے کے جو جذبات پیدا ہوتے ہیں معاشرہ ان سے بھی پاک ہے، سب بھائی بھائی ہیں، ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں، ایک دوسرے کی ضروریات کا خیال رکھتے ہیں۔

آخرت کے ساتھ ساتھ دنیا میں بھی سود ایک لعنت ہے، اللہ تعالیٰ نے سود اور صدقات دونوں کا مقابلہ کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ وہ شخص انتہائی ناشکرا اور اپنے رب کا انتہائی نافرمان ہے جو خدا کی دی ہوئی دولت کو اپنی ضرورت سے زیادہ سمیٹ کر رکھے اور دوسرے مجبور و محتاج لوگوں سے بھی چھین لینے کی فکر میں رہے۔ اللہ کو تو وہ لوگ پسند ہیں جو نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیں وہی آخرت میں اجر پائیں گے۔

سود خواری کی تمام برائیاں بیان کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ مومنوں سے فرماتا ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ اے ایمان لانے والو! اگر تم واقعی ایمان لائے ہو، یعنی صرف زبان سے نہیں بلکہ دل سے تم نے ایمان قبول کیا ہے تو تم تقویٰ اختیار کرو۔ اگر اب تک سود لیتے رہے ہو تو جو کچھ باقی رہ گیا ہے اسے چھوڑ دو ـــــ مومنوں کی شان یہی ہوتی ہے کہ جس وقت جو حکم ملے وہ اپنا سر اطاعت جھکا دیں۔ اسی لیے تو اللہ نے فرمایا کہ اگر تم واقعی مومن ہو تو ایسا کرو۔ مطلب یہ کہ ویسے تو تمہارا شمار مومنوں ہی میں ہوتا ہے لیکن اگر تم حکم ملتے ہی سود خواری کو چھوڑ دو گے، جو کچھ باقی رہ گیا ہے اسے بھی نہ لو گے تب تم سچے مومن کہلانے کے مستحق ہو۔ اس حکم کے دینے کے بعد فوراً یہ دھمکی دی گئی کہ اگر تم نے ایسا نہ کیا تو یاد رکھو کہ اللہ اور اس کے رسولؐ کی طرف سے تمہارے خلاف جنگ کا اعلان ہے۔ قرآن کی اس آیت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ سود خواری مومن کے لیے کسی صورت میں جائز ہی نہیں ہے۔ اس سے یہ بات واضح ہو گئی کہ ہر سود خوار اسلام کا دشمن اور اسلامی معاشرے سے خارج ہے بلکہ ایمان سے بے بہرہ ہے۔ آخرت میں وہ جہنمیوں کے ساتھ ہوگا اور اگر اسلامی حکومت ہے تو قانونی طور پر اسے سزا دی جائے گی اور اسی آیت کو سامنے رکھ کر کچھ لوگوں کی رائے یہ ہے کہ جو شخص اسلامی حکومت میں رہ کر سود کھائے اسے توبہ پر مجبور کیا جائے اور اگر توبہ نہ کرے تو اسے قتل کر دیا جائے۔

اب کہا جا رہا ہے کہ اگر تم توبہ کر لو یعنی سود خواری کا جو کاروبار تم پھیلائے بیٹھے تھے اسے ختم کر دو تو تم اپنی اصل رقم بغیر سود کے واپس لے سکتے ہو۔ یہ تمہارا حق ہے اور حق کے بارے میں ہدایت یہ ہے کہ نہ تم کسی کا حق مارو اور نہ تمہارا حق مارا جائے۔ لیکن اگر تمہارا قرضدار تنگ دست ہے یعنی وہ تمہارا قرضہ ادا نہیں کر سکتا تو اس پر ظلم نہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرو۔ بلکہ اسے مہلت دو۔ لیکن اگر تم سمجھو تو یہ بات زیادہ اچھی ہے کہ تم اپنی اصل رقم بھی اسے صدقہ کر دو۔ یہاں یہ مطلب ہے کہ اگر کوئی شخص تم سے قرض لے اور ادا نہ کر سکتا ہو تو تم اسے مہلت دو۔ اسلامی حکومت میں اس آیت کو سامنے رکھ کر یہ حکم دیا جائے گا کہ قرض خواہ قرضدار کو مہلت دیں اور اگر وہ زیادہ تنگ دست یا مجبور ہو تو اس کا آدھا قرض یا پورا قرض معاف بھی کرایا جا سکتا ہے۔ اور یہ کام اللہ کے نزدیک پسندیدہ ہے۔

اس آیت میں معاشرے کے باہمی تعلقات بہتر بنانے کے کیسے اچھے احکام ہیں۔ ایک دوسرے کے لیے رحم دلی ہو، کسی کی مجبوری کو سمجھا جائے۔ اگر کوئی قرض ادا نہیں کر سکتا تو سود تو درکنار قرض بھی معاف کر دیا جائے گا۔ اور ایسا وہی کر سکتا ہے جسے اس دن کی رسوائی اور مصیبت سے بچنا ہو جب اللہ کی طرف لوٹنا ہے جہاں ہر شخص کو اس کی کی ہوئی نیکی یا بدی کا پورا پورا بدلہ مل جائے گا اور وہاں کسی پر ظلم نہ ہو گا۔ جو یہاں خدا کی خوشنودی کے لیے جان و مال کی نذریں پیش کر رہا ہے اس کی ذرہ برابر حق تلفی نہ ہو گی۔ وہ اس اجر سے محروم نہ رہے گا اور نہ کسی بدکار پر ہی یہ زیادتی ہو گی کہ اس کے گناہوں سے زیادہ سزا دی جائے، وہ تو عدل و انصاف کا دن ہے۔

کسی کو قرض دو تو لکھ لیا کرو

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓاْ إِذَا تَدَايَنتُم بِدَيۡنٍ إِلَىٰٓ أَجَلٖ مُّسَمّٗى فَٱكۡتُبُوهُۚ وَلۡيَكۡتُب بَّيۡنَكُمۡ كَاتِبُۢ بِٱلۡعَدۡلِۚ وَلَا يَأۡبَ كَاتِبٌ أَن

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يَكْتُبَ كَمَا عَلَّمَهُ اللّٰهُ فَلْيَكْتُبْ وَلْيُمْلِلِ الَّذِي عَلَيْهِ الْحَقُّ وَلْيَتَّقِ اللّٰهَ رَبَّهُ وَلَا يَبْخَسْ مِنْهُ شَيْئًا ۚ فَإِنْ كَانَ الَّذِي عَلَيْهِ الْحَقُّ سَفِيهًا أَوْ ضَعِيفًا أَوْ لَا يَسْتَطِيعُ أَنْ يُمِلَّ هُوَ فَلْيُمْلِلْ وَلِيُّهُ بِالْعَدْلِ ۚ وَاسْتَشْهِدُوا شَهِيدَيْنِ مِنْ رِجَالِكُمْ ۖ فَإِنْ لَمْ يَكُونَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَامْرَأَتَانِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَاءِ أَنْ تَضِلَّ إِحْدَاهُمَا فَتُذَكِّرَ إِحْدَاهُمَا الْأُخْرَىٰ ۚ وَلَا يَأْبَ الشُّهَدَاءُ إِذَا مَا دُعُوا ۚ وَلَا تَسْأَمُوا أَنْ تَكْتُبُوهُ صَغِيرًا أَوْ كَبِيرًا إِلَىٰ أَجَلِهِ ۚ ذَٰلِكُمْ أَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ وَأَقْوَمُ لِلشَّهَادَةِ وَأَدْنَىٰ أَلَّا تَرْتَابُوا ۖ إِلَّا أَنْ تَكُونَ تِجَارَةً حَاضِرَةً تُدِيرُونَهَا بَيْنَكُمْ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَلَّا تَكْتُبُوهَا ۗ وَأَشْهِدُوا إِذَا تَبَايَعْتُمْ ۚ وَلَا يُضَارَّ كَاتِبٌ وَلَا شَهِيدٌ ۚ وَإِنْ تَفْعَلُوا فَإِنَّهُ فُسُوقٌ بِكُمْ ۗ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۖ وَيُعَلِّمُكُمُ اللّٰهُ ۗ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ۝ (البقرہ ۲۸۲)

"اے ایمان لانے والو! جب کسی مقررہ مدت کے لیے تم آپس میں قرض کا لین دین کرو تو اُسے لکھ لیا کرو فریقین کے درمیان انصاف کے ساتھ ایک شخص دستاویز لکھ لے جیسے اللہ نے لکھنے پڑھنے کی صلاحیت بخشی ہو اسے لکھنے سے انکار نہ کرنا چاہیے۔ وہ لکھے اور املا وہ شخص کرائے جس پر حق آتا ہے (یعنی قرض لینے والا) اور اسے اپنے رب سے ڈرنا چاہیے کہ جو معاملہ طے ہوا ہو اس میں کوئی کمی بیشی نہ کرے۔ لیکن اگر قرض لینے والا خود نادان یا کمزور ہو یا املا نہ کرا سکتا ہو تو اس کا ولی انصاف

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے ساتھ املا کرائے پھر اپنے مَردوں میں سے دو آدمیوں کی اس پر گواہی کرا لو اور اگر دو مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں تاکہ ایک بھول جائے تو دوسری اسے یاد دلا دے یہ گواہ ایسے لوگوں میں سے ہونے چاہئیں، جن کی گواہی تمہارے درمیان مقبول ہو۔ گواہوں کو جب گواہ بننے کے لیے کہا جائے تو انکار نہ کرنا چاہیے۔ معاملہ خواہ چھوٹا ہو یا بڑا میعاد کی تعیین کے ساتھ اس کی دستاویز لکھوا لینے میں سُستی نہ کرو اللہ کے نزدیک یہ طریقہ تمہارے لیے زیادہ مبنی بر انصاف ہے اس سے شہادت قائم ہونے میں زیادہ سہولت ہوتی ہے اور تمہارے شکوک و شبہات میں مبتلا ہونے کا امکان کم رہ جاتا ہے ہاں جو تجارتی لین دین دست بدست تم لوگ آپس میں کرتے ہو اس کو نہ لکھا جائے تو کوئی ہرج نہیں۔ مگر تجارتی معاملے طے کرتے وقت گواہ کر لیا کرو۔ کاتب اور گواہ کو ستایا نہ جائے۔ ایسا کرو گے تو گناہ کا ارتکاب کرو گے۔ اللہ کے غضب سے بچو وہ تم کو صحیح طریقِ عمل کی تعلیم دیتا ہے اور اسے ہر چیز کا علم ہے۔"

سُود کی بحث کے بعد اب قرض کے لین دین کے سلسلے میں بحث کی جا رہی ہے۔ جب سُود کا لین منع فرما دیا گیا تو اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ لوگ کیا کریں؟ قرض پر روپے لینے اور اُدھار کچھ خریدنے کی ضرورت تو رہتی ہی ہے، یہ معاشرے کی اہم ضرورت ہے، اس کے بغیر لوگ اپنی ضروریات کیسے پوری کر سکتے ہیں، سُود نہ ہو تو پھر لین دین کیسے ہو؟ اگر سود کو حرام قرار دیا گیا تو پھر اس کی جگہ کون سا نظام رائج ہو اسی سوال کا جواب پچھلی آیت میں دیا گیا۔ اور اس آیت میں بھی دیا جا رہا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پچھلی آیت میں تو یہ بتایا گیا کہ اسلامی نظامِ حیات کے لیے ضروری ہے کہ معاشرہ میں ہمدردی اور ایثار پیدا ہو، سود تو درکنار لوگ اپنا اصل حق بھی دوسروں کی مجبوریوں کا خیال کرتے ہوئے چھوڑ دیں۔ اس لیے کہ اسلام تو خودغرضی سے پاک اور ہمدردی اور ایثار کی صفات سے آراستہ ذہن بناتا ہے، وہ کہتا ہے کہ اپنے قرضداروں کو آسانی دو، ہو سکے تو قرض معاف کر دو، تاکہ آپس میں بھائی چارہ اور ہمدردی کے جذبات پروان چڑھیں۔ یہ اس نظام کا اخلاقی پہلو تھا۔ اب قانونی طور پر وہ کہتا ہے کہ جب تم کسی مقررہ مدت کے لیے قرض کا معاملہ کرو تو لکھ لیا کرو۔ یعنی قرض لینے والا یہ طے کر دے کہ کب تک قرض واپس کرے گا اور یہ بات لکھ بھی لینا چاہیے۔ عام طور سے یہ بات اچھی نہیں سمجھی جاتی کہ قریبی عزیزوں یا بے تکلف دوستوں میں قرض کا معاملہ ہو تو باقاعدہ اسے لکھا جائے، گواہی ہو اور دینے کا وقت پہلے طے کر دیا جائے۔ اگر کوئی ایسا کرے تو اسے بے اعتمادی کی دلیل اور دوستی کے خلاف سمجھا جاتا ہے، لیکن اس معاملے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد یہ ہے کہ قرض اور تجارتی معاملات کو لکھ لینا چاہیے اور اس پر گواہی بھی کرا لینا چاہیے۔ ایسا کرنا معاملات کی صفائی کے لیے بہت اچھا ہے۔ عام طور سے دوستانہ اعتماد کی وجہ سے بغیر کچھ طے کیے قرض کا لین دین ہو جاتا ہے، اور ایسا کرنے کو بے تکلفی اور دوستی سمجھا جاتا ہے لیکن کبھی کبھی اس کا نتیجہ بڑا ناگوار ہوتا ہے، جتنی دوستی ہوتی ہے اس سے کہیں زیادہ دشمنی ہو جاتی ہے۔ اسی لیے اللہ کا حکم مانتے ہوئے جو لوگ معاملات کو صاف رکھتے ہیں اور بعد کے جھگڑوں سے بچنے کے لیے سارے معاملات لکھ کر گواہیاں ثبت کرا لیتے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں وہ بڑے فائدے میں رہتے ہیں۔ اس کو معیوب نہ سمجھنا چاہیے، یہ ایک اخلاقی نصیحت ہے جو اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو کی ہے۔

پھر فرمایا کہ جسے اللہ نے پڑھنا لکھنا سکھایا ہے جس پر اللہ کا یہ فضل ہے کہ اسے علم کی دولت دی گئی ہے تو اس کا اخلاقی فرض ہے کہ جب اللہ کے دوسرے بندوں کو اس کے علم کی ضرورت پڑے یعنی کسی کو قرض کا لین دین لکھوانا ہو تو وہ لکھ دے۔ اگر وہ ایسے وقت پڑھنے لکھنے سے بچے گا تو یہ اللہ تعالیٰ کی ناشکری ہو گی اور بندوں کا حق مارنے کا جرم اس کی گردن پر رہے گا۔ ایسے موقع پر اگر قرض لینے والا لکھنا نہ جانتا ہو تو وہ کسی پڑھے لکھے آدمی کو املا کرا دے! اس موقع پر قرض خواہ اور قرضدار دونوں موجود ہوں۔ یہاں جو یہ حکم دیا گیا کہ املا کرانے کا حق قرضدار کو ہے تو اس میں بھی ایک اہم بات ہے اس لیے کہ قرض لینے والا مجبور اور ضرورت مند ہوتا ہے اور قرض دینے والا بے نیاز ہوتا ہے اس موقع پر قرض دینے والے کی طرف سے ظلم اور زیادتی کا امکان ہو سکتا ہے لیکن اس کے باوجود دونوں کو خدا ترسی اور دیانتداری سے کام لینے کی ہدایت کی گئی ہے اور پھر یہی نہیں ہر ہر بات کھول کھول کر اچھی طرح سمجھائی گئی ہے۔ مثلاً اگر قرض لینے والا لین دین کی بات خود بھی نہ لکھ سکتا ہو اور بول کر کسی سے لکھوا بھی نہ سکتا ہو یعنی گونگا ہکلا ہو تو اس کے ولی کو چاہیے کہ پورے انصاف کے ساتھ لکھوا دے اور پھر اس دستاویز پر دو آدمیوں کی گواہی کرا لینا چاہیے۔ اگر دو مرد وہاں موجود نہ ہوں تو پھر ایک مرد اور دو عورتیں، یہ گواہ بھی ایسے ہونے چاہئیں جنہیں دونوں پسند کریں۔ یعنی جن کی سچائی اور ایمانداری پر دونوں کو بھروسہ ہو ایک مرد

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے بجائے دو عورتوں کی گواہی اس لیے ضروری ہے کہ اگر ایک بھول جائے تو دوسری یاد دلا دے۔ یہاں معلوم ہوا کہ کاروباری یادداشتوں کی صفت میں عام طور سے عورتیں مردوں سے کمتر ہوتی ہیں اسی وجہ سے دو عورتوں کی گواہی ہونی چاہیے۔ گواہوں کو بھی یہ ہدایت ہے کہ جب ان سے گواہی کے لیے کہا جائے تو وہ انکار نہ کریں معاملہ کی دستاویز پہ مدت ضرور مقرر ہونا چاہیے چاہے لین دین کا معاملہ چھوٹا ہو یا بڑا۔ اللہ نے اسی طریقے کو انصاف کا طریقہ کہا ہے۔ اس طرح کسی شک اور شبہ کی گنجائش نہ رہے گی۔ عام طور سے لوگ سوچتے ہیں کہ چار چھ روپے اگر کسی نے قرض لیے تو کیا ہوا، دستاویز اور گواہیوں کے جھگڑے کی کیا ضرورت ہے۔ لیکن ایسا سوچنا غلط ہے۔ یہی باتیں جنہیں معمولی سمجھا جاتا ہے کبھی کبھی خطرناک جھگڑوں اور رنجش کی صورت اختیار کر لیتی ہیں اس لیے اس موقع پر وہی کرنا چاہیے جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے، تاکہ کسی طرح کا کوئی شبہ نہ رہے اور معاملہ صاف رہے، تعلقات بھی نہ بگڑیں۔

پھر فرمایا کہ اگر قرض کے بجائے نقد سودا ہو جس کا ہاتھوں ہاتھ لین دین ہو رہا ہو یعنی اِدھر رقم دی اُدھر سودا خرید لیا۔ کسی طرح کا لینا دینا باقی نہ رہا تو یہ بات اگر نہ بھی لکھی جائے تو کوئی حرج نہیں ہے۔ جس طرح آجکل کیش میمو لکھنے کا رواج ہے جس میں ہر فروخت کی ہوئی چیز اور لی ہوئی رقم تحریر ہوتی ہے، تو یہ بہتر ہے۔ ویسے اگر نہ بھی لکھی جائے تو اس میں حرج نہیں۔ اور اور ایسے سودے کے وقت بھی اچھا ہے کہ گواہ موجود رہے تاکہ اختلاف اور جھگڑے کا جو ہلکا سا امکان رہ جاتا ہے وہ بھی نہ رہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کے بعد یہ حکم دیا جا رہا ہے کہ خبردار کسی دستاویز لکھنے والے کو یا گواہ کو اس لیے نہ ستایا جائے کہ اس نے لکھتے وقت اس کی طرفداری کیوں نہیں کی، یا کسی گواہ نے ایسی سچی شہادت کیوں دی جس کی وجہ سے معاملہ اس کی خواہش کے مطابق نہ ہو سکا، یہ بھی گناہ ہے کہ کوئی خود جھوٹ اور بددیانتی سے کام لے اور یہ بھی گناہ ہے کہ دوسروں سے ایسا کرنے کی خواہش رکھے۔ یہاں اس گناہ سے مومنوں کو روکا گیا ہے اور یہ ہدایت کی گئی ہے کہ وہ اللہ سے ڈرتے رہیں۔ کیونکہ جب وہ اللہ کا تقویٰ اختیار کریں گے تو گناہوں سے باز رہیں گے۔ سچ ہے اللہ تو اپنے بندوں کو صحیح اور ٹھیک طریقے کی طرف رہنمائی کرتا ہے اور اسے ہر چیز کی خبر ہے۔

وہ جو ہدایتیں بھی دے رہا ہے تمہاری بھلائی کے لیے دے رہا ہے اگر تم ہدایت حاصل کرو گے تو کامیاب ہو گے لیکن اگر تمہیں اس کے بتائے ہوئے طریقوں پر عمل کرنا مشکل معلوم ہو رہا ہے تو یہ تمہاری جہالت ہے اور تم اس طرح اپنی دنیا و آخرت کو خود تباہ کر رہے ہو۔

سود مت کھاؤ

يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوا الرِّبٰوٓا اَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً ۖ وَّاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ وَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْٓ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ ۝ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝ (آل عمران: ۱۳۰ تا ۱۳۲)

"اے ایمان لانے والو! یہ بڑھتا چڑھتا سود نہ کھاؤ اور اللہ سے ڈرو امید ہے کہ فلاح پاؤ گے اور اس آگ سے بچو جو کافروں کے لیے تیار کی گئی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ اللہ اور رسولؐ کی اطاعت کرو امید ہے تم پر رحم کیا جائے گا۔

سود خواری کی مخالفت میں یہ حکم بہت واضح ہے یہاں سود کو صاف الفاظ میں حرام ٹھہرایا گیا ہے۔ سود خواری ایک ایسا زہر ہے جس سے معاشرے میں بہت سی بیماریاں اور اخلاقی مرض پیدا ہوتے ہیں۔ سود لینے والوں میں حرص، لالچ، کنجوسی، خود غرضی پیدا ہوتی ہے۔ اور دینے والوں میں نفرت، غصہ اور بغض وحسد پیدا ہوتا ہے یہ سب خرابیاں اسلامی معاشرے کے لیے موجب ہلاکت ہیں۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے مومنوں سے فرمایا کہ یہ بڑھتا چڑھتا سود کھانا چھوڑ دو اس لیے کہ اس سے دولت کی محبت اور لالچ پیدا ہوتا ہے اور اخلاق گرتے جاتے ہیں۔ سود خواری سے تو انسان ہر وقت اپنی دولت کے بڑھنے چڑھنے کا حساب لگاتا رہتا ہے، اور دولت کی یہ ہوس اتنی بڑھتی ہے کہ پھر وہ اخلاق اور کردار کی طرف سے غافل ہو جاتا ہے، خدا کو بھول جاتا ہے اور اسے بڑی سے بڑی برائی کرنے میں بھی کوئی ہچکچاہٹ نہیں ہوتی۔

ارشاد فرمایا گیا اللہ سے ڈرو۔ ظاہر ہے جس کے دل میں اللہ کا ڈر ہو، اس کے حاضر و ناظر ہونے کا یقین ہو تو وہ اس طرح کے برے اعمال کر ہی نہیں سکتا، اسی لیے قرآن پاک میں جگہ جگہ اللہ سے ڈرتے رہنے اور تقویٰ اختیار کرنے کی ہدایت دی جاتی ہے کیونکہ اس کے بعد انسان ہر برائی سے بچ سکتا ہے اور جس کے دل میں اللہ کا تقویٰ ہو اسی سے یہ امید کی جا سکتی ہے کہ وہ آخرت میں کامیاب ہو سکے گا۔ اور اللہ کی رحمت اور اس کے اجر کا مستحق ہو سکے گا۔

اب تنبیہ کی جا رہی ہے کہ اس آگ سے بچو جو کافروں کے لیے تیار کی گئی ہے یعنی احکام اور ہدایتوں کی خلاف ورزی کرنا تو کافروں کا طریقہ ہے، کہیں ایسا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہ ہو کہ جہنم میں تم ان کے ساتھ ہو۔ جو جو عذاب ان کے لیے تیار ہوئے ہیں اس میں تم بھی شریک ہو جاؤ۔ یقیناً یہ ایک تباہی ہے۔ اگر تم اس سے بچنا چاہتے ہو تو پھر تم اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے رہو، جو احکام اور ہدایتیں تمہیں ملی ہیں ان پر عمل کرتے رہو تو اس بات کی توقع ہے کہ تم پر رحم کیا جائے اور تم جہنمیوں جیسا انجام بھگتنے سے محفوظ رہو۔

نشے کی حالت میں نماز نہ پڑھو

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ وَأَنْتُمْ سُكَارَىٰ حَتَّىٰ تَعْلَمُوا مَا تَقُولُونَ وَلَا جُنُبًا إِلَّا عَابِرِي سَبِيلٍ حَتَّىٰ تَغْتَسِلُوا وَإِنْ كُنْتُمْ مَرْضَىٰ أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ أَوْ جَاءَ أَحَدٌ مِنْكُمْ مِنَ الْغَائِطِ أَوْ لَامَسْتُمُ النِّسَاءَ فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوا بِوُجُوهِكُمْ وَأَيْدِيكُمْ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَفُوًّا غَفُورًا ۝ (النساء: ۴۳)

"اے ایمان لانے والو! جب تم نشے کی حالت میں ہو تو نماز کے قریب نہ جاؤ۔ (نماز اس وقت پڑھنی چاہیے) جب تمہیں خبر ہو کہ کیا کہہ رہے ہو، اور اسی طرح جنابت کی حالت میں بھی نماز کے قریب نہ جاؤ جب تک غسل نہ کر لو الا یہ کہ راستہ سے گزرتے ہو۔ اور اگر کبھی ایسا ہو کہ تم بیمار ہو یا سفر میں ہو یا تم میں سے کوئی رفع حاجت کے بعد آئے یا تم نے عورتوں کو چھوا ہو اور پھر پانی نہ ملے تو پاک مٹی سے تیمم کر لو اس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے اپنے چہروں اور ہاتھوں پر مسح کر و بے شک اللہ نرمی سے کام لینے والا
اور بخشش فرمانے والا ہے "

اس آیت میں مومنوں کو کئی احکام دیئے گئے ہیں۔ پہلا حکم تو یہ ہے کہ نشے کی حالت میں نماز نہ پڑھو۔ اس حکم سے شراب سے پرہیز کی بھی ہدایت مل رہی ہے۔ نشہ کی حالت میں نماز پڑھنے سے اس لیے روکا گیا ہے کہ پڑھنے والے کو یہی معلوم نہیں ہوتا کہ وہ کیا پڑھ رہا ہے، اس بے خبری میں تو وہ کچھ کا کچھ بھی پڑھ سکتا ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نماز اسی وقت پڑھنا چاہیے جب انسان جو کچھ کہے اسے سمجھ کر کہے، اسے یہ پتہ ہو کہ وہ کیا کہہ رہا ہے۔ اسی لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نیند کی حالت میں بھی نماز پڑھنے سے روکا ہے۔ نماز میں آدمی کو اتنا ہوش رہنا چاہیے کہ وہ یہ جانے کہ زبان سے کیا کہہ رہا ہے۔

دوسرا حکم یہ ہے کہ جنابت کی حالت میں بھی نماز کے قریب نہ جانا چاہیے یہ ناپاکی ہے، جب تک غسل نہ کیا جائے اس حالت میں نماز نہ پڑھنا چاہیے۔ ہاں اگر ایسا ہو کہ راستے سے گزرتے ہوئے یہ مشکل پیش آجائے کہ پانی نہ مل سکتا ہو تو اس میں رعایت ہے۔ یہ تو تھا غسل کا حکم۔ اب وضو کے بارے میں فرمایا جا رہا ہے اگر تم ایسے بیمار ہو کہ وضو کرنا نقصان دہ ہو، یا تم سفر میں ہو جہاں پانی نہ مل سکے اور وہاں تم میں سے کوئی رفعِ حاجت کر کے آئے یا تم نے عورتوں سے قربت کی ہو۔ ان صورتوں میں اگر پانی نہ مل سکے تو پاک مٹی سے تیمم کر سکتے ہو۔ اور تیمم کی صورت یہ ہے کہ تم پاک مٹی سے اپنے چہرے اور ہاتھوں پر مسح کر لو۔ اللہ تو نرمی کرنے والا اور مہربان ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس ہدایت کی تفصیل یہ ہے کہ اگر آدمی بے وضو ہے یا اسے غسل کی ضرورت ہے اور پانی نہیں ملتا تو وہ تیمم کر کے نماز پڑھ سکتا ہے۔ اگر بیمار ہے اور غسل اور وضو سے نقصان کا ڈر ہے تو پھر پانی ہونے کے باوجود بھی تیمم کیا جا سکتا ہے۔

بعض لوگ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ مٹی پر ہاتھ مار کر چہرے اور ہاتھوں پر پھیر لینے سے طہارت کس طرح حاصل ہو سکتی ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ اگر انسان پانی کا استعمال نہ کر سکتا ہو تو پاکیزگی کا احساس پیدا کرانے کے لیے یہ ایک بہترین تدبیر ہے۔

بندشوں کی پابندی کرو

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَوْفُوا بِالْعُقُودِ ۚ أُحِلَّتْ لَكُم بَهِيمَةُ الْأَنْعَامِ إِلَّا مَا يُتْلَىٰ عَلَيْكُمْ غَيْرَ مُحِلِّي الصَّيْدِ وَأَنتُمْ حُرُمٌ ۗ إِنَّ اللَّهَ يَحْكُمُ مَا يُرِيدُ ۝ (المائدہ: ۱)

"اے ایمان لانے والو! بندشوں کو پورا کرو، تمہارے لیے چوپایوں کی قسم کے سب جانور حلال کر دیے گئے سوائے ان کے جو آگے تمہیں بتائے جائیں گے۔ لیکن احرام کی حالت میں شکار حلال نہیں ہے۔ بے شک اللہ وہی حکم دیتا ہے جو چاہتا ہے۔"

سورۂ مائدہ کی یہ سب سے پہلی آیت ہے۔ اس سورہ میں اللہ تعالیٰ نے بہت سی حدود اور قیود بیان فرمائی ہیں جو خدا کی شریعت میں مسلمانوں پر عائد کی گئی ہیں۔ اس لیے سب سے پہلی ہدایت یہی ہے کہ تم ان تمام بندشوں کو پورا کرو جو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آگے بیان کی جارہی ہیں۔

سب سے پہلا حکم یہ دیا گیا کہ تمہارے لیے انعام یعنی مویشی حلال کیے گئے۔ اَنعام کا لفظ عربی میں اونٹ، گائے، بھیڑ اور بکری کے لیے بولا جاتا ہے۔ تو گویا یہ تمام مویشی حلال ہیں ان کا ذبیحہ کر سکتے ہیں لیکن کچھ چوپائے جانور ایسے بھی ہیں جو حلال نہیں ہیں۔ ان کا بیان آگے کی آیتوں میں ہے۔ ساتھ ہی یہ بھی فرمایا گیا کہ تمہارے لیے یہ چیزیں حلال تو ہیں لیکن احرام کی حالت میں ان کا شکار بھی جائز نہیں ہے۔ احرام اس سادہ اور فقیرانہ لباس کو کہتے ہیں جو کعبہ کی زیارت کے وقت پہنا جاتا ہے۔ اس لباس کو احرام اس لیے کہا جاتا ہے کہ اس کے پہننے کے بعد بہت سی وہ چیزیں بھی حرام ہو جاتی ہیں جو عام حالات میں حلال ہیں۔ ان ہی پابندیوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ کسی جاندار کو ہلاک نہ کیا جائے، نہ تو شکار کیا جائے اور نہ کسی کو شکار کا پتہ بتایا جائے۔

اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ اے ایمان والو! ایمان لا کر تم نے جو ذمہ داری اُٹھائی ہے، اللہ سے جو عہد و پیمان کیا ہے اسے پورا کرتے رہو۔ ایمان لانے کا مطلب یہی تو ہے کہ مومن اسلام کے تمام حلال و حرام کو قبول کرنے کا وعدہ کرتا ہے۔ کلمہ پڑھتے ہی یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ بندہ اپنے رب سے یہ عہد کر رہا ہے کہ جو چیزیں میرے لیے حلال کی گئی ہیں انہیں حلال سمجھوں گا۔ جب وہ یہ کہتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، تو یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ آج سے اسے عبادت صرف اللہ کی کرنی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا جو بھی حکم ہو گا وہ اسے بجا لائے گا۔ اب خدائی اللہ کی ہے، قانون اللہ کا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حکم اسی کا ماننا ہوگا۔ ایک دو باتوں میں نہیں بلکہ زندگی کے سارے معاملات میں اسی کی فرمانبرداری کی جائے گی۔

پھر فرمایا کہ بے شک اللہ جو چاہتا ہے حکم دیتا ہے، وہ ہر چیز پر قادر ہے اور اسے ہر بات پر اختیار ہے، اور مومن وہ ہے جو اُس کے ہر حکم پر یہ سمجھ کر سر جھکاتا رہے کہ یہ اس کے مالک کا حکم ہے، جو چیز حرام کر دی گئی وہ اس لیے حرام ہے کہ اس کے مالک نے حرام کی ہے، خدا ساری چیزوں کا مالک ہے، ساری دنیا اسی کی ہے، اب اس میں سے جس چیز کو وہ چاہے حلال کر دے اور جس چیز کو چاہے حرام کر دے۔ جس کام کو چاہے جائز ٹھہرا دے اور جس کو چاہے ناجائز ٹھہرا دے۔ بندے کا کام یہ ہے کہ وہ اس کے ہر حکم پر سر اطاعت جھکاتا رہے۔

خدا پرستی کی نشانیوں کی بے حرمتی نہ کرو

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُحِلُّوا شَعَائِرَ اللَّهِ وَلَا الشَّهْرَ الْحَرَامَ وَلَا الْهَدْيَ وَلَا الْقَلَائِدَ وَلَا آمِّينَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِنْ رَبِّهِمْ وَرِضْوَانًا ۚ وَإِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوا ۚ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ أَنْ صَدُّوكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ أَنْ تَعْتَدُوا ۘ وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ ۖ وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ ۖ إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ ۝ (المائدہ: ۲)

"اے ایمان لانے والو! اللہ کی نشانیوں کی بے حرمتی نہ کرو، نہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حرام مہینوں کی، نہ قربانیوں کی، نہ ان لوگوں کی جو اپنے رب کے فضل اور اس کی خوشنودی کی تلاش میں مکانِ محترم (کعبہ) کی طرف جا رہے ہوں۔ ہاں جب احرام کی حالت ختم ہو جائے تو تم شکار کر سکتے ہو۔ اور دیکھو ایک گروہ نے جو تمہارے لیے مسجدِ حرام کا راستہ بند کر دیا ہے تو اس پر تمہارا غصہ تمہیں اتنا نہ بھڑکا دے کہ تم بھی ان کے مقابلے میں بے جا زیادتی کرنے لگو، جو کام نیکی کے ہیں ان میں سب سے تعاون کرو اور گناہ کے کاموں میں کسی سے تعاون نہ کرو۔ اللہ سے ڈرو اس کی سزا بہت سخت ہے۔"

ہر وہ چیز جس سے کسی مذہب، عقیدے یا نظام کا انداز و اطوار سوچنے سمجھنے کا طرز اور عمل کا طریقہ ظاہر ہوتا ہے وہ اس کا شعار کہلاتی ہے کیونکہ وہ اس کی علامت اور نشانی کا کام دیتی ہے جس طرح سرکاری جھنڈے، فوج اور پولیس کے یونیفارم، سکے اور نوٹ حکومتوں کے شعار ہیں۔ گرجا، قربان گاہ اور صلیب عیسائیوں کے شعار ہیں۔ چوٹی، زنار اور مندر برہمنوں کے شعار ہیں۔ اسی طرح اور بہت سے شعار جو اپنے پیروؤں کے لیے مخصوص ہوتے ہیں اور پھر پیروؤں کا فرض یہ ہوتا ہے کہ وہ ان شعائر کا احترام کریں۔ اگر کوئی شخص کسی نظام میں رہتے ہوئے اس کے شعائر کی توہین کرتا ہے تو سمجھا جاتا ہے کہ وہ باغی ہے اسی لیے مومنوں کو بڑی تاکید سے یہ حکم دیا جا رہا ہے کہ وہ اللہ پر ایمان لائے ہیں اس لیے "شعائر اللہ" کا بھی احترام کریں۔

"شعائر اللہ" سے مراد وہ تمام علامتیں اور نشانیاں ہیں جو شرک اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کفر سے ہٹ کر خدا پرستی کے لیے خاص ہیں۔ یہ خدا پرستی کی علامتیں جہاں کہیں بھی اور کسی بھی مذہب میں پائی جائیں قابلِ احترام ہیں۔ کوئی شخص چاہے وہ غیر مسلم ہی کیوں نہ ہو، اگر اس کے عقیدے اور عمل میں کوئی چھوٹی سی بات بھی ایسی ہے جو خدا کی عبادت اور اس کی بندگی میں داخل ہو تو وہ اس چھوٹی سی بات کے لحاظ سے مسلم ہی ہے۔ مسلمانوں کو چاہیے اس کی اس بات سے موافقت کریں۔ اگر خدا پرستی کی کوئی بھی علامت اس کے مذہب میں ہے تو اس حد تک اس بات سے اختلاف نہ کریں۔ مخالفت اس بات کی نہیں ہوتی کہ وہ خدا کی عبادت کیوں کر رہا ہے، بلکہ اصل اس بات کی ہوتی ہے کہ وہ خدا کی بندگی کے ساتھ دوسروں کی بندگی کو کیوں شریک کر رہا ہے۔

یہ بات سامنے رکھنا چاہیے کہ شعائراللہ کے احترام کا یہ حکم اس زمانے میں دیا گیا تھا جب مسلمانوں اور مشرکینِ عرب کے درمیان جنگ تھی، عرب کے ہر حصے سے مشرکین حج وزیارت کے لیے کعبہ کی طرف جاتے اور ساتھ ہی خدا کے دربار میں نذرانہ دینے کے لیے اپنے ساتھ جانور لے جاتے۔ ان میں سے بہت سے قبیلے ان راستوں سے گذرتے تھے جو مسلمانوں کے قبضے میں تھے۔ مشرکین سے دشمنی تو چل ہی رہی تھی اس لیے یہاں اس بات کا خطرہ تھا کہ کہیں مسلمان ان لوگوں کو نہ ستائیں اس لیے فوراً یہ ہدایت نازل کی گئی۔ مشرکوں کا حج وزیارت کے لیے کعبہ جانا اور وہاں قربانی کرنا اسلام کی تعلیم کے موافق تھا۔ اس لیے مسلمانوں کو حکم دیا گیا کہ وہ ان لوگوں کے ان کاموں کو اچھی نظر سے دیکھیں، ان کی موافقت کریں اور جب یہ حج کو جا رہے ہوں تو انہیں نہ چھیڑیں۔ اسی لیے حج کے مہینوں میں ان پر حملہ کرنے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے بھی روک دیا گیا۔ ذی قعدہ، ذی الحجہ، محرم اور رجب چاروں محترم مہینے قرار دیئے گئے، کیونکہ ان مہینوں کا تعلق حج اور عمرہ سے ہے۔ ان محترم مہینوں کی بے حرمتی سے منع فرما دیا گیا۔ اگر کوئی ان دنوں میں لڑائی جھگڑا کرے تو اس کے معنیٰ یہ ہوئے کہ اس نے ان حرام مہینوں کو اپنے لیے جائز کر لیا اور ان کی بے حرمتی کی۔

اب آگے تمام احکام شعائر کے متعلق دیئے جا رہے ہیں، اللہ تعالیٰ نے شعائر میں سے کچھ کے نام بھی گنا دیئے ہیں۔ یہاں اس طرح بیان کرنے کا مطلب یہی تھا کہ حالات خراب تھے، دلوں میں دشمنی بھری ہوئی تھی۔ یہ اندیشہ پیدا ہو گیا تھا کہ کہیں مسلمان جنگ کے جوش میں آ کر اللہ کے شعائر کی توہین نہ کر ڈالیں، اسی لیے فوراً یہ ہدایت دی گئی۔

سب سے پہلے تو محترم مہینوں کی بے حرمتی کرنے سے روکا گیا۔ ان مہینوں میں لڑائی جھگڑا حرام قرار دیا گیا تاکہ کہیں ایسا نہ ہو کہ اس کی لپیٹ میں کوئی ایسا شخص آ جائے جو حج یا قربانی کے ارادے سے جا رہا ہو۔

پھر فرمایا گیا کہ ہدی بھی شعائر اللہ میں سے ہیں اور قابلِ احترام ہیں۔ ہدی قربانی کے ان جانوروں کو کہتے ہیں جو ہدیہ کے طور پر خدا کے حضور پیش کرنے کے لیے کعبہ لے جائے جاتے ہیں۔ ساتھ ہی قلائد کا لفظ بھی فرمایا گیا۔ قلائد قلادہ کی جمع ہے جس کے معنیٰ ہیں پٹہ۔ قربانی کے جانوروں کو مخصوص کرنے کے لیے ان کے گلے میں پٹہ ڈال دیا جاتا تھا۔ اس لیے یہ حکم دیا گیا کہ پٹے والے تمام جانور شعائر اللہ میں سے ہیں اور احترام کے قابل ہیں۔ یعنی یہ تو اللہ کے راستے میں قربان کرنے کے لیے لے جائے جا رہے ہیں، اور یہ اسلام کے عین موافق ہے، اس لیے انہیں بھی محترم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سمجھو، ان پر حملہ کرنا شعائر اللہ کی توہین کرنا ہے۔

پھر فرمایا گیا کہ اے مومنو! تمہیں یہ حق نہیں ہے کہ تم ان لوگوں کو چھیڑو جو اپنے رب کے فضل اور اس کی خوشنودی کی تلاش میں کعبہ کی طرف جا رہے ہوں، چاہے وہ غیر مسلم ہی کیوں نہ ہوں۔ لیکن رب کے فضل کی تلاش میں گھر سے نکلنا اس کی تعلیم کے موافق ہے اور اللہ کو پسند ہے۔ اس لیے ان لوگوں کا یہ عمل شعائر اللہ میں سے ہے، ایسے لوگوں کو نقصان پہنچانا شعائر اللہ کی توہین کرنا ہے جو مسلمان کے لیے کسی طرح مناسب نہیں۔

آگے ہدایت فرمائی گئی کہ جب احرام کی حالت ختم ہو جائے تو تم شکار کر سکتے ہو۔ ابھی اس سے پہلے کی آیت میں بتایا گیا تھا کہ احرام کی حالت میں فلاں فلاں چیزیں بھی حرام ہو جاتی ہیں اور ان کا شکار جائز نہیں ہوتا۔

اسی طرح یہاں کچھ مزید شعائر اللہ بیان کرنے کے بعد فرمایا گیا کہ احرام کی حالت میں اور محترم مہینوں میں یہ سب بھی منع ہیں، لیکن ان کا تعلق صرف احرام کی حالت سے ہے۔ احرام سے باہر آجانے کے بعد یہ ممانعت باقی نہ رہے گی۔

پھر فرمایا کہ کافروں نے تمہیں کعبہ کی زیارت سے روک کر بڑی زیادتی کی ہے۔ عرب کے عام دستور کے خلاف مسلمان حج سے محروم کر دیئے گئے تھے اور اسی کا غم و غصہ مسلمانوں میں موجود تھا۔ اس لیے مسلمانوں نے سوچا کہ جو کافر قبیلے ہمارے علاقے سے گزرتے ہیں ہم ان سے بدلہ لیں گے اور انہیں حج سے روک دیں گے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرما کر انہیں ان کے ارادے سے باز رکھا اور ایسی نامناسب زیادتیاں کرنے سے روک دیا۔ اس کا شمار شعائر اللہ میں کیا تا کہ مسلمان پھر اس کا خیال تک نہ لائیں۔ اسی بات پر زور دینے کے لیے ان الفاظ سے ہدایت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گی کہ اللہ نے جس گروہ کو نیکی اور تقویٰ قائم کرنے کے لیے پیدا کیا ہے۔ اس کا کام یہ نہیں کہ وہ دوسروں کے بے جا سلوک سے غصہ میں آجائے، اور خود بھی اسی طرح کی زیادتیاں کرنے لگے۔ اگر اس نے ایسا کیا تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ اس نے گناہ اور زیادتی کے کام میں تعاون کیا۔ بُرائی اور دشمنی کو ختم کرنے کے بجائے اور زیادہ بڑھا دیا۔ مومنوں کے لیے پسندیدہ کام یہ ہے کہ اگر کوئی ان کے ساتھ نیکی کرے تو وہ ضرور اس پہ تعاون کریں، یعنی اس سے بھی زیادہ بڑھ چڑھ کر نیکی کے کام میں حصہ لیں۔ لیکن اگر کسی نے ان کے ساتھ برائی کی ہے تو پھر انہیں چاہیے کہ اس پہ تعاون نہ کریں۔ گناہ کے کاموں میں اس سے بڑھ کر ہرگز حصہ نہ لیں بلکہ اس موقع پر بھی ان کی طرف سے نیکی ہی ہونا چاہیے۔

مومنوں کے ایمانی دعویٰ کا مطلب یہی تو ہے کہ وہ شعائر اللہ کی پابندی واحترام اور اس کے تمام حکموں کی اطاعت کا وعدہ کر رہے ہیں، وہ نیکی اور تقویٰ کے علمبردار بن کر اُٹھے ہیں اس وجہ سے ان کے لیے یہ جائز ہی نہیں ہے کہ نفرت اور دشمنی کے جذبات سے متاثر ہو کر نیکی اور تقویٰ کے خلاف کچھ کر بیٹھیں۔ دوسروں کے غلط رَوَیّے سے متاثر ہو کر خود بھی اسی میں شریک ہو جانے کا مطلب یہ ہے کہ دوسروں کی پیدا کی ہوئی برائی میں ان کے ساتھ تعاون کیا جا رہا ہے اور اس برائی کو بڑھاوا دیا جا رہا ہے اگر ایسا ہوا تو پھر اہل ایمان دوسروں سے کس طرح ممتاز ہو سکیں گے۔ اہلِ ایمان کا کام تو یہ ہے کہ وہ نیکی اور تقویٰ کے کاموں میں ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر حصہ لیں، اور اگر ایسا نیک کام دشمن کے ہاتھوں بھی ہو رہا ہو تو اسے برا نہ سمجھیں، بلکہ اس کا حوصلہ بڑھائیں اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس بات پر خوشی محسوس کریں کہ دشمن ہی سہی مگر کام تو نیکی کا ہے۔ اور ظاہر ہے جس کی یہ تمنا ہو کہ دنیا میں نیکیاں پھیلیں اور برائیاں ختم ہو جائیں تو اسے اپنی تمنا پوری ہونے کی فکر رہے گی چاہے دشمن کے ہاتھوں پوری ہو یا دوست کے ہاتھوں، اس کی وہ فکر نہ کرے گا۔

سب کچھ اچھی طرح بتا دینے کے بعد اب مسلمانوں کو تنبیہ کی جا رہی ہے کہ دیکھو اگر اب بھی شعائر اللہ کی بے حرمتی کی اور مومن ہونے کے باوجود ایمان کے تقاضوں کو پورا نہ کیا تو آخرت کا عذاب بہت سخت ہے۔ اللہ سے ڈرتے رہو، اپنے انجام کی فکر کرو، اپنے آپ کو اس سخت عذاب سے بچاؤ جس سے تمہیں ڈرایا جا رہا ہے۔

وضو اور تیمم کا طریقہ

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ ۚ وَإِن كُنتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوا ۚ وَإِن كُنتُم مَّرْضَىٰ أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ أَوْ جَاءَ أَحَدٌ مِّنكُم مِّنَ الْغَائِطِ أَوْ لَامَسْتُمُ النِّسَاءَ فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوا بِوُجُوهِكُمْ وَأَيْدِيكُم مِّنْهُ ۚ مَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُم مِّنْ حَرَجٍ وَلَٰكِن يُرِيدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ۝ (المائدہ:٦)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اے ایمان لانے والو! جب تم نماز کے لیے اٹھو تو چاہیے کہ اپنے چہرے دھو لو اور ہاتھ کہنیوں تک دھو لو، سروں پر ہاتھ پھیر لو۔ اور پاؤں ٹخنوں تک دھو لیا کرو۔ اگر جنابت کی حالت میں ہو تو نہا کر پاک ہو جاؤ۔ اگر بیمار ہو یا سفر میں ہو یا تم میں سے کوئی شخص رفع حاجت کر کے آئے یا تم نے عورتوں کو ہاتھ لگایا ہو اور پانی نہ ملے تو پاک مٹی سے کام لو، اس پر ہاتھ مار کر اپنے چہرے اور ہاتھوں پر پھیر لیا کرو۔ اللہ تم پر زندگی کو تنگ نہیں کرنا چاہتا، مگر وہ یہ چاہتا ہے کہ تمہیں پاک کرے اور اپنی نعمت تم پر تمام کر دے شاید کہ تم شکر گزار بنو"

اس آیت میں بھی کئی احکام ہیں۔ سب سے پہلے یہ بتایا گیا کہ جب تم نماز پڑھنے کی تیاری کرو تو وضو کر لیا کرو، اور وضو کے طریقے اوپر بتا دیئے گئے۔ وضو کا حکم دراصل نماز کے احترام کے لیے دیا گیا ہے۔ انسان جب خدا کے حضور حاضر ہو تو اسے پاک ہو کر جانا چاہیے، نماز وہ حالت ہے جب بندہ خدا سے بہت قریب ہوتا ہے اور اس کے سامنے رکوع اور سجدہ کرتا ہے اس لیے جسم کی پاکیزگی اس کے لیے ضروری ہے، پھر ساتھ ہی نماز پڑھنے سے پہلے تمام ناپاکیوں سے پاک ہونے کے لیے نہانے کا حکم دیا اور اور اگر اس موقع پر وضو اور غسل کے لیے پانی نہ ملے تو پاک مٹی سے کام لینے کی ہدایت کی۔ اللہ کسی پر تنگی کرنا نہیں چاہتا۔ وہ تو یہ چاہتا ہے کہ تمہیں پاک کرے اور اپنی نعمت تم پر تمام کر دے یعنی انسان پر اللہ کی نعمت اسی وقت مکمل ہو سکتی ہے جب نفس اور جسم دونوں پاک ہوں، اور یہ سب ہدایتیں بتانے کا مطلب ہی یہ ہے کہ تم شکر گزار بنو۔ اس بات پر اللہ کا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شکر ادا کرو کہ تمہارے پاس اللہ کی ہدایتیں موجود ہیں تم ان پر عمل کر کے اپنی آخرت سنوار سکتے ہو۔

حلال کو حرام نہ کر لو

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُحَرِّمُوا طَيِّبَاتِ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ ۝ (المائدہ: ۸۷)

"اے ایمان لانے والو! جو پاک چیزیں اللہ نے تمہارے لیے حلال کر دی ہیں انہیں حرام نہ کر لو اور حد سے نہ بڑھو اللہ کو زیادتی کرنے والے پسند نہیں ہیں"

حلال کی ہوئی چیزوں کو حرام کر لینے کا مطلب یہ ہے کہ تم خود حلال حرام کے مختار نہ بن جاؤ۔ حلال وہی ہے جو اللہ نے حلال کیا ہے، اور حرام بھی وہی کہا جا سکتا ہے جو اللہ کی طرف سے حرام ہو۔ اگر کوئی اپنے اختیار سے کسی چیز کو حلال اور کسی کو حرام قرار دے لے تو وہ خدا کے قانون کے بجائے اپنے گھڑے ہوئے قانون پر عمل کرے گا اور پھر اسے مومن کیسے کہا جا سکتا ہے۔ اس کا دوسرا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ بعض لوگ مذہبی بننے میں حد سے اتنا بڑھ جاتے ہیں کہ دنیا کی تمام لذتوں کو چھوڑ بیٹھتے ہیں۔ ان کے نزدیک خدا کا نیک بندہ بننے کے لیے دنیا کو چھوڑنا ضروری ہوتا ہے، اور وہ یہ خیال کرتے ہیں کہ اپنے آپ کو تکلیف میں ڈالنا، اپنے نفس کو دنیوی لذتوں سے محروم کرنا اور زندگی کے سامان سے تعلق توڑ لینا بہت بڑی نیکی ہے اور خدا سے قریب ہونے کا ذریعہ ہے۔ صحابہ کرامؓ میں بھی کچھ لوگ ایسی ذہنیت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رکھتے تھے۔ چنانچہ ایک مرتبہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہُوا کہ کچھ صحابیوں نے یہ عہد کیا ہے کہ وہ ہمیشہ دن میں روزہ رکھیں گے، رات کو بستر پر نہ سوئیں گے اور جاگ کر عبادت کرتے رہیں گے۔ گوشت اور چکنائی نہ کھائیں گے عورتوں سے واسطہ نہ رکھیں گے۔ تو آپؐ نے فرمایا کہ ایسی باتوں کا حکم نہیں دیا گیا ہے، تمہارے نفس کا بھی تم پر حق ہے۔ رات کو عبادت بھی کرو اور آرام بھی۔ پھر اپنی مثال سامنے رکھتے ہوئے فرمایا کہ مَیں تو سوتا بھی ہوں اور عبادت بھی کرتا ہوں۔ روزے رکھتا بھی ہوں اور نہیں بھی رکھتا، اور گوشت سے بھی پرہیز نہیں کرتا۔ اب جو میرے طریقے نہ اپنائے وہ مجھ سے نہیں۔

اسلام رہبانیت یعنی ترک دنیا کی تعلیم نہیں دیتا اور نہ ایسا مزاج اسے پسند ہے۔ اس لیے جو لوگ حلال چیزوں کو یہ سمجھ کر اپنے اوپر حرام کر لیں کہ اس سے بچ کر ہم اللہ سے زیادہ قریب ہو سکتے ہیں تو یہ بات جائز نہیں ہے جو چیزیں حلال کی گئی ہیں وہ اسی لیے تو ہیں کہ ان سے فائدہ اُٹھایا جائے ہر بات حد میں رہ کر کرنی چاہیے۔ جو لوگ حد سے بڑھ جاتے ہیں وہ اللہ کو پسند نہیں۔ حلال چیزوں سے پرہیز کرنا بھی حد سے بڑھنا ہے اور پھر حلال چیزوں کے استعمال میں اتنا اسراف اور زیادتی کرنا کہ پھر حلال کی سرحد سے نکل کر حرام کے حدود میں داخل ہو جائیں یہ بھی زیادتی ہے۔ اللہ کو یہ بات پسند نہیں۔ وہ تو ان لوگوں کو پسند کرتا ہے جو اس کی حلال کی ہوئی چیزوں کو حلال سمجھ کر اختیار کریں اور حرام چیزوں کو حرام سمجھ کر ان سے پرہیز کرتے رہیں۔ ادھر ادھر حد سے بڑھنے کی کوشش نہ کریں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شراب، جُوئے اور پانسے سے بچو

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۝

(المائدہ:۹۰)

"اے ایمان لانے والو! یہ شراب اور جُوا اور یہ آستانے اور پانسے سب ناپاک شیطانی کام ہیں تم ان سے بچتے رہو امید ہے کہ تمہیں فلاح نصیب ہوگی"

یہ ایک اخلاقی نصیحت ہے، مومنوں کا اخلاق سدھارنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ شراب، جُوا، غیر اللہ کے آستانوں پر سجدے، فال گیری اور قرعہ اندازی سب شیطانی کام ہیں تم ان سے بچتے رہو جس کا کسی بھی طرح شراب پینے پلانے سے تعلق ہو اس پر اللہ کی لعنت ہے۔ انصاب نصب کی جمع ہے۔ اس سے مراد وہ مقامات ہیں جہاں غیر اللہ کی نذر و نیاز چڑھائی جاتی ہو اور منتیں، مرادیں مانگی جاتی ہوں، چاہے اس مقام پر کوئی پتھر یا لکڑی کی مورت ہو یا نہ ہو، ایسے مقامات کو آستانہ کہا جاتا ہے جیسے کسی بزرگ یا دیوتا کے نام سے منسوب کر لیا جائے اور وہاں نذر و نیاز یا مراسم عبودیت ادا کیے جاتے ہوں، ایسوں جگہوں پر جانے سے مسلمانوں کو روک دیا گیا۔

اسی طرح وہ فال گیری جس میں اپنی قسمت کا فیصلہ کسی دیوی دیوتا سے کرایا جاتا ہے یا غیب کی باتیں معلوم کی جاتی ہیں، ایسی تمام واہیات چیزوں سے بھی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسلمانوں کو روکا گیا ہے۔ اسی طرح قسمت کا حال معلوم کرنے کے لیے کوئی وہمی اور خیالی چیز بنا لینا جیسے رمل، نجوم اور طرح طرح کے شگون، یہ سب ناجائز ہیں کیونکہ یہ مشرکانہ عقیدے ہیں، اللہ کے ساتھ ساتھ کچھ دوسری ہستیوں اور کچھ دوسری چیزوں کے بارے میں یہ یقین رکھنا کہ انہیں غیب کا علم ہے یا یہ خدا سے قریب ہیں، قسمتوں کا حال بتا سکتے ہیں، یہ سب ایمان کے خلاف باتیں ہیں اور یہ مومنوں کے کرنے کا کام نہیں۔ اللہ پر ایمان لانے کے بعد ان لغو چیزوں پر ایمان رکھنا اس بات کی علامت ہے کہ ابھی اللہ پر ایمان پختہ نہیں ہے۔

ساتھ ہی جوئے کی قسم کے وہ تمام کھیل جن میں کسی کے حقوق کو نظر انداز کرکے اور عقل کو کام میں نہ لا کر کسی اتفاقی بات کو کمائی یا قسمت آزمائی یا مال تقسیم کرنے کا ذریعہ بنایا جائے سب ناجائز ہیں مثلاً لاٹری میں کسی شخص کا نام نکل آیا تو ہزاروں کی جیب کا پیسہ بلا کسی استحقاق کے اسے دے دیا گیا۔ اسلام میں قرعہ اندازی کی اس سادہ سی صورت کی اجازت ہے جس میں دو جائز کاموں یا دو برابر کے حقوق میں کوئی ایک فیصلہ کرتا ہو، کوئی غلط کام یا کسی کی حق تلفی نہ ہو رہی ہو اور یہ یادہ دونوں کام صحیح ہوں تو ایسا کیا جا سکتا ہے ورنہ اور کسی طرح کی قرعہ اندازی اور فال گیری مومنوں کے لیے کسی بھی طرح پسندیدہ نہیں ہے۔

مومنوں کو بتا دیا گیا کہ اگر تم ان کاموں سے بچے رہے تو ضرور کامیاب ہو گے۔

شکار کے ذریعے ایمان کا امتحان

يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَيَبْلُوَنَّكُمُ اللّٰهُ بِشَيْءٍ مِّنَ الصَّيْدِ تَنَالُهٗ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

أَيْدِيكُمْ وَرِمَاحُكُمْ لِيَعْلَمَ اللَّهُ مَنْ يَخَافُهُ بِالْغَيْبِ ۚ فَمَنِ اعْتَدَىٰ بَعْدَ ذَٰلِكَ فَلَهُ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝ (المائدہ ۹۴)

"اے ایمان لانے والو! اللہ تمہیں اس شکار کے ذریعے سخت آزمائش میں ڈالے گا جو بالکل تمہارے ہاتھوں اور نیزوں کی زد میں ہو گا یہ دیکھنے کے لیے کہ تم میں سے کون اس سے غائبانہ ڈرتا ہے پھر جو اس تنبیہ کے بعد اللہ کی مقرر کی ہوئی حد سے آگے بڑھا اس کیلیے دردناک سزا ہے"

اس آیت سے پہلے اور بعد کا مضمون پڑھنے سے یہ پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کچھ چیزوں کو حرام فرمایا ہے، کچھ جانور ایسے ہیں جن کا شکار جائز نہیں ہے۔ نام بنام ان سب کو گنا کر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے مومنو! تم ان سے بچتے رہو اور پھر اس میں تمہارا امتحان لیا جائے گا کہ تم اللہ کی حرام کی ہوئی چیزوں کو کہاں تک حرام سمجھا، اور وہ امتحان اس طرح لیا جائے گا کہ کبھی ایسا موقع آئے گا کہ جب کوئی شکار تمہارے جائز نہ ہو تو اس وقت وہ تمہارے ہاتھوں اور نیزوں کی زد میں آجائے اور اس کا شکار تمہارے لیے بہت آسان ہو جائے۔ تو اب تمہارا امتحان ہو گا کہ تم کیا کرتے ہو۔ اللہ کے خوف سے رک جاتے ہو یا حلال حرام کی تمیز نہ کرتے ہوئے حد سے بڑھ جاتے ہو۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ صورت اس وقت پیش آئے جب تمہیں کوئی نہ دیکھ رہا ہو اور اس کے باوجود تم غائبانہ طور پر اللہ سے ڈرے اور اس کی نافرمانی سے رک گئے تو یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ تمہارا ایمان پختہ ہے اور تم اس کے احکام کے پابند ہو۔ اور اگر کوئی اس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تنبیہ کے باوجود اللہ کی مقرر کی ہوئی حد سے آگے بڑھا اور حرام حلال میں تمیز نہ کی تو اس کے لیے آخرت میں دردناک سزا ہے۔

احرام کی حالت میں شکار نہ کرو

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ وَأَنْتُمْ حُرُمٌ ۚ وَمَنْ قَتَلَهُ مِنْكُمْ مُتَعَمِّدًا فَجَزَاءٌ مِثْلُ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ يَحْكُمُ بِهِ ذَوَا عَدْلٍ مِنْكُمْ هَدْيًا بَالِغَ الْكَعْبَةِ أَوْ كَفَّارَةٌ طَعَامُ مَسَاكِينَ أَوْ عَدْلُ ذَٰلِكَ صِيَامًا لِيَذُوقَ وَبَالَ أَمْرِهِ ۗ عَفَا اللَّهُ عَمَّا سَلَفَ ۚ وَمَنْ عَادَ فَيَنْتَقِمُ اللَّهُ مِنْهُ ۗ وَاللَّهُ عَزِيزٌ ذُو انْتِقَامٍ

(المائدہ: ۹۵)

"اے ایمان لانے والو! احرام کی حالت میں شکار نہ مارو اور اگر کوئی تم میں سے جان بوجھ کر ایسا کر گزرے تو جو جانور اس نے مارا ہو اسی کے ہم پلہ ایک جانور اسے مویشیوں میں سے نذر دینا ہوگا جس کا فیصلہ تم میں سے دو عادل آدمی کریں گے اور یہ نذرانہ کعبہ پہنچایا جائے گا۔ یا نہیں تو اس گناہ کے کفارے میں چند مسکینوں کو کھانا کھلانا پڑے گا یا اس کے بقدر روزے رکھنے ہوں گے تاکہ وہ اپنے کیے کا مزہ چکھے۔ پہلے جو کچھ ہو چکا اللہ نے اسے معاف کر دیا لیکن اب اگر کسی نے پھر یہی حرکت کی تو اس سے اللہ بدلہ لے گا۔ اللہ سب پر غالب ہے اور بدلہ لینے کی طاقت رکھتا ہے۔"

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ مضمون پہلے بھی گزر چکا ہے کہ احرام کی حالت میں شکار کرنا جائز نہیں ہے لیکن اگر کوئی ایسا کر گزرے تو کیا کرنا چاہیے۔ یہی احکام اس آیت میں ہیں۔ یہ شکار چاہے احرام باندھنے والا خود کرے یا کسی دوسرے کو شکار میں مدد دے یہ دونوں باتیں احرام کی حالت میں منع ہیں۔ اور اگر احرام باندھنے والے کے لیے کوئی شکار مارا جائے تو بھی اس کا کھانا اسے جائز نہیں ہے۔ ہاں اگر کوئی شخص اپنے لیے شکار کرے اور اس میں سے احرام باندھنے والے کو کچھ تحفتہً دے دے تو یہ جائز ہے۔ ایسے جانور جن سے تکلیف پہنچنے کا اندیشہ ہو وہ احرام کی حالت میں مارے جا سکتے ہیں۔ جیسے سانپ، بچھو، پاگل کتا، اور اسی طرح کے اور جانور۔

اب فرمایا کہ اگر کسی نے جان بوجھ کر ایسا کر دیا تو اسے چاہیے کہ وہ اس شکار کے برابر جس کو مار اگیا ہے اپنے چوپایوں میں سے کسی جانور کی قربانی دے یعنی شکار کی قیمت اور حیثیت کے برابر کسی مویشی کی قربانی دینا ضروری ہوگی جس کا اندازہ فیصلے کے طور پر تم ہی میں سے دو آدمی کریں گے۔ ایسے آدمی جن پر تمہیں اعتبار ہو، اور یہ جانور اللہ کے نام پر قربان کیا جائے۔ نیاز کے طور پر کعبہ لے جایا جائے۔ یہ تو ایک شکل ہے لیکن اگر کوئی جانور کو ذبح کرنے کے بجائے اسی قیمت سے مسکینوں کو کھانا کھلا دے یا جتنے مسکینوں پر کھانا تقسیم ہوتا ہو اتنے ہی روزے رکھ لے تو بھی کفارہ ادا ہو جاتا ہے۔ یہ اس کی سزا ہے۔ اس نے اللہ کے حکم کے خلاف کیا اس لیے ایسا کر کے وہ اپنے کیے کا مزہ چکھے۔ اس حکم کے آنے کے پہلے جس نے جو کچھ کیا اللہ نے اسے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معاف فرما دیا۔ اس کا کوئی عذاب نہیں ہے۔ لیکن اب حکم آجانے کے بعد کوئی اطاعت نہ کرے اور واضح ہدایت ملنے کے باوجود منہ موڑ لے تو اللہ تعالیٰ اسے سزا دے گا۔ اس لیے اللہ کے غضب سے ڈرنا چاہیے۔ جو احکام اور ہدایتیں ہمارے سامنے موجود ہیں ان پر عمل کرنا چاہیے۔

وصیت کے احکام

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا شَهَادَةُ بَيْنِكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ حِينَ الْوَصِيَّةِ اثْنَانِ ذَوَا عَدْلٍ مِّنكُمْ أَوْ آخَرَانِ مِنْ غَيْرِكُمْ إِنْ أَنتُمْ ضَرَبْتُمْ فِي الْأَرْضِ فَأَصَابَتْكُم مُّصِيبَةُ الْمَوْتِ ۚ تَحْبِسُونَهُمَا مِن بَعْدِ الصَّلَاةِ فَيُقْسِمَانِ بِاللَّهِ إِنِ ارْتَبْتُمْ لَا نَشْتَرِي بِهِ ثَمَنًا وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبَىٰ ۙ وَلَا نَكْتُمُ شَهَادَةَ اللَّهِ إِنَّا إِذًا لَّمِنَ الْآثِمِينَ ۝ (المائدہ: ۱۰۶)

"اے ایمان لانے والو! جب تم میں سے کسی کی موت کا وقت آ جائے اور وہ وصیت کر رہا ہو تو وصیت کرتے وقت گواہی کا قاعدہ یہ ہونا چاہیے کہ تمہاری جماعت میں سے دو انصاف والے آدمی گواہ بن جائیں۔ یا اگر تم سفر میں ہو اور وہاں موت کی مصیبت پیش آجائے تو غیر مسلموں ہی میں سے دو گواہ لے لیے جائیں اور پھر اگر کوئی شک پیدا ہو تو نماز کے بعد دونوں گواہوں کو (مسجد میں) روک لو اور وہ خدا کی قسم کھا کر کہیں کہ ہم اپنے کسی ذاتی فائدے کے بدلے گواہی نہ بیچیں گے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور چاہے کوئی ہمارا رشتہ دار ہی کیوں نہ ہو وہم اس کی رعایت نہ کریں گے، اور ہم اللہ کی اس گواہی کو جس کے کہنے کا حق ہے چھپائیں گے نہیں۔ اگر ہم نے ایسا کیا تو یقیناً ہم گنہگاروں میں سے ہوں گے۔

چھوٹے بڑے تمام معاملات کی درستی اور صفائی کا ایک ایک جزو قرآن نے بتا دیا ہے۔ فرمایا اے ایمان لانے والو! جب تم میں سے کوئی مرنے لگے اور مرنے سے پہلے کچھ کہنا چاہے تو چاہیے کہ وصیت کے وقت دو ایسے مسلمان آدمی کھڑے ہو جائیں جو ایماندار، قابلِ اعتبار اور حق و انصاف کی بات کہنے والے ہوں تاکہ بعد میں وہ بغیر کسی کی طرف داری کیے صحیح اور سچی بات کہہ سکیں۔ لیکن اگر تم سفر میں ہو اور وہاں مسلمان گواہ نہ مل سکیں تو غیر مسلموں کو ہی گواہ بنا سکتے ہو۔ پھر اگر مرنے والے کے وارثوں کو ان گواہوں کی بیان کی ہوئی وصیت میں کچھ شبہ ہو رہا ہو تو چاہیے کہ نماز کے بعد ان گواہوں کو روک کر خدا کی قسم دلوا کر صحیح بات معلوم کر لینی چاہیے۔ غیر مسلموں سے سچی گواہی اس وقت معلوم کرنا چاہیے جب ان کی عبادت کا وقت ہو اور وہ اس کا احترام کرتے ہوں، ان سے یہ کہلوانا چاہیے کہ وہ اپنی اس قسم کے بدلے میں دنیا کا کوئی نفع حاصل کرنا نہیں چاہتے۔ وہ کسی غرض، لالچ یا دباؤ سے متاثر نہیں ہیں وہ تو سچی بات کہیں گے اور وہی گواہی دیں گے جس کے دینے کا اللہ نے حکم دیا ہے خدا کو حاضر و ناظر جان کر بالکل سچی بات اور صحیح بیان وہ دیں گے۔ یہ بیان دے کر وہ یہ کہیں کہ اگر ہم نے اس میں سے کچھ بھی غلط بیانی کی ہو، تو یقیناً ہم گنہگار ہوں گے اور خدا کے عذاب کے مستحق ہوں گے۔

آگے یہ بھی بتا دیا گیا ہے کہ اگر کسی طرح یہ پتہ چل جائے کہ گواہوں نے گواہی دینے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں پوری پوری ایمانداری نہیں برتی ہے تو ایسی صورت میں اسلامی عدالت کو کیا طریقہ اختیار کرنا چاہیے۔

عدت کے احکام

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنَاتِ ثُمَّ طَلَّقْتُمُوهُنَّ مِن قَبْلِ أَن تَمَسُّوهُنَّ فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ تَعْتَدُّونَهَا فَمَتِّعُوهُنَّ وَسَرِّحُوهُنَّ سَرَاحًا جَمِيلًا ۝ (الاحزاب: ۴۹)

"اے ایمان لانے والو! جب تم مومن عورتوں سے نکاح کرو اور پھر انہیں ہاتھ لگانے سے پہلے طلاق دے دو تو تمہاری طرف سے ان پر کوئی عدت ضروری نہیں ہے اس لیے انہیں کچھ مال دو اور بھلے طریقے سے رخصت کر دو"

یہ آیت بھی معاشرتی احکام کے سلسلے میں ہے۔ اس سے طلاق اور عدت کے چند قانونی احکام نکلتے ہیں۔ ویسے تو طلاق دینے کے بعد عدت کا حکم ہے لیکن اگر کوئی نکاح کرے اور پھر خلوت سے پہلے عورت کو طلاق دے دے تو اس کے لیے عدت کا حکم نہیں ہے۔ ایسی حالت میں عورت کو یہ حق ہو گا کہ وہ طلاق کے فوراً بعد جس سے چاہے نکاح کر لے۔ عدت سے مراد وہ مدت ہے جس کے گزرنے سے پہلے عورت کے لیے دوسرا نکاح جائز نہ ہو۔

فرمایا اگر نکاح کے بعد تمہیں عورت پسند نہ آئے اور تم طلاق دینا چاہو تو بھلے طریقے سے اسے کچھ مال دے کر رخصت کر دو۔ کچھ مال سے مطلب یہ ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ جتنی بھی حیثیت ہو اس کے مطابق اسے کچھ نہ کچھ دے کر رخصت کر دینا چاہیے۔
ایسا نہ ہو کہ طلاق دینے سے پہلے اسے ذلیل کرے یا دوسروں کے سامنے
اس کی برائیاں کرے۔ اس آیت میں نکاح کرنے والے کو طلاق دینے کا حق بھی
ہے اور ساتھ ہی یہ ذمہ داری بھی ہے کہ اسے کچھ نہ کچھ ضرور دے۔ بات واضح ہے
کہ طلاق کو کھیل نہ بنایا جائے۔ اسی لیے مرد پر مالی ذمہ داری کا بوجھ ڈالا جا رہا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عام ہدایات

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جہاں معاملات کو درست رکھنے کے لیے احکام دیئے گئے ہیں۔
وہاں دنیا اور آخرت کے نقصان سے بچانے کے لیے ربِ دوجہاں
نے ہدایات بھی نازل فرمائی ہیں۔
وہ اپنے بندوں کو تباہی سے بچانا چاہتا ہے۔
انہیں دنیا و آخرت میں سُرخرُو اور سربلند دیکھنا چاہتا ہے۔
اسی لیے ہر معاملے میں اپنی ہدایات سے نوازتا ہے۔
ان ہدایات سے فائدہ اٹھانے کی توفیق اسی کو ملتی ہے جو خود تباہی
سے بچنا اور خدا کی خوشنودی حاصل کرنا چاہتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پاکیزہ چیزیں کھاؤ

یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَاشْكُرُوْا لِلّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِیَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ۝ (البقرہ: ۱۷۲)

"اے ایمان لانے والو! اگر تم حقیقت میں اللہ ہی کی بندگی کرنے والے ہو تو جو پاک چیزیں ہم نے تمہیں بخشی ہیں انہیں تم بے تکلف کھاؤ اور اللہ کا شکر ادا کرو۔"

فرمایا اے مومنو! اگر تم واقعی صرف خدائی قانون تسلیم کر چکے ہو جیسا کہ تمہارا دعویٰ ہے تو پھر وہ ساری چھوت چھات اور جاہلیت کی ساری بندشیں اور پابندیاں توڑ ڈالو جو تمہارے من گھڑت دیوتاؤں اور باپ دادا کے زمانے سے قائم ہیں۔ تم تو خدا پر ایمان لائے ہو اس لیے جو کچھ خدا نے حرام کیا ہے اس سے تو ضرور بچو۔ لیکن جو چیزیں خدا کی طرف سے حلال ہیں انہیں بغیر کسی کراہت اور رکاوٹ کے کھاؤ پیو۔ خدا کی حلال کی ہوئی چیزوں میں تو اب کوئی تکلف ہونا ہی نہیں چاہیے۔ اب تو تم ایمان لے آئے۔

ایک حدیث میں آتا ہے کہ نماز پڑھنے اور قبلے کی طرف رخ کرنے کے باوجود ایک شخص اس وقت تک اسلام میں پوری طرح داخل نہیں ہوتا جب تک وہ کھانے پینے کے معاملات میں پچھلی جاہلیت کی پابندیوں کو توڑ نہ دے اور ان

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذہنوں سے آزاد ہو جائے جو جاہلیت کا تقاضا ہیں۔ کیونکہ اس کا ان پابندیوں پر قائم رہنا اس بات کی علامت ہے کہ ابھی کسی نہ کسی حد تک اس میں جاہلیت کا اثر باقی ہے۔

ایمان لانے کے بعد تو کیفیت یہ ہونی چاہیے کہ خدا نے جن چیزوں کو پاک بتایا ہے انہیں بے تکلف کھائیں پئیں اور اللہ کا شکر ادا کریں، اور اب بھی جو اپنے اوپر خواہ مخواہ پابندیاں عائد کرے اور ان نعمتوں سے اپنے کو محروم کر دے، حلال و حرام کے اختیارات اپنے ہاتھ میں لے لے تو اس کے ایمان ہی میں شبہ ہے۔ وہ لوگ سچے مومن نہیں ہیں جو اپنے آپ کو خدا کی بندگی میں دینے کا دعویٰ تو کرتے ہیں لیکن پھر بھی خدا کی ہدایت اور اس کی رضامندی سے زیادہ اپنے بزرگوں کے طور طریقوں اور خاندانی رسم و رواج کو اہمیت دیتے ہیں کسی چیز کے حلال اور حرام ہونے کا فیصلہ لوگوں کی روایتوں اور پسند پر نہیں بلکہ اللہ کے فرمان اور حکم پر ہے۔

غیروں کو اپنا راز دار نہ بناؤ

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا بِطَانَةً مِّن دُونِكُمْ لَا يَأْلُونَكُمْ خَبَالًا وَدُّوا مَا عَنِتُّمْ قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَاءُ مِنْ أَفْوَاهِهِمْ وَمَا تُخْفِي صُدُورُهُمْ أَكْبَرُ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْآيَاتِ إِن كُنتُمْ تَعْقِلُونَ ۝ (آل عمران: ۱۱۸)

"اے ایمان لانے والو! اپنی جماعت کے لوگوں کے سوا دوسروں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو اپنا رازدار نہ بناؤ وہ تمہاری خرابی کے کسی موقع سے فائدہ اٹھانے سے نہیں چوکتے۔ تمہیں جن چیزوں سے نقصان پہنچے وہی ان کو پسند ہیں۔ ان کے دل کا بغض ان کے منہ سے نکلا پڑتا ہے اور جو کچھ وہ اپنے سینوں میں چھپائے ہیں وہ اس سے بھی زیادہ سخت ہے۔ ہم نے تمہیں صاف صاف ہدایات دے دی ہیں اگر تم عقل رکھتے ہو (تو ان سے ملنے جلنے میں احتیاط برتو گے)۔ ؎

اس سلسلے کی بہت سی آیتیں اس باب میں آرہی ہیں جس میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو ہدایت فرمائی ہے کہ غیر مسلموں اور منافقوں سے دلی تعلق اور محبت نہ بڑھائیں۔ ان رشتہ داریوں کو بھی نہ نبھائیں جو اسلام سے پہلے تھیں۔ اسلام لانے کے بعد تو مسلموں کو آپس ہی میں میل جول رکھنا چاہیے۔ جو لوگ اسلام سے باہر ہیں ان سے اگر تعلقات بڑھائے تو نقصان کا اندیشہ ہے۔

یہاں یہ غلط فہمی ہو سکتی ہے کہ شاید مومنوں کو یہ حکم دیا جارہا ہے کہ وہ اپنے علاوہ کسی اور سے تعلق ہی نہ رکھیں غیر مسلموں سے بچ کر رہیں۔ ایسا نہیں ہے۔ یہاں جس بات سے مومنوں کو روکا جارہا ہے وہ یہ ہے کہ غیر مسلم ان کے رازدار نہ بن جائیں۔ محبت، لگاؤ اور دوستی حد سے نہ بڑھ جائے۔ کیونکہ اس سے یہ اندیشہ ہو سکتا ہے کہ وہ لوگ انہیں نقصان پہنچائیں اور ان کا ایمان ہی خطرے میں پڑ جائے۔ غیر مسلموں سے اس حد تک تو راہ و رسم بڑھانا ٹھیک ہے کہ انہیں محبت اور پیار کے ساتھ اللہ کے دین سے آگاہ کیا جائے۔ اسلام کی تعلیم ان تک پہنچائی جائے، اللہ کے احکام انہیں سنائے جائیں۔ ان باتوں کی مومنوں پر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذمہ داری ہے، اور وہ اپنی اس ذمہ داری کو اس وقت پورا کر سکتے ہیں جب غیر مسلموں سے ان کا ملنا جلنا ہوگا اور اچھے تعلقات ہوں گے تو اس غرض کے لیے تو میل ملاقات ضروری ہے۔ لیکن اگر اس بارے میں مومن حد سے بڑھ جائیں اور ان کی کوئی اور غرض شامل ہو جائے اور وہ ان لوگوں سے دلی لگاؤ پیدا کر لیں تو خود انہیں نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے۔

یہ اور اس کے بعد آنے والی ہدایتیں اس موقع پر نازل ہوئیں جب مدینہ اور اس کے آس پاس اسلام پھیل رہا تھا اور بہت سے قبیلے اور بہت سے لوگ مسلمان ہو رہے تھے۔ ان مسلمان ہونے والوں میں کسی کا دوست، کسی کا باپ، کسی کا بھائی، کسی کا بیٹا اور دوسرے رشتہ دار غیر مسلم رہ جاتے اور یہ نئے مسلمان اپنے پرانے غیر مسلم دوستوں اور رشتہ داروں سے اسی طرح ملتے رہتے جیسا کہ اسلام لانے سے پہلے ملتے تھے۔ وہ لوگ بھی بظاہر بڑے خلوص سے ان لوگوں سے ملتے لیکن دلوں کے حال سے تو اللہ اچھی طرح باخبر ہے۔ اللہ تعالیٰ کو معلوم تھا کہ ان غیر مسلموں کے دلوں میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی تعلیم کے خلاف نفرت بھری ہے، اور وہ اسلام اور مسلمانوں سے دشمنی رکھتے ہیں۔ اسی لیے بار بار ان لوگوں سے ہوشیار رہنے کی ہدایت فرمائی گئی ہے۔

یہاں فرمایا کہ مومنو! ان غیر مسلموں کے دل تمہارے لیے بہت سخت ہیں، وہ ظاہری دوستی اس لیے جتا رہے ہیں کہ کسی طرح تمہارے اندر فتنہ و فساد برپا کر دیں اور تمہارے راز معلوم کر کے دشمنوں تک پہنچائیں اس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیے تم ان لوگوں کی باتوں میں نہ آؤ۔ ان کی ظاہری محبت دیکھ کر دوستی اور تعلقات نہ بڑھاؤ۔ تم اپنی خاص باتیں اور اپنی جماعت کے راز آپس میں تو ایک دوسرے کو بتا سکتے ہو، لیکن ان دشمنوں کو دوست سمجھ کر راز دار نہ بنا لو۔ یہ تو اس تاک میں لگے ہیں کہ کہاں ان کو موقع ملے اور تمہیں نقصان پہنچائیں۔ وہ تو انہی چیزوں کو پسند بھی کرتے ہیں جن سے تمہیں تکلیف پہنچے۔ حقیقت میں یہ تمہارے دشمن ہیں ان کے دل میں تمہارے خلاف خوب بغض اور دشمنی بھری ہے۔ ان کے دل کا یہ بغض ان کے مُنہ سے نکلا پڑتا ہے۔ ان کی ایک ایک بات سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ تمہارے خلاف دلوں میں دشمنی لیے بیٹھے ہیں۔ اور یہ جو کچھ ان کے انداز سے ظاہر ہو رہا ہے یہ تو بہت ہی کم ہے۔ جتنا بغض اور نفرت یہ اپنے دلوں میں چھپائے ہیں وہ بہت زیادہ ہے۔ ظاہر ہے دلوں کا حال تو اللہ کو معلوم ہے سیدھے سچے مسلمان تو ان کی ظاہری محبت ہی دیکھ سکتے ہیں اسی لیے تو اللہ نے ان کی اس منافقانہ روش سے مسلمانوں کو محتاط رہنے کی ہدایت دی ہے۔ اللہ تو اپنے بندوں تک صاف صاف ہدایتیں پہنچا دیتا ہے۔ اب یہ کام بندوں کا ہے کہ اگر وہ عقل رکھتے ہیں تو اسے سوچیں سمجھیں، اور عمل کریں۔ یہاں بھی منافقوں کی اس دشمنی کا حال بتا کر ان سے الگ رہنے کی ہدایت کی گئی اور پھر فیصلہ مسلمانوں پر چھوڑ دیا گیا کہ اگر انہیں کچھ بھی عقل اور سمجھ ہے تو اپنا بھلا بُرا سمجھیں اور اس بارے میں جو ہدایت انہیں ملی اس پر عمل کریں۔

کافروں کی اطاعت نہ کرو

يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تُطِيْعُوا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَرُدُّوْكُمْ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عَلٰٓی اَعْقَابِکُمْ فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِیْنَ ○ بَلِ اللّٰهُ مَوْلٰىكُمْ وَهُوَ خَيْرُ النّٰصِرِيْنَ ○ (آل عمران: ۱۴۹، ۱۵۰)

"اے ایمان لانے والو! اگر تم ان لوگوں کے کہنے پر چلو گے جو کافر ہیں تو وہ تمہیں اُلٹا پھیر لے جائیں گے اور تم سخت نقصان میں رہو گے حقیقت یہ ہے کہ خدا تمہارا حامی و مددگار اور بہترین مدد کرنے والا ہے۔"

مومن تو کہتے ہی اسے ہیں جو اللہ کی اطاعت کا اقرار کر لے۔ اللہ کی اطاعت کے بعد کسی اور کی اطاعت کرنے کی گنجائش ہی کہاں رہتی ہے۔ اسی لیے حکم دیا جا رہا ہے۔ اے مومنو! تم کافروں کے کہنے پر نہ چلو۔ یہ لوگ تو تمہارے دشمن ہیں۔ تمہیں ایمان کی راہ سے ہٹانا چاہتے ہیں۔ تمہاری آخرت کی بہتری انہیں گوارا نہیں ہے۔ یہ لوگ تو اس کوشش میں ہیں کہ کسی طرح اپنی باتوں سے تمہارے ذہن تمہارے دماغ اور تمہارے دل سے ایمان کی روشنی نکال دیں تم ان سے خبردار رہو۔ اگر اس ہدایت اور تنبیہ کے باوجود تم ان کے کہنے پر چلتے رہے، ان کی باتیں سنتے رہے، ان کی صحبت میں اٹھتے بیٹھتے رہے تو یہ تمہیں پھر جاہلیت اور کفر کے اندھیروں میں لے آئیں گے اور تم ایمان کی روشنی سے محروم ہو جاؤ گے اور پھر یہ کیسی نامرادی ہو گی تمہیں تو یہ یاد رکھنا چاہیے کہ تمہارا اصل سرپرست تو اللہ ہے۔ تمہیں تو کسی کی بات ماننا ہی نہیں چاہیے۔ اللہ نے تمہاری رہنمائی اور ہدایت کے لیے جو نصیحتیں فرمائی ہیں بس ان پہ عمل کرنا چاہیے۔

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو سیدھے سچے ایمان کے راستے پر چلتے دیکھنا چاہتا ہے اسے یہ گوارا نہیں کہ اس کے بندے ایمان لانے کے بعد پھر بھٹکنے لگیں۔ اسی لیے اس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے اپنے مومن بندوں کو اس خطرے سے آگاہ فرمایا ہے جو کافروں کی وجہ سے انہیں پہنچ سکتا تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ ایمان لانے کے بعد پھر گمراہ ہو جانا بڑی بدنصیبی اور سراسر نقصان ہے۔

عقل و سمجھ رکھنے والے مسلمانوں کے لیے یہ بڑی کامیاب ہدایت ہے۔ انسان میں محبت اسی سے بڑھتا ہے اور اسی کا کہنا بھی مانتا ہے جس سے اسے کسی فائدے کی امید ہو یا کوئی لالچ ہو۔ اس لیے جو لوگ کافروں سے کسی طرح کی کوئی امید اور لالچ رکھتے ہوئے اُن کی اطاعت کرتے ہیں وہ اپنی بربادی کا سامان کر رہے ہیں۔ ان لوگوں کے کہنے میں آ کر اپنی آخرت تباہ کر رہے ہیں۔ مومنوں کو چاہیے کہ وہ صرف اللہ کو اپنا حامی و مددگار سمجھیں، اسی کی اطاعت کریں، اسی سے آخرت کے فائدے کی امید اور جنت کے انعام کا لالچ رکھیں۔

مسلمان کافروں کی سی باتیں نہ کریں

يَآ أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ كَفَرُوا وَقَالُوا لِإِخْوَانِهِمْ إِذَا ضَرَبُوا فِي الْأَرْضِ أَوْ كَانُوا غُزًّى لَّوْ كَانُوا عِندَنَا مَا مَاتُوا وَمَا قُتِلُوا لِيَجْعَلَ اللَّهُ ذَٰلِكَ حَسْرَةً فِي قُلُوبِهِمْ ۗ وَاللَّهُ يُحْيِي وَيُمِيتُ ۗ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ۝ (آل عمران: ۱۵۶)

(اے ایمان لانے والو! کافروں کی سی باتیں نہ کرو جن کے عزیز و اقارب اگر کبھی سفر یا جنگ پر جاتے ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ اگر وہ ہمارے پاس ہوتے تو نہ مارے جاتے اور نہ قتل ہوتے اللہ ان باتوں کو ان کے دلوں میں حسرت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بنا دیتا ہے در اصل اللہ جلانے اور مارنے والا ہے اور تم جو کچھ کرتے ہو وہ اس کی نظر میں ہے "

اس آیت میں مومنوں کے لیے بڑی اچھی ہدایت ہے۔ اللہ کی قدرت اور اس کے اختیارات پر جو لوگ یقین کر لیتے ہیں ان کا دل مطمئن سا رہتا ہے۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ اپنا کوئی عزیز کسی جگہ گیا اور وہاں مارا گیا تو اس پر لوگ یہ کہنے لگتے ہیں کاش وہ نہ گیا ہوتا تو نہ مرتا۔ یا کوئی بیماری آئی اور اسے سمیٹ لے گئی تو یہ سوچ سوچ کر ہاتھ ملے جاتے ہیں کہ کاش یوں نہ ہوتا۔ کاش ہم ایسا کر لیتے اور وہ نہ مرتا۔ اس طرح کی باتیں ہر اس جگہ پر جہاں کوئی حادثہ نہ ہو یا کوئی مر جائے، سننے میں آتی ہیں۔ گویا لوگوں کے یہ انتظامات جن کے نہ ہو سکنے پر وہ افسوس کر رہے ہیں کسی مرنے والے کی زندگی کو بچا سکتے ہیں اور کسی حادثے کو ٹال سکتے ہیں! اللہ تعالیٰ نے ان باتوں کو کافروں کی سی باتیں کہا ہے۔ اس طرح کی باتیں تو وہی لوگ کرتے ہیں جنہیں یہ یقین ہی نہ ہو کہ اللہ بڑی قدرت والا ہے۔ زندگی اور موت کے اختیارات اسی کو حاصل ہیں، وہی جلانے اور مارنے والا ہے۔ جب اس کا حکم آجاتا ہے تو کوئی انتظام کارگر نہیں ہوتا اور مرنے والا مر کر رہتا ہے۔ جو کچھ ہوتا ہے وہ ہو کر رہتا ہے۔ جو کچھ ہو رہا ہے اس کی قدرت اور اس کے حکم سے ہو رہا ہے۔ جسے ان باتوں پر یقین ہو گا، وہ ایسی نادانی کی باتیں نہیں کر سکتا۔ مومن انہی باتوں پر ایمان لاتے ہیں اس لیے انہیں تو اس طرح کی باتیں کرنا مناسب ہی نہیں۔ مگر جو لوگ اللہ پر ایمان نہیں رکھتے وہ حادثات کو اپنی تدبیر کی خرابی سمجھتے ہیں۔ اور ان کے لیے اس قسم کے اندازے داغِ حسرت بن کر رہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جاتے ہیں اور وہ عمر بھر افسوس کرتے ہیں کہ کاش یوں ہوتا تو یوں ہو جاتا۔

سچے مومن وہ ہیں جو ہر آنے والی مصیبت پر یہ سوچ کر صبر کر لیں کہ یہ تو اللہ کا حکم تھا اور اس کی مشیت میں کسی کا کیا دخل۔ ایسے صابر و شاکر بندے ہمیشہ مطمئن رہتے ہیں۔

مومنوں کو چھوڑ کر کافروں کو دوست نہ بناؤ

يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۭ اَتُرِيْدُوْنَ اَنْ تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ عَلَيْكُمْ سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ۝ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِي الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ ۚ وَلَنْ تَجِدَ لَھُمْ نَصِيْرًا ۝ (النساء: ۱۴۴، ۱۴۵)

"اے ایمان لانے والو! مومنوں کو چھوڑ کر کافروں کو اپنا دوست نہ بناؤ کیا تم چاہتے ہو کہ اللہ کو اپنے خلاف کھلی حجت دے دو؟ یقین جانو منافق جہنم کے سب سے نیچے طبقے میں گر جائیں گے اور تم کسی کو ان کا مددگار نہ پاؤ گے۔"

ایمان لانے کے بعد تو مومنوں سے ہی محبت اور دوستی رکھنا چاہیے کیونکہ ان کے درمیان دین کا رشتہ ہوتا ہے۔ یہ سب ایک ہی جماعت ہوتے ہیں، ان کا ایک ہی مقصد ہوتا ہے۔ اسی لیے ان کے درمیان ایک دوسرے سے ہمدردی، محبت اور بھائی چارہ ہوتا ہے۔ ان کی دوستی سے فائدہ ہوتا ہے۔ اس کے برخلاف اگر مومنوں کو چھوڑ کر کافروں سے کوئی مومن دوستی اور دلی تعلق بڑھانے لگے تو یہ اس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے دین ایمان کے لیے خطرے کا سبب بنتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جگہ جگہ ایسی ہدایتیں دی ہیں جن میں کافروں سے دلی محبت کرنے اور انہیں رازدار بنانے سے روکا گیا ہے۔

یہاں کافروں سے سازباز رکھنا منافقوں کا طریقہ بتا کر مومنوں کو ہدایت فرمائی ہے کہ تم کافروں کو دلی دوست اور ہمراز نہ بناؤ۔ کیا تم یہ چاہتے ہو کہ تم اپنے سر یہ الزام رکھو لو اور اللہ تعالیٰ کو اپنے جرم کا کھلا ثبوت دے دو؟ اس طرح تم اپنے آپ کو خود ہی مجرم ٹھہراؤ گے، اور سزا کے مستحق ہو گے۔ یہ جانتے ہوئے کہ یہ طریقہ منافقوں کا ہے پھر بھی تم نے اس طریقہ کو اپنایا تو اپنے سر خود تباہی لاؤ گے اور منافقوں کا انجام تو تمہیں معلوم ہی ہے کہ انہیں آخرت میں کوئی سہارا نصیب نہ ہو گا۔ وہ جہنم کے سب سے نیچے طبقے میں گر جائیں گے۔ اس لیے تم اس ذلت سے اپنے آپ کو بچاؤ۔

اس کے بعد آگے کی آیتوں میں فرمایا کہ منافقوں کو یہ سزا تو ملنا ہی ہے لیکن اگر وہ توبہ کر لیں اور نیک کام کرنے لگیں، دین پر ثابت قدم ہو جائیں، اپنی ساری عبادتیں، اطاعتیں اور فرمانبرداریاں صرف اللہ سے وابستہ رکھیں تو اللہ تعالیٰ انہیں مومنوں میں شامل فرما لے گا اور پھر سزا کے بدلے اجر سے نوازے گا۔ اللہ کسی کو خواہ مخواہ سزا نہیں دیا کرتا۔ وہ تو قدرداں ہے، اسے سب کے حالات کی خبر ہے۔

دین کا مذاق بنانے والوں کو اپنا رفیق نہ بناؤ

يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَكُمْ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

هُزُوًا وَّلَعِبًا مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَالْكُفَّارَ اَوْلِيَآءَ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ○ (المائدہ: ۵۷)

"اے ایمان لانے والو! تم سے پہلے جو اہل کتاب ہیں انہوں نے تمہارے دین کو مذاق اور کھیل بنا لیا ہے تم انہیں اور دوسرے کافروں کو اپنا دوست نہ بناؤ اللہ سے ڈرو اگر تم مومن ہو۔"

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو خطاب فرمایا ہے اے مومنو! جس طرح تمہیں اس کتاب کے ذریعے ہدایات دی جا رہی ہیں اسی طرح تم سے پہلے دوسرے لوگوں کو بھی ہدایات دی گئیں لیکن انہوں نے اپنی جہالت اور نادانی سے انہیں بھلا دیا اور گڑبڑ کر دیا۔ اب تمہارے دین کی باتیں سن کر یہ مذاق اڑاتے ہیں، اسے چھوٹا سمجھ کر دل لگی کرتے ہیں اس کی باتوں پر اعتراض کرتے ہیں تو یہ لوگ اور دوسرے کافر جو ایسی باتوں میں ان کا ساتھ دے رہے ہیں ان کی صحبت سے تم بچے رہو اگر تم واقعی مومن ہو تو اللہ سے ڈرو، اور اپنے دین کا احترام کرتے ہوئے ان سے رفاقت اور دلی دوستی کا معاملہ نہ رکھو۔

ہدایت بالکل واضح ہے۔ جو شخص دین کا مذاق بنائے یا اس کی کسی بھی بات کی توہین کرے تو اسے اپنا دلی دوست اور رفیق نہ سمجھنا چاہیے۔ کیونکہ اہل ایمان کو تو اپنا دین، ایمان بہت عزیز ہوتا ہے، وہ اس کی توہین یا بے حرمتی کیسے برداشت کر سکتے ہیں۔

ہاں ایسے لوگوں سے ان کی اصلاح اور ہدایت کے لیے تعلقات قائم کیے جائیں تو اس کی گنجایش ہے۔ اس کے علاوہ دوسرے اغراض و مقاصد کے لیے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تعلقات بڑھانا مناسب نہیں ہے۔

خواہ مخواہ سوالات نہ کیا کرو

يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْئَلُوْا عَنْ اَشْيَآءَ اِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ وَاِنْ تَسْئَلُوْا عَنْهَا حِيْنَ يُنَزَّلُ الْقُرْاٰنُ تُبْدَ لَكُمْ عَفَا اللّٰهُ عَنْهَا وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ۝ قَدْ سَاَلَهَا قَوْمٌ مِّنْ قَبْلِكُمْ ثُمَّ اَصْبَحُوْا بِهَا كٰفِرِيْنَ ۝ (المائدہ : ۱۰۱، ۱۰۲)

"اے ایمان لانے والو! ایسی باتیں نہ پوچھا کرو جو تم پر ظاہر کر دی جائیں تو تمہیں ناگوار ہوں لیکن اگر تم انہیں ایسے وقت پوچھو گے جبکہ قرآن نازل ہو رہا ہو تو وہ تم پر کھول دی جائیں گی۔ اب تک جو تم نے کیا اللہ نے اسے معاف کر دیا وہ بخشنے والا اور بُردبار ہے۔ تم سے پہلے ایک گروہ نے اسی قسم کے سوال پوچھے تھے پھر وہ لوگ انہی باتوں کی وجہ سے کفر میں مبتلا ہو گئے۔"

یہاں ایمان لانے والوں کو ان کی ایک غلط بات پر ٹوکتے ہوئے نصیحت کی جا رہی ہے۔ کچھ لوگوں کا حال یہ تھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عجیب عجیب سوال کرتے تھے جن کی نہ دین کے معاملے میں کوئی ضرورت ہوتی نہ دنیا کے معاملے میں۔ مثال کے طور پر ایک صاحب کا مہمل سوال مشہور ہے، وہ بھرے مجمع میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھنے لگے "میرا اصلی باپ کون ہے؟" یہ ایک قسم کا غیر ضروری سوال تھا جس سے روکا گیا۔ کچھ لوگ ایسا بھی کرتے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھے کہ جن چیزوں کی شریعت میں کوئی قید نہیں ہے پوچھ پوچھ کر اس پر بھی قید لگانا چاہتے تھے۔ مثلاً جب قرآن پاک میں یہ حکم دیا گیا کہ حج تم پر فرض کیا گیا تو ایک صاحب نے آپؐ سے پوچھا "کیا ہر سال فرض کیا گیا ہے؟" آپؐ نے کچھ جواب نہ دیا انہوں نے پھر پوچھا۔ آپؐ پھر خاموش رہے تیسری مرتبہ پوچھنے پر آپؐ نے فرمایا۔ "تم پر افسوس ہے۔ اگر میری زبان سے ہاں نکل گیا، تو حج ہر سال فرض ہو جائے گا۔ پھر تم ہی عاجز آجاؤ گے اور پیروی نہ کرسکو گے۔ پھر نافرمانی کرنے لگو گے۔" ایسے ہی غیر ضروری اور مہمل سوالات سے روکا گیا ہے۔

یہ تو قرآن کی ہدایت ہے۔ حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی لوگوں کو بہت زیادہ سوال کرنے اور خواہ مخواہ کھوج کرید کرنے سے منع فرماتے تھے۔

بہت سے احکام ہمیں شریعت میں ایسے ملتے ہیں جن میں مقدار، تعداد یا دوسری کسی قید کی تفصیل نہیں ہے۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ کسی بھول یا غلطی سے ایسا ہوا ہے، اور سننے والے کھوج کرید کر کے سوال میں سوال نکال کر اس کے حدود اور قیود مقرر کر لیں، بلکہ لوگوں کی آسانی اور ان کی وسعت کے لیے ایسے احکام دیئے گئے ہیں جو شخص اپنے سوالوں سے تفصیلات اور قیود مقرر کر لے وہ دراصل مسلمانوں کو بڑے خطرے میں ڈالتا ہے اس لیے کہ اس طرح پابندیاں زیادہ ہو جائیں گی اور پیروی کرنے والوں کو مشکل ہوگی اور وہ اس کی خلاف ورزی بھی زیادہ کرنے لگیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے ایک گروہ کے متعلق بیان فرمایا ہے کہ ان لوگوں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے بھی اسی قسم کے الٹے سیدھے سوالات کیے تھے اور پھر ان ہی باتوں کی وجہ سے وہ کفر میں مبتلا ہوئے یعنی پہلے انھوں نے خود ہی عقائد اور احکام طرح طرح کی باتیں بنائیں ایک ایک چیز کے متعلق سوالات کیے اور ہر چیز کی حدیں قائم کرائیں۔ حدود و قیود کا ایسا جال بنا لیا کہ اس میں الجھ کر خود ہی گمراہ ہونے لگے، پابندیاں اتنی بڑھا لیں کہ پورا نہ کر پائے اور نافرمانی میں شامل ہوئے۔

اپنی فکر کرو

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا عَلَيْكُمْ أَنفُسَكُمْ لَا يَضُرُّكُم مَّن ضَلَّ إِذَا اهْتَدَيْتُمْ إِلَى اللَّهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيعًا فَيُنَبِّئُكُم بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ۝ (المائدہ: ۱۰۵)

"اے ایمان لانے والو! اپنی فکر کرو کسی دوسرے کی گمراہی سے تمہارا کچھ نہیں بگڑتا اگر تم خود سیدھے راستے پر ہو۔ اللہ کی طرف تم سب کو پلٹ کر جانا ہے پھر وہ تمہیں بتا دے گا جو کچھ تم کرتے رہے تھے۔"

یہاں مومنوں کو یہ حکم دیا جا رہا ہے کہ تم دوسروں کے عیب نہ ٹٹولو، اپنی فکر کرو۔ تم یہ نہ دیکھو کہ فلاں کیا کر رہا ہے، اس کے عقیدے میں کیا خرابی ہے، اس کے اعمال میں کیا برائی ہے۔ تمہیں تو یہ دیکھنا چاہیے کہ تم خود کیا کر رہے ہو۔ اس کی فکر کرو کہ کہیں تمہارے اخلاق اور اعمال تو خراب نہیں ہو رہے ہیں۔ اگر تم خود اللہ کی اطاعت کرتے رہے، اللہ اور اس کے بندوں کے حقوق ادا کرتے رہے اور تمام احکام کی پیروی کرتے رہے تو چاہے کوئی کتنا ہی گمراہ ہو اس کی گمراہی تمہارے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیے نقصان دہ نہیں ہو سکتی۔

غلط فہمی سے کچھ لوگ اس کا مطلب یہ لیتے ہیں کہ آدمی کو بس اپنی نجات کی فکر کرنا چاہیے دوسروں کی اصلاح کی اسے ضرورت نہیں ہے۔ اسی غلط فہمی کو دور کرتے ہوئے ایک بار ابوبکر صدیق رضؓ نے فرمایا، کہ "لوگو! تم اس آیت کا غلط مطلب لیتے ہو، مَیں نے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ جب لوگ برائی کو دیکھ کر اسے بدلنے کی کوشش نہ کریں، ظالم کو ظلم کرتے دیکھ کر اس کا ہاتھ نہ پکڑیں تو وہ دن دور نہیں جب اللہ اپنے عذاب میں سب کو لپیٹ لے۔ خدا کی قسم تم پر یہ ضروری ہے کہ بھلائی کا حکم دو اور برائی سے روکو۔"

اب یہ بات واضح ہو گئی کہ یہاں یہ مطلب نہیں ہے کہ آدمی اپنی فکر کرے اور دوسروں کی اصلاح نہ کرے، بلکہ مطلب یہ ہے کہ اپنے اعمال کی درستی کی طرف بھی پوری توجہ رکھی جائے، اور دوسروں کو بھی اس پر اُبھارا جائے۔ لیکن اگر سمجھانے کے باوجود کوئی نصیحت قبول نہیں کرتا اور گمراہی پر جما رہتا ہے تو اس کی گمراہی سے اہلِ ایمان کو کوئی نقصان نہیں پہنچتا جب تک وہ ہدایت پر جمے رہیں ان کا کچھ نہیں بگڑتا۔

اور یہ تو یقینی بات ہے کہ سب کو لوٹ کر جانا خدا ہی کی طرف ہے اس وقت وہ سب بتا دے گا کہ تم کیا کرتے رہے تھے۔ ہدایت پر قائم رہنے والوں کو ان کا اجر مل جائے گا اور سمجھانے کے باوجود نہ ماننے والے اپنی سزا بھگت لیں گے۔

مشرکوں کو مسجدِ حرام کے قریب نہ جانے دو

يَآأَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هٰذَا ۚ وَإِنْ خِفْتُمْ عَيْلَةً فَسَوْفَ يُغْنِيكُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهِ إِنْ شَاءَ ۚ إِنَّ اللّٰهَ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ۝ (التوبہ: ۲۸)

"اے ایمان لانے والو! مشرک لوگ ناپاک ہیں اس لیے اس سال کے بعد یہ مسجد حرام کے قریب نہ آنے پائیں۔ اور اگر تم تنگدستی سے ڈرتے ہو تو ایسا ہو سکتا ہے کہ اللہ چاہے تو اپنے فضل سے تمہیں مالدار کر دے۔ اللہ تو سب کچھ جاننے والا اور بڑی حکمت والا ہے۔"

ایمان والوں کو بتایا گیا ہے کہ دیکھو یہ مشرک ناپاک ہیں اس لیے تم انہیں مسجد حرام کے قریب نہ آنے دو۔ یعنی آیندہ کے لیے ان کا حج اور زیارت ہی بند نہیں بلکہ اس پاک جگہ میں ان کا داخل ہونا ہی منع ہے۔ "ناپاک" ہونے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ وہ خود ناپاک ہیں، بلکہ ان کے اعتقادات، ان کے اخلاق، ان کے اعمال اور ان کے طور طریقے ناپاک ہیں، اور اسی نجاست کی وجہ سے وہ حرم میں نہیں جا سکتے۔

اگر تمہیں یہ ڈر ہو کہ ان کے نہ آنے سے کہیں تجارت بند نہ ہو جائے تو یہ ایک فضول بات ہے۔ مطلب یہ ہے کہ مشرکین جب حج و زیارت کے لیے آتے تو مسلمانوں کی تجارت چمک اٹھتی تھی اور خوب خرید و فروخت اور منافع ہوتے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مشرکوں کے نہ آنے سے تمہیں یہ اندیشہ نہ ہونا چاہیے کہ کہیں تمہیں مفلسی اور تنگدستی نہ گھیر لے۔ اللہ اگر چاہے گا تو بہت جلد تم کو اپنے فضل سے مالدار کر دے گا۔ تم اس کی ہدایات پر عمل کرو اور اس کے فضل کے امیدوار رہو۔

مومن کی شان ہی یہ ہے کہ آقا کا حکم ملتے ہی سر جھکا دے۔ پھر اس کے بعد

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنے ذاتی نفع نقصان کے بارے میں کچھ نہ سوچے۔ یوں تو اللہ کے تمام احکام میں مصلحت پوشیدہ ہے، لیکن انسان اگر اپنی کم علمی کی وجہ سے اس کے کسی حکم کی مصلحت کو نہ جان سکے تو اسے اطاعت میں ہرگز کمی نہ کرنا چاہیے۔ حکم چونکہ خدا کا ہے اس لیے سر اطاعت جھکنا چاہیے کیونکہ اسی خدا پر ایمان لانے کا دعویٰ کیا ہے۔ مومن کو یہ یقین رکھنا چاہیے کہ ہر طرح کا نفع نقصان خدا کے ہاتھ میں ہے، جو کچھ ہوتا ہے اس کے حکم سے ہوتا ہے، اور وہ جب چاہے حالات کا رُخ بدل سکتا ہے۔ اس لیے حالات کے دباؤ یا نفع نقصان کے خیال سے اطاعت میں کمی نہ آنا چاہیے۔ یہی ایمان کی کسوٹی ہے۔

منکرینِ حق سے جنگ کرو

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قَاتِلُوا الَّذِينَ يَلُونَكُمْ مِنَ الْكُفَّارِ وَلْيَجِدُوا فِيكُمْ غِلْظَةً ۚ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ مَعَ الْمُتَّقِينَ ○

(التوبہ: ۱۲۳)

"اے ایمان لانے والو! ان کافروں سے جنگ کرو جو تمہارے پاس ہیں اور چاہیے کہ وہ تمہارے اندر سختی پائیں اور جان لو اللہ متقیوں کے ساتھ ہے۔"

یہاں مومنوں کو حکم دیا جا رہا ہے کہ پہلے وہ ان کافروں سے جنگ کریں جو ان کے پاس ہیں۔ یہاں کافروں سے مراد وہ منافق لوگ ہیں جن کے دلوں کا حال پوری طرح ظاہر ہو چکا تھا اور اب کسی کو یہ شبہ نہ تھا کہ وہ منافق نہیں ہیں، ان

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا ایک ایک عمل یہ ظاہر کر رہا تھا کہ وہ منافق ہیں۔ ان لوگوں کے اسلامی سوسائٹی سے ملے جلے رہنے کی وجہ سے سخت نقصانات پہنچ رہے تھے۔ اسی لیے حکم دیا گیا کہ ان آستین کے سانپوں سے باقاعدہ جہاد کرنا چاہیے کیونکہ ان سے اسلام اور مسلمانوں کو سخت نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے۔ یہاں ان کے خلاف لفظ "قتال" استعمال کیا گیا جس سے مراد ہے کہ ان کا پوری طرح قلع قمع کر دیا جائے ان کو ختم کرنے میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی جائے۔ ان لوگوں کے لیے لفظ "کفار" کا استعمال کرنے کی بھی وجہ یہی ہے کہ ان لوگوں کا انکار حق صاف طریقے پر واضح ہو چکا ہے۔ اب ان کے ظاہری ایمان پر بھروسہ نہ کرنا چاہیے اور انہیں کوئی رعایت نہ دی جائے۔ یہ دراصل کافر ہی ہیں۔

پھر فرمایا کہ یہ لوگ تمہارے اندر سختی پائیں، کسی صورت میں بھی ان پر نرمی نہ کی جائے۔ اب وہ نرم سلوک ختم ہو جانا چاہیے جو اب تک ان کے ساتھ ہوتا رہا ہے۔ اب برتاؤ میں ڈھیل دینے کا وقت نہیں ہے۔

آگے فرمایا کہ اللہ متقیوں کے ساتھ ہے۔ اگر ان منکرین حق کے ساتھ دوستی اور رشتہ داری نبھائی گئی تو یہ بات تقویٰ کے خلاف ہو گی کیونکہ متقی لوگ خدا کے دشمنوں سے تعلق نہیں رکھتے۔ جو یہ چاہے کہ خدا کی مدد اور اس کی رحمت ساتھ ہو تو اسے خدا کے نافرمان بندوں سے اپنا تعلق توڑ دینا چاہیے۔ یہاں تقویٰ کا دوسرا مطلب یہ بھی ہے کہ ان منافقوں سے سختی کرنے کی جو ہدایت دی جا رہی ہے اس میں ایسا نہ ہو کہ تم اخلاق اور انسانیت کو بھی چھوڑ دو۔ یاد رکھو اللہ تو متقیوں کے ساتھ ہے۔ اگر تم خدا کی مدد اور اس کے فضل کو ساتھ دیکھنا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چاہتے ہو تو سختی میں بھی حد سے نہ بڑھ جاؤ۔ اپنے ہر معاملے میں اللہ سے ڈرتے رہو، کہیں تم سے کوئی ایسی بات نہ ہو جائے جس کی وجہ سے اللہ کی رحمت تمہارا ساتھ نہ چھوڑ دے۔

اللہ کا احسان یاد رکھو

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ جَآءَتْكُمْ جُنُوْدٌ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا وَّجُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرًا ۝ (الاحزاب: ۹)

"اے ایمان لانے والو! یاد کرو اس احسان کو جو (ابھی ابھی) اس نے تم پر کیا ہے، جب لشکر تم پر چڑھ آئے تو ہم نے ان پر ایک سخت آندھی بھیج دی اور ایسی فوجیں جو تم کو نظر نہ آتی تھیں اللہ وہ سب کچھ دیکھ رہا تھا جو تم اس وقت کر رہے تھے۔"

یہ اور اس کے بعد کی چند آیات اس وقت نازل ہوئیں جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کو غزوۂ احزاب میں جسے غزوۂ خندق بھی کہتے ہیں فتح نصیب ہوئی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے یہاں اس احسان کا ذکر فرمایا ہے جو اس موقع پر کیا گیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سنہ ۴ھ میں یہود بنی نضیر کو ان کی نامناسب حرکتوں کی وجہ سے مدینہ سے نکال دیا تھا۔ یہ لوگ جلاوطن ہو جانے کے بعد عرب کے کافر قبیلوں سے مل گئے اور انہوں نے حضورؐ اور مسلمانوں کے خلاف حملے کی اسکیم بنائی۔ انہوں نے اپنے ساتھ قریش، فزارہ، غطفان اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بنی قریظہ کو بھی مدینہ منورہ پر حملہ کے لیے آمادہ کر لیا۔ اور تقریباً بارہ ہزار کافروں کا لشکر مدینہ پر حملہ کرنے کے لیے چل کھڑا ہوا۔ خدا کے فضل اور کچھ مخلص مسلمانوں کی مدد سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس زبردست حملے کی اطلاع چھ دن پہلے مل گئی۔ آپؐ تین ہزار مسلمانوں کے ساتھ مدینہ سے باہر نکلے۔ اس موقع پر حضرت سلمان فارسی نے مشورہ دیا کہ مدینے کی حفاظت کے لیے اس کے چاروں طرف خندق کھود لی جائے۔ ان کی رائے پسند کی گئی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام مجاہدین کو خندق کھودنے کا حکم دے دیا، اور خود بھی کھدائی میں شریک ہو گئے۔ آخر کار کفار کا یہ لشکر جس کی تعداد دس یا بارہ ہزار بتائی جاتی ہے مدینہ پہنچ گیا۔ یہ لشکر وہاں ایک مہینہ پڑا رہا، مگر کوئی خاص مقابلہ نہ ہوا۔ بس آپس میں کبھی کبھی جھڑپیں ہو جاتی تھیں، کبھی پتھراؤ ہو جاتا اور کبھی تیر چل جاتے۔ مسلمان ثابت قدم تھے۔ انہوں نے اپنی حفاظت کا بندوبست خوب کر لیا تھا۔ کافروں نے یہ سوچا بھی نہیں تھا کہ انہیں مدینہ سے باہر خندق سے واسطہ پڑے گا۔ جاڑوں کا موسم تھا اور انہیں طویل محاصرے کے لیے وہاں ٹھہرنا تھا جس کے لیے وہ تیار ہو کر بھی نہ آئے تھے۔ اس لیے یہ موقع ان پر سخت تھا۔ اب انہوں نے غداری اور فریب سے کام لینے کی بات سوچی۔ انہوں نے ایک یہودی قبیلے بنی قریظہ کو جو مدینہ کے جنوب مشرق میں تھا اس بات پر آمادہ کیا کہ وہ مسلمانوں سے کیا ہوا معاہدہ توڑ دے۔ بنی قریظہ سے مسلمانوں کا باقاعدہ یہ معاہدہ ہو گیا تھا کہ اگر مدینہ پر حملہ ہوا تو وہ مسلمانوں کی مدد کریں گے۔ اسی معاہدے پر مسلمانوں کو اطمینان تھا اور انہوں نے اپنے بال بچے اسی مقام پر بھجوا دیئے تھے جو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بنی قریظہ کی جانب تھا۔ کیونکہ وہاں مسلمانوں کو کوئی خطرہ نہ تھا، اور اس جانب سے انہوں نے حفاظت کا کوئی انتظام بھی نہ کیا تھا۔ کافروں نے اس کمزوری کو بھانپ لیا اور اس قبیلے کے سردار کے پاس اپنا پیام بھیجا کہ تم معاہدہ توڑ کر جنگ میں شامل ہو جاؤ۔ پہلے تو بنی قریظہ نے انکار کیا اور کہا کہ ہمارا محمدؐ سے معاہدہ ہے اور ہمیں آج تک ان سے کوئی شکایت بھی نہیں ہوئی۔ لیکن ان لوگوں نے پھر بہکایا۔ کہنے لگے کہ ہماری پوری طاقت متحد ہو کر محمدؐ پر چڑھ آئی ہے۔ اسے ختم کر دینے کا موقع اچھا ہے، اگر یہ ہاتھ سے جاتا رہا تو پھر تمہیں کوئی موقع نہ ملے گا۔ چنانچہ ان کی اسلام دشمنی پاس و لحاظ پر غالب آگئی اور وہ معاہدہ توڑنے پر تیار ہو گئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات کا علم ہو گیا پھر بھی آپ نے تحقیق کے لیے بنی قریظہ کے پاس کچھ سرداروں کو بھیجا۔ وہاں انہوں نے بنی قریظہ کو خیانت پر آمادہ پایا، جب انہیں ان کا عہد یاد دلایا گیا تو انہوں نے کہہ دیا کہ ہمارے درمیان کوئی معاہدہ نہیں ہے۔ حضورؐ سے یہ بات عرض کر دی گئی۔ یہ خبر مسلمانوں میں بہت جلد پھیل گئی اور وہ بے چین ہو گئے۔ ان کے شہر کا وہ حصہ بھی خطرے میں پڑ گیا جہاں بچاؤ کا کوئی انتظام نہ تھا اور جدھر ان کے بال بچے تھے۔ اب منافقین نے اس موقع پر باتیں بنانا شروع کر دیں اور اہل ایمان کے حوصلے پست کرنے کی کوشش کی۔ یہ بڑی آزمائش کا وقت تھا۔ یہاں ہر اس شخص کا بھانڈا پھوٹ گیا جس کے دل میں ذرہ برابر بھی نفاق تھا۔ صرف سچے اور مخلص اہل ایمان اس سخت وقت میں ثابت قدم رہے۔

اس موقع پر قبیلۂ غطفان کے ایک صاحب نعیم بن مسعود مسلمان ہو کر حضورؐ کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پاس آئے اور کہنے لگے میرے اسلام لانے کا ابھی کسی کو علم نہیں ہے، آپ چاہیں تو اس موقع پر مجھ سے کوئی خدمت لے لیں۔ حضورؐ نے فرمایا کہ تم دشمنوں میں پھوٹ ڈالنے کی کوشش کرو، کیونکہ جنگ میں دھوکہ جائز ہے۔ چنانچہ نعیم نے تدبیر سوچ لی۔ پہلے وہ بنی قریظہ کے پاس گئے اور کہا، قریش اور غطفان محاصرے سے تنگ آ کر واپس بھی جا سکتے ہیں، ان کا کچھ نہ بگڑے گا تمہیں تو اس جگہ مسلمانوں کے ساتھ رہنا ہے تم مشکل میں پڑ جاؤ گے۔ ایسا کرو کہ ضمانت کے طور پر ان قبیلوں کے کچھ سرداروں کو اپنے پاس رکھ لو پھر ان کا ساتھ دو۔ یہ بات بنی قریظہ کے دل میں اتر گئی اور انہوں نے نعیم کا مشورہ مان لینے کا فیصلہ کر لیا۔ پھر نعیم قریش اور غطفان کے پاس گئے۔ بولے بنی قریظہ ڈھیلے پڑ رہے ہیں اور انہیں اپنی عہد شکنی پر ندامت ہے۔ ہو سکتا ہے وہ تم سے ضمانت کے طور پر کچھ آدمی مانگیں اور انہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے کر کے اپنا معاملہ صاف کر لیں۔ اس لیے تم ہوشیار رہو۔ اب وہ لوگ بنی قریظہ کی طرف سے کھٹک گئے اور انہوں نے ان سے کہلوایا کہ محاصرے سے ہم تنگ آ گئے ہیں اب کل سے جنگ کرنے کو تیار رہو، تم اپنی طرف سے مسلمانوں پر حملہ کر دو اور ہم ادھر سے ان کی خبر لیں۔ بنی قریظہ نے جواب میں کہلا بھیجا کہ جب تک آپ اپنے چند نمایاں آدمی ضمانت کے طور پر ہمارے حوالے نہ کر دیں گے ہم جنگ کا خطرہ مول نہیں لے سکتے۔ اس جواب سے یہ لوگ سمجھ گئے کہ نعیم نے سچ کہا تھا۔ انہوں نے ضمانت کے لیے انکار کر دیا اس انکار سے بنی قریظہ بھی یہ سمجھ گئے کہ نعیم نے ہمیں ٹھیک مشورہ دیا تھا اس طرح یہ جنگی چال کامیاب رہی، اور آپس میں پھوٹ پڑ گئی۔ پھوٹ پڑ جانے سے محاصرین کے حوصلے پست ہو گئے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور ان میں وہ جوش اور ولولہ باقی نہ رہا۔ اسی حالت میں اچانک ایک رات سخت آندھی آئی جس میں سردی، کڑک اور چمک تھی اور سخت اندھیرا تھا۔ اس آندھی میں دشمنوں کے خیمے اُلٹ گئے اور افراتفری پیدا ہو گئی۔ یہ لوگ ایسے بوکھلائے کہ راتوں رات اپنے اپنے گھروں کو چل دیئے۔ صبح جب مسلمانوں نے دیکھا تو ایک دشمن بھی موجود نہ تھا۔ اس کے بعد سے قریش نے کبھی حملہ نہیں کیا۔ بلکہ ان کی قوت مسلمانوں کی طرف منتقل ہو گئی۔ اس کے بعد مسلمانوں نے بنی قریظہ کی خبر لی۔ ان کے تمام مردوں کو قتل کر دیا گیا عورتوں اور بچوں کو غلام بنا لیا گیا اور ان کی املاک مسلمانوں میں تقسیم کر دی گئیں۔ بعد میں پتہ چلا کہ ان لوگوں نے جنگ احزاب میں شریک ہونے کے لیے مسلمانوں کے خلاف بہت زیادہ لڑائی کا سامان جمع کر رکھا تھا۔ اگر اللہ کی مدد مسلمانوں کے شامل حال نہ ہوتی تو ان کا یہ اچانک حملہ بڑا سخت ہوتا۔

یہ مسلمانوں پر اللہ کا بہت ہی بڑا احسان تھا۔

ہر انسان جو کچھ کر رہا ہے اسے وہ کل ضرور دیکھ لے گا

يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ نَسُوا اللّٰهَ فَاَنْسٰهُمْ اَنْفُسَهُمْ ۭ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝

(الحشر: ۱۸، ۱۹)

"اے ایمان لانے والو! اللہ سے ڈرو اور ہر ایک اُسے ضرور دیکھ لے گا جو وہ کل کے لیے آگے بھیج رہا ہے۔ اللہ سے ڈرو جو کچھ تم کرتے ہے"

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو اللہ کو خبر ہے ــــــ اور تم ان لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ جنہوں نے اللہ کو بھلا دیا پھر اللہ تعالیٰ نے خود ان کی جانوں سے ان کو غافل کر دیا یہی تو وہ لوگ ہیں جو نا فرمان ہیں ۔"

ایک ہی آیت میں دو بار اللہ سے ڈرنے کی تاکید کی گئی۔ جس دل میں تقویٰ ہو اور وہ یہ سمجھتا ہو کہ اللہ اس کے ہر کام کو دیکھتا اور ہر بات کو سنتا ہے اور اس کے ہر ارادے سے واقف ہے تو کسی گناہ کی توقع اس سے کم ہی ہے۔ لیکن اگر خدا کے حاضر و ناظر ہونے کا یقین دل سے نکل جائے تو انسان ظلم، سرکشی اور نافرمانی کا پتلا بن کر رہ جائے گا۔ جب دل میں تقویٰ ہو تو برے خیالات نہیں آ سکتے، انسان غلط راہ پر نہیں چل سکتا اور خدا کی نافرمانی نہیں ہو سکتی۔

فرمایا، اے مسلمانو! تم دنیا میں مست ہو کر نہ رہ جاؤ۔ یہاں کی تفریحات اور یہاں کے آرام میں نہ الجھے رہو۔ یاد رکھو یہ دنیا عارضی ہے یہاں کا ہر آرام ختم ہونے والا ہے۔ تم کو تو ہمیشہ رہنے والی زندگی ملے گی اور وہاں تمہارے کام وہی آئے گا جو تم یہاں سے بھیج رہے ہو دنیا کی کوئی لذت اور آرام تمہارا ساتھ نہ دے گا بلکہ صرف تمہارے نیک اعمال اور تمہارا تقویٰ وہاں تمہارے ساتھ ہوگا۔

دیکھو اللہ سے ڈرو، اللہ سے تم کچھ نہیں چھپا سکتے۔ تم جو کچھ کر رہے ہو اللہ کو اس کی خبر ہے اور اسی کے مطابق تمہیں آخرت میں جزا و سزا ملے گی اپنی آخرت بنانے کی فکر کرو، کچھ نیک اعمال اپنے آگے بھیج دو تا کہ وہ تمہاری مغفرت کا سامان بن سکیں۔ ان لوگوں کی طرح تم زندگی نہ گزارو جو اللہ کو بالکل بھول چکے ہیں اور اس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے احکام کو فراموش کر چکے ہیں۔ یہ لوگ اللہ کی ہدایتوں سے بے پروائی برت رہے ہیں ایسے لوگوں کو اللہ بھی بھلا دیا کرتا ہے۔ اللہ کے بھلا دینے سے مطلب یہ ہے کہ پھر ان پر کوئی توجہ نہیں کی جاتی۔ وہ گمراہی کی تاریکیوں میں بھٹکتے رہتے ہیں انہیں کوئی روشنی نہیں ملتی۔ گناہوں میں پھنستے چلے جاتے ہیں۔ اللہ کی رحمت ان کا ساتھ نہیں دیتی۔ اللہ اپنی نظر کرم ان پر سے ہٹا لیتا ہے اور وہ مغضوب و معتوب ہو کر رہ جاتے ہیں جنتی اور دوزخی برابر نہیں ہو سکتے۔ اہلِ جنت کو ہی کامیابی اور کامرانی ملا کرتی ہے۔

اللہ کے اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ

يَآأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا عَدُوِّي وَعَدُوَّكُمْ أَوْلِيَآءَ تُلْقُونَ إِلَيْهِم بِالْمَوَدَّةِ وَقَدْ كَفَرُوا بِمَا جَآءَكُم مِّنَ الْحَقِّ يُخْرِجُونَ الرَّسُولَ وَإِيَّاكُمْ أَن تُؤْمِنُوا بِاللَّهِ رَبِّكُمْ إِن كُنتُمْ خَرَجْتُمْ جِهَادًا فِي سَبِيلِي وَابْتِغَآءَ مَرْضَاتِي تُسِرُّونَ إِلَيْهِم بِالْمَوَدَّةِ وَأَنَا أَعْلَمُ بِمَآ أَخْفَيْتُمْ وَمَآ أَعْلَنتُمْ وَمَن يَفْعَلْهُ مِنكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيلِ ۝ (الممتحنہ: ۱)

"اے ایمان لانے والو! تم میرے دشمنوں کو اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ۔ تم ان لوگوں کو دوستی کے پیغام بھیجتے ہو حالانکہ یہ تو اس دینِ حق کے منکر ہیں جو تمہارے پاس آیا ہے وہ رسولؐ کو اور تم کو اس بات پر وطن سے نکال چکے ہیں کہ تم اس اللہ پر ایمان لائے ہو جو تمہارا پروردگار

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ اگر تم میری راہ میں جہاد کرنے اور میری خوشنودی حاصل کرنے کی غرض سے نکلے ہو (تو ان منکروں کو دوست نہ بناؤ) تم دوستی کی وجہ سے ان لوگوں کی طرف پوشیدہ پیغام بھیجتے ہو۔ حالانکہ جو کچھ تم چھپا کر کرتے ہو اور جو کھلے بندوں کرتے ہو وہ سب میں جانتا ہوں۔ تم میں سے جو ایسا کرے گا تو یقین جانو وہ سیدھے راستہ سے بھٹک گیا۔"

وہ لوگ جو خدا اور رسولؐ کو نہیں مانتے۔ اس کے دین کا انکار کرتے ہیں اور جو اسلام اور مسلمانوں کے دشمن ہیں ان سب کو اللہ نے اپنا اور مسلمانوں کا دشمن کہا ہے اور ان سے قطع تعلق کا حکم دیا ہے۔ یہ حکم دے کر اللہ تعالیٰ نے اپنے مومن بندوں کو اس نقصان سے بچایا ہے جو ان دشمنوں کی طرف سے پہنچنے کا خطرہ ہے۔

کہا جاتا ہے کہ یہ آیت اس موقع پر نازل ہوئی جب مدینہ کے ایک صحابی حضرت حاطب بن بلتعہؓ سے ایک کوتاہی ہو گئی تھی۔ واقعہ یوں بیان کیا جاتا ہے کہ بنی ہاشم کی ایک باندی جس کا نام سارا تھا مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ آئی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا کیا تو مسلمان ہو کر آئی ہے؟ اس نے کہا، نہیں میں محتاج ہو کر آئی ہوں۔ حضورؐ نے لوگوں سے کہا تو سب نے کپڑے اور دوسرے سامان سے اس کی مدد کی۔ جب واپس جانے لگی تو حاطبؓ نے چپکے سے ایک خط اسے دے دیا۔ یہ خط مکہ کے کافروں کے نام لکھا گیا تھا۔ اس میں لکھا تھا کہ تم لوگ ہوشیار رہنا حضورؐ حملہ کا ارادہ کر رہے ہیں۔ حاطبؓ نے خفیہ خط کے ذریعہ یہ اطلاع مکہ پہنچانے کا ارادہ کیا۔ کیونکہ مکے میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کے اہل وعیال تھے۔ اپنے اہل وعیال کی حفاظت کے لیے انہوں نے ایسا کیا اور اس عورت کو خط دے کر چلتا کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیؐ کو اس خفیہ خط سے آگاہ فرما دیا۔ چنانچہ آپؐ نے حضرت علیؓ اور کچھ دوسرے ساتھیوں کو حکم دیا کہ تم سب روضۂ خاخ پر پہنچو۔ وہاں تمہیں ایک عورت ملے گی۔ اس کے پاس ایک خفیہ خط ہے وہ خط لے کر آ جاؤ اور عورت کو چھوڑ دو۔ اب ان لوگوں نے جا کر اس عورت کو پکڑا، اور اس کے سامان کی تلاشی لی لیکن خط نہ نکلا۔ حضرت علیؓ نے اسے قتل کی دھمکی دی تو اس نے اپنے بالوں کے جوڑے سے وہ خط نکال کر دیا۔ یہ لوگ خط لے کر واپس آئے۔ حضورؐ نے حاطبؓ سے دریافت کیا۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہؐ! میں نے کسی قسم کی خیانت اور نفاق کی وجہ سے ایسا نہیں کیا۔ میں نے تو اپنے اہل وعیال کی حفاظت کے لیے لکھا تھا کہ اس احسان کی وجہ سے مکہ کے کافر میرے اہل و عیال کو قتل نہ کر دیں۔ حضورؐ نے حاطبؓ کا عذر قبول فرما لیا اور انہیں معاف کر دیا۔

اسی موقع پر فرمایا گیا تم دشمنوں سے دوستی اور ساز باز نہ رکھو ورنہ تمہیں اور تمہارے ایمان کو نقصان پہنچے گا۔ ان کی دوستی دنیا و آخرت دونوں کے لحاظ سے مضر ہے۔ کیا تمہیں یاد نہیں انہوں نے تو تمہیں، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو صرف اتنی سی بات پر شہر سے نکال دیا تھا کہ تم اللہ کو اپنا رب مان کر ایمان لائے ہو، ان کی یہ کھلی دشمنی دیکھ کر بھی تم دھوکے میں ہو اور ان سے اپنی راز کی باتیں بھی کہہ دیتے ہو۔ اگر تم واقعی میری راہ میں جہاد کرتے اور میری خوشنودی کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تلاش میں نکلے ہو تو تمہیں ان سے ترکِ تعلق کرنا ہوگا۔ اب چاہے تم کچھ ظاہر کرو یا چھپاؤ، اللہ کے علم میں سب کچھ ہے یاد رکھو ساری ہدایتیں ملنے کے باوجود اگر کوئی نافرمانی کرتا رہا تو وہ گمراہ ہو گیا اور یہ گمراہی اس کی دنیا و آخرت کی تباہی ہے۔

جو عورتیں ہجرت کر کے آئیں اُن کا امتحان کر لیا کرو

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا جَاءَكُمُ الْمُؤْمِنَاتُ مُهَاجِرَاتٍ فَامْتَحِنُوهُنَّ ۖ اللَّهُ أَعْلَمُ بِإِيمَانِهِنَّ ۖ فَإِنْ عَلِمْتُمُوهُنَّ مُؤْمِنَاتٍ فَلَا تَرْجِعُوهُنَّ إِلَى الْكُفَّارِ ۖ لَا هُنَّ حِلٌّ لَهُمْ وَلَا هُمْ يَحِلُّونَ لَهُنَّ ۖ وَآتُوهُمْ مَا أَنْفَقُوا ۚ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ أَنْ تَنْكِحُوهُنَّ إِذَا آتَيْتُمُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ ۚ وَلَا تُمْسِكُوا بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ وَاسْأَلُوا مَا أَنْفَقْتُمْ وَلْيَسْأَلُوا مَا أَنْفَقُوا ۚ ذَٰلِكُمْ حُكْمُ اللَّهِ ۖ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ ۚ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ﴿ (الممتحنہ: ۱۰)

"اے ایمان لانے والو! جب تمہارے پاس مومن عورتیں ہجرت کر کے آئیں تو پہلے ان کا امتحان لیا کرو۔ اللہ تو اُن کے ایمان کو خوب جانتا ہے پھر اگر تم واقعی انہیں مومن سمجھو تو انہیں کافروں کی طرف واپس نہ لوٹاؤ۔ کیونکہ نہ تو وہ عورتیں ان کافروں کے لیے حلال ہیں اور نہ وہ کافر ان عورتوں کے لیے حلال ہیں۔ ہاں جو مہر کافروں نے انہیں دیا ہو وہ ان کافروں کو واپس کر دو اور پھر تم کو ان عورتوں سے نکاح کرنے میں کوئی گناہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں جب کہ تم اُن کے مہر اُن کو ادا کر دو۔ اور وہ عورتیں جو کافر رہ گئیں اُن کو قبضہ میں نہ رکھو جو مہر تم نے انہیں دیا تھا وہ (کافروں سے) مانگ لو اور جو کچھ انہوں نے خرچ کیا انہیں چاہیے کہ وہ تم سے مانگ لیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے وہ تمہارے درمیان فیصلہ کر رہا ہے وہ تو سب کچھ جاننے والا اور بڑی حکمت والا ہے۔"

جب اسلام پھیل رہا تھا تو ایسا ہوتا کہ کہیں مرد مسلمان ہو جاتے اور ان کی بیویاں کافر رہ جاتیں اور کبھی کچھ کافروں کی بیویاں مسلمان ہو جاتیں اور ہجرت کر کے مدینہ چلی آتیں۔ یہ اچھا خاصا مسئلہ تھا کہ مسلمان کیا کریں، اسی مشکل کو حل کرنے کے لیے یہ آیتیں نازل ہوئیں اور واضح الفاظ میں یہ بتا دیا گیا کہ اے مسلمانو! اگر عورتیں مسلمان ہو کر اور اپنے وطن کو چھوڑ کر تمہارے پاس چلی آئیں تو تمہیں چاہیے کہ انہیں دیکھتے ہی مسلمان نہ سمجھ بیٹھو بلکہ پہلے انہیں آزماؤ اُن کے ایمان کو جانچو اور پرکھو تاکہ یہ معلوم ہو جائے کہ یہ صرف اسلام کی خاطر اپنا وطن چھوڑ کے ہجرت کر کے آئی ہیں یا کسی اور غرض سے آئی ہیں، اور ایمان کا جھوٹا دعویٰ کر رہی ہیں۔ یوں تو اللہ ان کے ایمان کو اچھی طرح جانتا ہی ہے لیکن تم اپنے اطمینان کے لیے ان کا امتحان ضرور لے لیا کرو۔ پھر آزمانے کے بعد اگر تم یہ سمجھو کہ یہ واقعی مومن ہیں تو انہیں کافروں کی طرف واپس نہ کرو کیونکہ مسلمان ہو جانے کے بعد یہ عورتیں کافروں کے لیے حلال نہیں ہیں اور نہ کافر ان مسلمان عورتوں کے لیے حلال ہیں۔ ایمان لانے کے بعد ان کا رشتۂ زوجیت کافروں سے ٹوٹ گیا۔ اب تم ایسا کر سکتے ہو کہ ان عورتوں کو ان کے کافر شوہروں نے جو مہر دیا تھا وہ ان کافروں کو واپس کر کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تم ان سے نکاح کر لو۔ پھر ان عورتوں کو بھی مہر دے دو، اور تم ان عورتوں سے کوئی تعلق نہ رکھو جو اسلام لانے سے پہلے تمہاری بیویاں تھیں اور اب کافرہ گئی ہیں وہ کافر عورتیں تمہارے لیے نہیں بلکہ کافروں کے لیے ہی حلال ہیں۔ اب تم کافروں سے وہ مہر لے کر جو تم نے انہیں دیا تھا ان کافر عورتوں کو ان کے حوالے کر دو۔ اسی طرح وہ عورتیں جنہیں کافروں نے مہر دیا تھا اور وہ اب مسلمان ہو کر تمہارے قبضے میں ہیں ان کا مہر کافر تم سے واپس لے سکتے ہیں۔

یہ تو اللہ تعالیٰ کا حکم ہے معاملات کو ٹھیک اور درست رکھنے کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے بہت سے احکام نازل فرمائے ہیں۔ وہ اپنی ہدایتوں کے ذریعے فیصلے کرتا ہے۔

ان لوگوں سے دوستی نہ کرو جن پر اللہ کا غضب ہے

يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ قَدْ يَئِسُوْا مِنَ الْاٰخِرَةِ كَمَا يَئِسَ الْكُفَّارُ مِنْ اَصْحٰبِ الْقُبُوْرِ ۝

(الممتحنہ: ۱۳)

"اے ایمان لانے والو! ان لوگوں سے دوستی نہ کرو جن پر اللہ نے اپنا غصہ اور غضب فرمایا ہے وہ لوگ تو آخرت کے ثواب سے ایسے ناامید ہوئے ہیں جیسے کافر قبر والوں کی طرف سے ناامید ہیں"

وہ دو راہی جن کی منزلیں الگ الگ ہوں ایک دوسرے کا ساتھ نہیں دے سکتے۔ اور اگر دینے لگیں تو نقصان اٹھانا پڑتا ہے۔ کافروں کی رفاقت مومنوں کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیے ہر لحاظ سے نقصان دہ ہے۔ اسی لیے بار بار مومنوں کو تاکید کی گئی کہ ایمان لانے کے بعد ان نافرمانوں سے دلی تعلق اور لگاؤ پیدا نہ کرو جن پر اللہ کا غصہ اور غضب فرمایا گیا ہے۔ یہ لوگ تم سے مختلف ہیں۔ تم مومن ہو اللہ کی رحمتوں اور انعام کے مستحق ہو اور یہ لوگ سزا پانے والے ہیں۔ پھر تمہاری اور ان کی دوستی کیسے ممکن ہے تمہارے اور ان کے سوچنے کے انداز میں بہت بڑا بنیادی فرق ہے۔ اور اسی وجہ سے تمہارا اور ان کا راستہ الگ الگ ہو گیا ہے۔ تم ہر معاملے کو آخرت کے انجام کو سامنے رکھ کر دیکھتے ہو۔ تم دنیا کا نقصان گوارا کر لیتے ہو اگر تمہیں یہ معلوم ہو جائے کہ اس طرح تم آخرت میں فائدہ اٹھا سکو گے تمہاری نظر میں اصل اہمیت آخرت کی ہے۔ اس کے برخلاف جو لوگ ایمان نہیں لائے ہیں وہ ہر چیز کو دنیوی نفع نقصان کے لحاظ پر کھتے ہیں ان کی نظر میں اصل اہمیت یہاں ملنے والے فائدوں کی ہے آخرت کی طرف سے وہ بالکل مایوس ہیں۔ انہیں یہ یقین ہی نہیں کہ آخرت کا دن بھی آنے والا ہے۔ اور اصل زندگی آخرت کی زندگی ہے وہ تو یہ سمجھتے ہیں کہ جو مر گیا وہ ہمیشہ کے لیے مر گیا۔ انہیں اپنے مُردوں کے بارے میں ایسی کوئی امید نہیں ہے کہ وہ پھر زندہ ہوں گے اور اپنے کاموں کا اچھا یا بُرا بدلہ پائیں گے۔ وہ ان کے دوبارہ زندہ ہونے کی طرف سے بالکل مایوس اور ناامید ہیں۔ چنانچہ سوچنے کے اس انداز کے اختلاف نے تمہیں ان سے اور انہیں تم سے بالکل الگ کر دیا ہے وہ اپنی نافرمانیوں اور ہٹ دھرمیوں کی وجہ سے اللہ کے غضب کے مستحق ہیں جب کہ تم اس کی رحمت کے امیدوار ہو ایسی صورت میں تمہارا ان کے ساتھ محبت اور خلوص کا معاملہ کس طرح ہو سکتا ہے۔ تمہیں تو ہمیشہ اس کا دھیان رکھنا چاہیے کہ کہیں ان

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے دوستی کی پینگیں بڑھانے کا نتیجہ یہ نہ نکلے کہ تم پر بھی ان کا رنگ چڑھنے لگے۔

ایسی بات کہتے کیوں ہو جو کرتے نہیں؟

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ○ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ○ (الصف: ۲،۳)

"اے ایمان لانے والو! تم ایسی بات کہتے کیوں ہو جو کرتے نہیں؟ اللہ کے نزدیک یہ بات بہت ناراضی کی ہے کہ تم وہ کہو جو کرتے نہیں۔"

مومنوں کے لیے یہ بات کسی طرح مناسب ہی نہیں ہے کہ وہ زبان سے تو کچھ کہیں اور عمل کسی اور بات کی گواہی دے، یہ تو منافقوں کا شیوہ ہے۔ اس لیے اے مومنو! تم ایسا نہ کرو۔ اللہ تعالیٰ کو یہ بات سخت ناپسند ہے کہ جو بات زبان سے کہی جائے اسے کیا نہ جائے کسی بات کا دعویٰ کیا جائے اور وقت آنے پر کوتاہی کی جائے یا کسی کو وعظ و نصیحت کی جائے لیکن اپنا طریقہ اس سے خلاف ہو تو یہ باتیں پسندیدہ نہیں ہیں۔

ایسے تمام لوگوں کو کان کھول کر یہ ہدایت سننا چاہیے جو بڑھ چڑھ کر باتیں بناتے ہیں، اپنی لفاظی کے سامنے سب کو مات کر دیتے ہیں، اپنے آپ کو بڑا نیک، متقی اور عالم بنا کر پیش کرتے ہیں لیکن عمل کے اعتبار سے وہ انتہائی کمزور بلکہ بالکل ہی نااہل ہیں۔ مومن کے قول اور فعل یعنی کہنے اور کرنے میں کوئی فرق نہ ہونا چاہیے۔ یہ آیت اسے عالم باعمل ہونے پر ابھارتی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جمعہ کی اذان دی جائے تو اللہ کے ذکر کی طرف دوڑو

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ۚ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ۝ (الجمعہ: ۹)

"اے ایمان لانے والو! جب تمہیں جمعہ کے دن نماز کے لیے پکارا جائے تو اللہ کو یاد کرنے کے لیے دوڑ پڑو۔ خرید و فروخت چھوڑ دو اگر تم سمجھو تو یہ بات تمہارے لیے اچھی ہے۔"

یہاں جمعہ کے دن کی خاص فضیلت بیان فرمائی گئی ہے۔ فرمایا اے مومنو! جب جمعہ کے دن نماز کے لیے اذان دی جائے تو تم سارے کاروبار چھوڑ کر نماز کی طرف اور خدا کو یاد کرنے کے لیے چل پڑو۔ سارے مشغلے اور سارا لین دین اس وقت چھوڑ دیا کرو۔ اذان سنتے ہی تم اللہ کی عبادت کے لیے حاضر ہو جاؤ اور نماز کے لیے پورے اہتمام سے آؤ۔

یہاں نماز کی اہمیت یاد دلانا مقصود ہے۔ اللہ کی یاد اس کے ذکر اور اس کی عبادت سے زیادہ کوئی چیز نہیں ہے۔ مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ نہ اپنے نفع کی فکر کریں اور نہ کاروبار کی، نہ خریدیں اور نہ بیچیں، اذان سنتے ہی خدا کے حضور حاضر ہو جائیں۔ اسلامی معاشرہ میں تو ہونا ہی یہ چاہیے کہ جب اذان ہو تو بازاروں کی چہل پہل اور ہنگامے ختم ہو جائیں۔ خریدنے اور بیچنے والے نماز پڑھنے کے لیے جمع ہو جائیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بندۂ مومن کا تعلق دنیا اور دنیا کے ہنگاموں سے رہتا ہے، اور رہنا چاہیے بھی۔ لیکن ایک مقررہ وقت کے لیے ان سب سے منہ موڑ کر اور یکسو ہو کر خدا کے حضور حاضر ہو جانا چاہیے۔

اسلام یہ بھی نہیں چاہتا کہ دنیا سے الگ ہو کر صرف مذہب کے لیے انسان اپنے کو خاص کر لے اور نہ یہ چاہتا ہے کہ دنیا میں ایسا پھنسے کہ خدا کو بھول بیٹھے، دنیا کے کاموں اور مشغلوں کے ساتھ ساتھ خدا کو یاد رکھنا بھی اس کے لیے ضروری ہے۔ نمازدن میں پانچ وقت انسان کو خدا کی یاد دہانی کراتی ہے۔ اپنے کام کو چھوڑ کر وہ نماز کے لیے اٹھتا ہے نماز کا فائدہ ہی یہ ہے کہ انسان کو خدا ہر وقت یاد رہے، دھیان اس کی طرف سے ہٹنے نہ پائے۔

مال اور اولاد کی محبت اللہ کے ذکر سے غافل نہ کر دے

يَآ أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُلْهِكُمْ أَمْوَالُكُمْ وَلَا أَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ ج وَمَنْ يَفْعَلْ ذَٰلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ ٥

(المنافقون: ۹)

"اے ایمان لانے والو! تمہارے مال اور تمہاری اولادیں تمہیں خدا کی یاد سے غافل نہ کر دیں اور جو ایسا کریں گے وہی نقصان اٹھانے والے ہیں"

انسان کو اپنے مال اور اپنی اولادوں سے بڑی محبت ہوتی ہے وہ انہی کو سب کچھ سمجھتا ہے اور انہی کے لیے سب کچھ کرنے پر تیار رہتا ہے ان کی محبت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسے اندھا کر دیتی ہے، وہ اپنے انجام اور اپنی آخرت سے غافل ہو جاتا ہے، اس کی ساری دنیا انہی چیزوں میں سمٹ آتی ہے اور پھر اسے یہ خیال ہی نہیں رہتا کہ اس سلسلے میں خدا کا حکم کیا ہے۔ اسی لیے مال اور اولاد کا تذکرہ کرکے یہ فرمایا گیا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ چیزیں جو تمہیں دی گئی ہیں، ان میں تم ایسے پھنس جاؤ کہ پھر دین کے تقاضے پورے نہ کر سکو، اور مصروفیت ایسی بڑھے کہ خدا کو یاد کرنے کا وقت بھی نہ ملے اگر ایسا ہوا تو یہ تمہارے لیے تباہی ہے اور آخرت میں سراسر نقصان اور ناکامی ہے۔

سچا مومن وہی ہے جو اپنی سب چیزوں سے زیادہ خدا اور خدا کے دین سے محبت کرے۔ اگر اسے یہ خیال رہے کہ یہ مال اور یہ اولادیں عارضی ہیں اور آخرت میں جو کچھ ملنے والا ہے وہ ہمیشہ رہے گا تو پھر وہ کبھی یہ بے وقوفی نہ کرے گا کہ عارضی لذتوں میں پھنس کر ہمیشہ رہنے والی نعمتوں سے اپنے آپ کو محروم کر لے۔

بعض بیویاں اور بعض اولادیں تمہاری دشمن ہیں

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ مِنْ أَزْوَاجِكُمْ وَأَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَكُمْ فَاحْذَرُوهُمْ ۚ وَإِنْ تَعْفُوا وَتَصْفَحُوا وَتَغْفِرُوا فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ○ إِنَّمَا أَمْوَالُكُمْ وَأَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ۚ وَاللَّهُ عِنْدَهُ أَجْرٌ عَظِيمٌ ○ (التغابن: ۱۴، ۱۵)

"اے ایمان لانے والو! تمہاری بیویوں اور تمہاری اولادوں میں سے کچھ تمہارے دشمن ہیں ان سے بچو، اور اگر تم ان کو معاف کر دو انہیں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

درگزر کردو اور انہیں بخش دو تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے ۔ بلا شبہ
تمہارے مال، تمہاری اولادیں تمہارے لیے آزمائش کی چیز ہیں۔
اور اللہ کے یہاں اس کا بڑا اجر ہے "

وہ لوگ جو دعوتِ حق کو قبول کر رہے تھے، اور اسلام میں آرہے تھے اکثر ایسا ہوتا کہ ان کی بیویوں اور اولادوں کے دل نفاق کے مریض ہوتے۔ فطری محبت اور لگاؤ کی وجہ سے وہ ان سے میل جول رکھتے، لیکن یہ لوگ اور ان لوگوں سے دلی تعلق ایمان کے لیے خطرہ تھا۔ اسی لیے مومنوں کو یہ ہدایت فرمائی گئی، اللہ کے نافرمانوں سے دوستی نہ بڑھاؤ۔ تمہارے بیوی بچوں میں سے کچھ ایسے ہیں جو تمہارے دشمن ہیں، اور ان کی دشمنی یہ ہے کہ وہ تمہیں اللہ کے دین سے غافل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ دراصل یہ بڑی آزمائش کی چیزیں ہیں ان کی محبت میں پھنس کر تم دین کے تقاضوں کو پورا نہیں کرتے، اللہ کو بھول جاتے ہو۔ ہمیشہ رہنے والی زندگی کا خیال دل سے نکل جاتا ہے۔ تو اس لحاظ سے یہ تمہارے دشمن ہی تو ہیں، تمہیں نیک کاموں سے روک کر تمہاری آخرت برباد کر رہے ہیں، تم ان سے بچو، ان سے محبت نہ کرو، ان سے تعلق نہ رکھو، تمہیں ان سے زیادہ اپنے دین سے محبت ہونی چاہیے۔ پھر تمہارا رویّہ دیکھ کر اگر یہ معافی مانگ لیں، نیک کاموں میں تمہارا ساتھ دینے کا وعدہ کریں اور دین کے کاموں میں حصّہ لینے لگیں تو پھر تم انہیں معاف کردو۔ اللہ تو خود بخشنے والا اور مہربان ہے۔ جب تم صرف اللہ کی خاطر اپنے اس تعلق کو چھوڑنے کا ارادہ کرلو گے تو اللہ تمہیں اجر اور بخشش سے نوازے گا۔ مال اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اولاد سے نواز کر دراصل تمہارا امتحان لیا جاتا ہے۔

پھر آگے فرمایا کہ جب یہ بات تمہاری سمجھ میں آجائے تو جہاں تک ممکن ہو اللہ کا تقویٰ اختیار کرو، جو حکم دیا جائے اُسے سُنو، عمل کرو، اپنا مال اس کی راہ میں خرچ کرو، اسی میں تمہارا بھلا ہے۔

اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو دوزخ کی آگ سے بچاؤ

یَاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِیْكُمْ نَارًا وَّقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ عَلَیْهَا مَلٰٓئِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا یَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَآ اَمَرَهُمْ وَیَفْعَلُوْنَ مَا یُؤْمَرُوْنَ ۝ (التحریم: ٦)

"اے ایمان لانے والو! تم اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں۔ اس آگ پر ایسے فرشتے مقرر ہیں جو سخت دل اور زبردست ہیں وہ اللہ کے حکم کی نافرمانی نہیں کرتے جو حکم انہیں دیا جاتا ہے اسے بجا لاتے ہیں"

ہر مسلمان کا یہ فرض اور ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے گھر والوں کو دین کی راہ پر لائے، اللہ کے احکام انہیں بتائے، دین کی باتیں انہیں سکھائے اور پھر عمل کرنے پر ابھارے، تاکہ اس کے گھر والے جہنم کا ایندھن بننے سے بچ سکیں۔ یوں تو ہر شخص کو اپنے گھر والوں سے محبت ہوتی ہے اور وہ چاہتا ہے کہ انہیں کوئی تکلیف نہ پہنچے ان کی ذرا سی پریشانی اسے خود پریشان کر دیتی ہے۔ جب اس تھوڑی سی زندگی میں اسے اپنے گھر والوں کی اتنی فکر رہتی ہے تو پھر ظاہر ہے کہ وہ یہ کوشش کیوں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہ کرے کہ اُس ہمیشہ رہنے والی زندگی میں بھی انہیں آرام و آسائش ملے اور وہاں کے عذاب سے وہ بچیں۔ یہ تو اس کے ایمان کا تقاضا ہونا ہی چاہیے اور یہ تعلق کا تقاضا ہے کہ آدمی ایسا کرے اور اس پر مزید یہ کہ اللہ تعالیٰ نے حکم بھی دے دیا ہے اور ذمہ داری بھی ٹھہرا دی ہے تو اب تو یہ لازمی ہے کہ وہ ایسا ہی کرے اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے بچائے جس پر سخت دل فرشتے تیار کھڑے ہیں اور انسانوں اور پتھروں کو اس میں جھونک رہے ہیں جیسے ہی اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ملتا ہے کہ یہ جہنمی ہے اسے آگ میں جھونک دو تو وہ حکم بجا لاتے ہیں، انہیں رحم نہیں آتا، وہ تو اللہ کے فرماں بردار ہیں، اپنی ڈیوٹی پر ہیں، ان کا فرض یہ ہے کہ حکم ملتے ہی ڈیوٹی پوری کریں۔ اب تو یہ انسانوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ خود بھی اللہ کی اطاعت کر کے جہنم سے بچیں اور اپنے گھر والوں کو بھی سیدھی راہ پر چلانے کی کوشش کریں تاکہ وہ اس آگ سے محفوظ رہ سکیں، وہ یہ تو کسی طرح برداشت نہیں کر سکتے کہ آخرت کے دن وہ تو اپنے نیک اعمال کی وجہ سے جنت میں ہوں اور ان کے گھر والے عذاب بھگت رہے ہوں۔ اس لیے جہاں تک ہو سکے اپنے گھر والوں کو اللہ کے احکام ماننے اور دین کے تقاضے پورے کرنے کی ہدایت کرنی چاہیے۔

اللہ کے سامنے سچی توبہ کرو

يَآ أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا تُوبُوا إِلَى اللَّهِ تَوْبَةً نَّصُوحًا عَسَىٰ رَبُّكُمْ أَن يُكَفِّرَ عَنكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَيُدْخِلَكُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الْأَنْهَارُ يَوْمَ لَا يُخْزِي اللَّهُ النَّبِيَّ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ ۖ نُورُهُمْ يَسْعَىٰ بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَبِأَيْمَانِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا أَتْمِمْ لَنَا نُورَنَا وَاغْفِرْ لَنَا ۖ إِنَّكَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿التحریم ۸﴾

"اے ایمان لانے والو! تم اللہ کے سامنے سچی توبہ کرو۔ امید ہے کہ تمہارا رب تمہارے گناہ تم سے دُور کر دے گا اور تمہیں جنت میں داخل کرے گا جس کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی۔ یہ اس دن ہوگا جس دن اللہ نبیؐ کو اور ان مسلمانوں کو جو اس کے ساتھی ہیں ہر قسم کی رسوائی سے بچا لے گا ان کے ایمان کی روشنی ان کے سامنے اور ان کی داہنی طرف دَوڑے گی وہ کہیں گے اے ہمارے رب! ہمارے اس نور کو مکمل کر دے، ہمیں بخش دے۔ تو ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔"

غلطیاں انسان سے ہوتی ہی ہیں لیکن اگر وہ اپنی غلطیوں پر نادم ہو جائے، اللہ کے سامنے روئے، گڑگڑائے، معافی مانگے، سچے دل سے توبہ کرے، اور آئندہ کبھی ایسا نہ کرنے کا عہد کرلے تو یہ بہت بڑی نیکی ہے اس سے صرف یہی نہیں کہ وہ غلطی معاف ہو جائے گی جو اس سے ہوگئی ہے۔ اس معافی کے ساتھ اسے اور بھی بہت کچھ دیا جاتا ہے اسے اجر اور رحمتوں سے نوازا جاتا ہے اس کے اوپر عنایتوں اور رحمتوں کی بارش کردی جاتی ہے۔ وہ بندہ جو غلطی کے بعد پھر اپنے رب کی طرف لوٹ آئے، پورے خلوص سے توبہ کرلے تو وہ اللہ کو بہت ہی پسند ہے ظاہر ہے جو اللہ کو پسند ہو اس پر اللہ کی کیسی کیسی رحمتیں اور برکتیں ہوں گی۔ توبہ کے معنیٰ ہی پلٹنے کے اور رجوع کرنے کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں ۔گناہ کے بعد بندے کا خدا سے توبہ کرنا یہ معنٰی رکھتا ہے کہ وہ بندہ جس نے اپنے آقا کا نافرمان بن کر منہ پھیر لیا تھا اب اپنے کیے پر پشیمان ہے اور اطاعت و فرمانبرداری کی طرف پلٹ آیا ہے ۔ اللہ بھی اپنے ان ہی بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے جو نادانی میں کوئی قصور کر بیٹھتے ہیں اور جب آنکھیں کھلتی ہیں تو شرمندہ ہو کر اپنے قصور کی معافی مانگ لیتے ہیں ۔

توبہ کرنے کی ہدایت دے کر یہ امید دلائی ہے کہ اللہ کا خاص فضل تمہارے ساتھ ہو گا وہ تمہیں جنت میں داخل کرے گا جس کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی ، جہاں تمہارے لیے آرام ہی آرام ہو گا ۔تمہارے گناہوں کو بخش دیا جائے گا اور تمہیں اکرام و الطاف سے نوازا جائے گا ۔اس دن اللہ تعالٰی نبی ؐ کو اور ان پر ایمان لانے والوں کو میدانِ حشر کی رُسوائی سے بچا لے گا اور اسی ایمان کا نور انہیں گھیرے ہو گا ۔ یہ نور ان خوش نصیبوں کے سامنے بھی ہو گا اور داہنی طرف بھی ۔ اس وقت یہ اپنے پروردگار سے کہیں گے اے ربِ دوجہاں ! اس نور کو ہمارے لیے مکمل کر دے ۔ اس سے ہمیں محروم نہ کرنا ۔ ہمارے گناہوں کو بخش دے کہیں ایسا نہ ہو کہ ہمارے گناہ اس روشنی کو گل کر دیں ۔ تو تُو ہر چیز پر قادر ہے تو ہی گناہوں کو بخشتا ہے اور ہمیں ذلت و رسوائی سے بچا سکتا ہے ۔

قرآن پاک کی موجودہ ترتیب میں یہ وہ آخری آیت ہے جس میں یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کہہ کر خطاب کیا گیا ہے ۔ پورے قرآن پاک میں جہاں جہاں اس خطاب سے مومنوں کو نوازا گیا ہے اور مختلف احکام دیئے گئے ہیں ان

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سب کے بعد آخر میں توبہ کی ہدایت کیسی برمحل معلوم ہوتی ہے۔ ظاہر ہے کہ انسان سے قدم قدم پر بھول چوک ہوتی ہی رہتی ہے۔ کوشش اور ارادے کے باوجود قدم ڈگمگا جاتے ہیں۔ ایسی حالت میں آخری سہارا توبہ ہی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ایک جگہ توبہ کو مومنوں کی مستقل صفت بتایا ہے، اور یہ حقیقت ہے کہ توبہ ہی انسان کو اللہ کی رحمتوں کا مستحق بنا سکتی ہے اور بندے کی کامیابی اللہ کے فضل اور رحمت کے بغیر ممکن نہیں۔ صرف اپنے عمل اور اپنی کوشش پر کوئی شخص بھروسہ نہیں کر سکتا۔ بندے کا آخری سہارا اللہ کی رحمت ہے اور اس رحمت کا دروازہ توبہ سے ہی کھلتا ہے۔

أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّي مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ وَّأَتُوْبُ إِلَيْهِ۔ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا إِنْ نَّسِيْنَآ أَوْ أَخْطَأْنَا وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَأَنْتَ خَيْرُ الرَّاحِمِيْنَ ۝

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلامک پبلیکیشنز لمیٹڈ لاہور

اور

دیگر اداروں کی مطبوعات

ہم سے خرید فرمائیں

پیرنی اسلامک پبلشرز

۱۲ - ۱۳ اے شاہ عالم مارکیٹ

لاہور

المکتبۃ الرحمانیۃ
۹۹ - بے ماڈل ٹاؤن - لاہور
نمبر ...17374...

عطیہ
مزمل احسن شیخ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پین اسلامک پبلشرز

العزیز مارکیٹ، ۱۷۔ اردو بازار لاہور - ۲

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ